۷۸۶ يا معين

مکاتیبِ اکبر

حصہ دوم

خطوطِ اکبر

یعنی لسان العصر حضرت مولانا سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط

جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی۔ اے مصنف فلسفہ جذبات وغیرہ کے نام

ابن عربی کارکنِ حلقہ مشائخ دہلی نے

رجب سنہ ۱۳۴۲ھ میں چھپوا کر شائع کیے

مطبع اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی

بار اوّل — قیمت عمر

دیباچہ

حضرت اکبر کے مکتوبات گرامی جو میرے نام تھے ان کا بیشتر حصہ اس وقت شائع کیا جا رہا ہے۔ حواشی ذیلی (فٹ نوٹ) میرے قلم سے ہیں۔

حضرت اکبر نے بعض اشخاص (مثلاً ڈاکٹر اقبال) کے متعلق ان اوراق میں جن الفاظ میں اظہارِ خیال کیا ہے، میں انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی درست نہیں سمجھتا، لیکن بڑے شخص کی غلطیاں اور کمزوریاں بھی بجائے خود قابلِ تحفظ ہوتی ہیں، اس لیے اکثر مقامات پر میں نے اُن الفاظ کو بجنسہ قائم رہنے دیا ہے۔

اکبر مرحوم بہت سے کمالات و خصائل کے جامع تھے جس خدائے رحمٰن و غفّار نے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ کا قانون مقرر کر رکھا ہے یقین ہے کہ وہ ضرور ان کی بشری کمزوریوں سے چشم پوشی فرمائے گا۔

ستمبر ۱۹۲۳ء
دریاباد۔ بارہ بنکی

عبدالماجد

یامعین

خطوطِ اکبر

الہٰ آ

تعلقا

بالکل

جیسے

اور

خوشی

پورا نہ ہوا اور میں اور کاموں میں اُلجھ گیا۔ اسی ضمن میں، پین، پلیژر، اور چند دیگر الفاظ کے متعلق

لہ مکتوب الیہ اس وقت "فلسفۂ جذبات" تالیف کر رہا تھا۔ اس بنا پر اس نے انگریزی الفاظ Pleasure اور Pain کے لیے حظ و کرب کی اصطلاحیں تجویز کی تھیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر "الہلال" نے ان کے بجائے الفاظ لذّت و اَلم پیش کیے، اور اسی پر "الہلال" کے صفحات میں ایک سرگرم مباحثہ کا سلسلہ چل نکلا۔ اکبر کا بھی ایک مکتوب الہلال نے اپنی تائید میں شائع کیا تھا۔ اس خط اور اس کے بعد والے خطوط میں اسی بحث کے متعلق اشارات ہیں۔ ۱۲

کچھ نوٹ کیے تھے۔ الہلال میں یہ بحث دیکھکر میں نے بغیر زیادہ غور کے ایک خط اڈیٹر صاحب کو لکھدیا جس کو اُنھوں نے چھاپ دیا ہے۔ جہاں کانکرٹ آئیڈیاز[1] نہیں ہیں وہاں ایک زبان کے ایک لفظ کے مقابلہ میں دوسری زبان میں کوئی لفظ پانا جو بلحاظ تمام شیڈس آف مینِنگ[2] کے بالکل مطابق ہو۔ بہت مشکل ہے۔ اِس کے وجوہ آپ پر ظاہر ہیں۔ مجھکو خیال آتا ہے کہ ہملٹن[3] نے جو بلحاظ صفائی بیان کے بہت ممتاز سنا جاتا ہے (اب تو وہ داخلِ دفتر ہوگیا ہے) افسوس ظاہر کیا ہے۔ کہ انگریزی میں یونانی فلسفہ الفاظ کا پورا مفہوم ادا کرنے کو الفاظ نہیں ملتے۔ جب یہ صورت ہے۔ تو غیر ذمہ دار لوگوں کے مشورے پر عمل کرنے میں آپ کا تامل حق بجانب ہے۔ بعد غور کے میں اپنے خط کو واپس لیتا ہوں۔ آپ نے کوئی شعر نہیں کہا، کہ میں کہہ سکوں کہ فلاں لفظ کے عوض میں فلاں لفظ ہو تو زیادہ معنی خیز ہو۔ آپ اصطلاحات علمی کی بنیاد قایم کرتے ہیں۔ اگر ہماری زبان یا مشرقی لٹریچر میں اُس نے رواج پالیا (جس کی بہت کم امید ہے) تو ان کی پابندی خواہ مخواہ لازم آئیگی بلحاظ ڈفنشنس (تعریفات) کے ذہن مفہوم قائم کرنے میں خطا نہ کریگا۔ منشی امیر احمد[4] صاحب مرحوم مینائی نے ایک دفعہ مجھ سے بذریعہ خط سوال کیا تھا (سنہ ۱۸۸۸ء میں) کہ محاورہ اور اصطلاح میں کیا فرق ہے۔ میں نے عرض کیا کہ محاورہ نے جس طرح ترکیب پائی ہے۔ اسی ترکیب کی پابندی بولنے میں ضرور ہے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اس محاورہ کا استعمال کیا جائے۔ جائز ہے۔ کہ اس مفہوم کو اور الفاظ میں ادا کریں۔ لیکن اصطلاح کی پابندی ضرور ہے، جو شخص اس علم یا فن میں بحث کرے وہ اپنے مفہوم کو اسی اصطلاح میں ادا کرے۔ (یہ میں نے مختصر طور پر لکھدیا ہے، مثالیں ترک

---

[1] Concrete Ideas. (تصورات مادی۔ تصورات محسوسات) ۱۲

[2] Shades of Meaning نازک فروق معانی۔ ۱۲

[3] سر ولیم ہملٹن۔ اُنیسویں صدی کے ربع اوّل و ثانی میں اسکاٹ لینڈ کا مشہور فلسفی گزرا ہے۔ ۱۲

[4] مشہور شاعر اُردو و مؤلف "امیر اللغات"۔ ۱۲

کی ہیں) منشی صاحب مرحوم نے بہت پسند کیا۔ اور منظور فرمایا۔ پس آپ جو الفاظ (بعد غور) مقرر فرمائیں گے، ہم طالبانِ علم پر اُسکی پابندی لازم ہوگی۔ بس یہ خیال ضروری ہے کہ حتی الامکان ثقالت و طوالت سے احتراز کیا جائے۔ اور تعریفات واضح طور پر لکھدی جائیں۔ راحت و الم راحت و اذیت، لذت و اذیت، حظ و کرب وغیرہ میں سے جو چاہے لے لیجیے۔ میں آپ کے شعر سُنکر بہت محظوظ ہوا۔ اُن سے ملنے میں کچھ حظ نہ آیا۔ حظِ نفسانی سے احتراز کرنا چاہیے اُردو فارسی میں بلا شبہ یہ الفاظ پلیژر کے مفہوم میں مستعمل ہیں۔ کرب تو عربی میں بھی تکلیف و مصیبت کے معنی میں مستعمل معلوم ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں پڑھتا ہوں ولقد مننا علی موسیٰ وھارون ونجیناھما وقومھما من الکرب العظیم۔ البتہ کرب شاید پین کا بڑھا ہوا درجہ ہے۔ لیکن جیسا میں عرض کر چکا ہوں۔ تعریفات لکھکر جو اصطلاحات مقرر کر دیجیے گا، اُس کی پابندی ہو جائیگی۔ کم سے کم مفہومات میں اختلاف نہ ہوگا۔ اور یوں تو ہر شخص کا دل ہے۔ اسکی حالت ہے، اس کی زبان ہے، کوئی عاشق آہ کرنے میں حضرت قیس کے سُروں کا پابند نہیں۔ بہر کیف آپ کے سامنے نہایت مشکل اور عظیم الشان کام ہے اور اس وقت اور اس حیثیت میں آپ کے مذاق اور آپ کے معلومات نے آپ کو اُس کا اہل کیا ہے۔ ہم لوگوں کو حق نہیں ہے کہ بغیر شرکت اور ذمہ داری کے آپ کو ٹوکیں۔ ہاں مشورت مطلوب ہو تو حاضر رہنا چاہیے۔ یہ تو خیر کچھ الفاظ کا مرتب دیکھا کرنا ہے۔ اللہ آپ کے علم اور عمر کو زیادہ کرے۔ امید تو یہ رکھنی چاہیے کہ عالم معانی میں آپ کے ذریعہ سے طبع انسانی کو فائدہ ہوگا۔ اور بالآخر آپ کسی بڑے اور مُفید نتیجہ پر پہنچکر اُس کو اپنے صفائے بیان سے روشن کرینگے۔ میں تو آپ سے ملنے کا بہت مشتاق رہتا ہوں، بہت سے امور ہیں جن پر آپ کی توجہ رجوع کروں، اور اپنی تسکین کے لیے آپ سے اظہارِ خیال چاہوں۔ کیا کہوں عجب مصائب میں ہوں، اور کوئی

بھر رو وہم نفس وہمخیال پاس نہیں۔لیسا اوقات لکھنا مشکل ہوتا ہے۔معلوم نہیں یہ سطول نیاز نامہ
آپ کو کیونکر لکھ سکا۔پھر بھی جس ارادے سے قلم اُٹھایا تھا۔پورا نہ ہو سکا۔ممکن ہے کہ بعد ماہِ
صیام دو چار دن کو لکھنؤ آؤں۔ہنگامہ وتکلفات کی جگہ سے دل اجتناب کرتا ہے۔آپ اگر
الہ آباد کبھی تشریف لائیں تو جب تک میں یہاں ہوں، بوریا اور نانِ جویں حاضر ہے۔

اکبر حسین

خدا کرے آپ کو کالج کورس سے جلد نجات ملے[1] مغربی فلاسفروں کو (بعض مباحث میں) آپنے
ماشاء اللہ خوب اسٹڈی کیا۔شاید ہی کوئی آپ کا مقابل ہو۔آپ کو اتنی فرصت ملے کہ آپکا
باطنی فلاسفر اوراق لیل و نہار کو دیکھکر ہمارے سامنے ایک اور بحبل تصنیف یا کم سے کم مشرقی
فلسفہ یا عام فلسفہ کا ....[2] کرے ٭

(۲)

الہ آباد یکم ستمبر ۱۳ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ لم میں نے ابھی الہلال کو لکھ بھیجا کہ میں اس تحریر کو واپس لیتا ہوں
آپ کو بھی اجازت دیتا ہوں کہ ان الفاظ کی بحث میں (جس غرض سے وہ پیش ہے) مجھکو اپنے
خلاف نہ سمجھیے۔آپ کی کل تحریر سے مجھکو اتفاق ہے۔بجز اس کے کہ ہیپنس[3] کا ترجمہ لذت تیز
ابھی نہیں سمجھا لیکن تھوڑی سی گفتگو کے بعد سمجھ لینے کو تیار رہوں گا۔الفاظ کہ ہمارے مفہومات کا تابع
ہونا چاہیے۔مدت سے مجھکو یہ آئڈیا تھا لیکن کالکوسیکا لوجی کا لفظ آپ سے سُنا۔اور بہت
خوش ہوا اور آئندہ کے لیے آپ سے بہت سی اُمیدیں ہوگئیں۔
آپ فلاسفر ہیں، شعر کی قدر زیادہ نہ ہوگی۔لیکن واقعات موجودہ کے لحاظ سے شاید ان اشعار کو

---

[1] مکتوب الیہ اس وقت ایم۔اے کا طالب علم تھا۔

[2] یہ لفظ پڑھا نہیں گیا۔

[3] Happiness مسرت۔خوشی۔

ناپسند نہ کیجیے[1]

شیخ صاحب تو یہاں فکرِ مساوات میں ہیں | بھائی صاحب کو سُنا ہے کہ حوالات میں ہیں
قوم کے حق میں تو اُلجھن کے سوا کچھ بھی نہیں | صرف آنر کے مزے اُنکی مُلاقات میں ہیں
سر بسجدہ ہے کوئی اور کوئی تیغ بکف | بس ہمیں اِس رزولیوشن کی خرافات میں ہیں

افسوس ہے کہ مجھکو حوادث نے بہت ہی دل شکستہ اور بے تعلق کر دیا۔ ورنہ آپ کا ایک اچھا اسسٹنٹ ہوتا۔ یہ بھی سمجھتا ہوں ع "ہر کسے را بہر کارے ساختند" میں لکھنؤ آؤں گا تو ضرور آپ کو اطلاع دونگا۔ خدا آپ کو مدارج عالی عطا کرے، اور راحت القلوب بنائے

اگر مولوی کرامت حسین صاحب[2] سے ملاقات ہو تو میرا سلام فرما دیجیے گا۔

دعا گو شما

اکبر حسین

یاد آتا ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے ایک زمانے میں بہت سے علوم و فنون کے مصطلحات انگریزی و عربی و اُردو جمع کیے تھے۔ مصطلحات کمسٹری کا ترجمہ میں نے اپنے ایک عزیز سے جو بہت ذہین اور تعلیم یافتہ و ذی علم ڈاکٹر ہیں لکھوا کر بھیجدیا تھا۔

(۳)

الہ آباد۔ ا ستمبر ۱۹۱۲ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ محبت اور قدر افزائی کا سراپا شکر گزار ہوں، علیل تھا۔

---

[1] مسجد کانپور کے متعلق بلوہ اور گرفتاریاں ہو چکی تھیں، اُس وقت کا یہ کلام ہے۔ ۱۲

[2] مولانا سید کرامت حسین جج ہائی کورٹ، مصنف آلقینت والکون، ما افراد کا سیہ وغیرہ۔ ۱۲

پھر مہمانوں کا سلسلہ رہا۔ کل ڈاکٹر اقبال صاحب جو مجھ سے ملنے کو تشریف لائے تھے۔ دہلی گئے۔ اس سبب سے جواب خطاب تک نہ لکھ سکا تھا۔ میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جو اصطلاحیں مقرر کر دیجئے طالب علم کو مان لینا چاہیے۔ آپ کے پاس ہوتا تو اظہار رائے میں آسانی ہوتی۔ بہر حال آج بالکل مختصر جواب عرض کرونگا۔ جونپور کا قصد ہے۔ اگر اچھا رہا تو وہاں سے لکھنؤ آؤں گا۔ انشاء اللہ۔ اگرچہ آپ ماشاء اللہ خود لائق و فائق ہیں لیکن امید ہے کہ مکالمت زبانی سے وسعتِ خیال پیدا ہو۔ آپ سے ملنے کا آرزو مند ہی ہوں۔

آپ کا دعاگو

اکبر حسین

(۴)

الہ آباد ۱۴ ستمبر ۱۹۱۳ء

حبیبی و مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ جب یہاں مجھے ملے تھے اُس کے بعد میں شدید مصائب میں مبتلا ہو گیا۔ میرا لڑکا سید ہاشم جو نہایت ذہین، ہونہار، توانا، بالا بلند، موزوں طبع عاقل، خدا پرست، شعر فہم، میرا خادم، شیر و سطح تھا، اور جس نے چودھویں سال میں قدم رکھا تھا۔ یکایک سرسام میں مبتلا ہو کر مجھ سے ہمیشہ کو جدا ہو گیا۔ بی بی پہلے مر گئی تھیں، وہی لڑکا دنیاوی زندگی کا سہارا تھا۔ مذہب اور فلسفہ تصوف نے دیوانگی سے محفوظ رکھا لیکن بیحد افسردہ اور دنیا سے بے تعلق ہو گیا ہوں۔ ہوش و حواس سے مجبوری ہے۔ میں نے الہلال کے آرٹیکل نہیں دیکھے تھے۔ صرف اسی پر نظر پڑی تھی کہ حظ و کرب و لذت والم میں کس کو ترجیح ہے۔ پچھلے دونوں لفظ بہت مانوس تھے۔ میں نے الہلال کو دو سطریں لکھ بھیجیں۔ اسکے بعد میں نے آرٹیکل پڑھے۔ آپ کے مشکلات کا خیال آیا۔ لہٰذا میں نے دست برداری کی۔

نہ گفتہ ندارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

"دانم چہا نہ گویم" کی تو افراط ہے۔ لیکن مدد اور کام کی بات بہت کم ہے۔ آپنے اپنے پہلے

خط میں بہت صحیح خیالات ظاہر کیے تھے۔ کہ اس کام کے اہل ہندوستان ہی میں نہیں ہیں بیشک کیوں ہونے لگے! لوگ کہتے ہیں کہ ابوالفضل کیوں نہیں پیدا ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ اکبر پیدا ہوں تو وہ بھی پیدا ہوں۔ یہ میرا خیال ضرور ہے کہ ترجمہ کرنے والے کو اُس زبان میں جس میں ترجمہ کیا جائے۔ زیادہ تبحر چاہیے۔ کیونکہ بہ نسبت سمجھنے کے سمجھانا مشکل ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ماشاء اللہ آپ زبانِ عربی کے قواعد سے بیگانہ نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ پر ہر طرح اطمینان ہے۔ مجھکو بہت شبہ ہے کہ آیا یہ الفاظ جن کو ہم آپ جمع کرتے ہیں کبھی وہ زندگی پائینگے۔ جو مغربی فلسفانہ الفاظ کو حاصل ہے۔ لیکن بہرکیف کوشش کرنی چاہیے۔ سلیمان[1] سے مجھ سے شاید ملاقات ہو۔ یاد نہیں۔ اگرچہ ان کی تحریر میں جیسا کہ آپ نے خود نوٹ کیا ہے Irrelevant[2] باتیں بہت ہیں (اور بغیر ان کے وہ کام ہی نہیں چل سکتا) لیکن کچھ اچھے Suggestions[3] بھی ہیں۔ اگر وہ آپکے مشیر اور خادم بنیں تو بہت آسانی ہو سکتی ہے۔ وہ وہیں موجود ہیں۔ اور بلا تکلف بحثیں ہو سکتی ہیں میں تو اولاً خود بے بضاعت، دوسرے بیحد معذور ہو رہا ہوں۔ چار دن سے اعضا شکنی ہے۔ داہنے کان میں درد ہے۔ دیکھیے کب سفر کے قابل ہوں۔ ارادہ تو یہ ہے کہ جونپور جاؤں وہاں دو ایک دن رہکر لکھنؤ آؤں۔ مرا دل تو اب زیادہ دنیاوی زندگی کے نتائج سے متعلق ہے۔

منطقی شاید کہتے ہیں کہ بلا مدد الفاظ خیال نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھکو تو غم بلا امداد الفاظ ہوتا ہے اور پھر شاعر کی زبان کا کیا ٹھکانا۔

میں آپ کو مذاقِ شعر سے کس طرح بے بہرہ سمجھوں۔ غالب[4] کے متعلق آپنے جو کچھ لکھا ہے وہ بہت دل آویز ہے۔ درحقیقت جو شعر میں نے آپ کو لکھے تھے وہ شعر نہ تھے، پولیٹکل ہنگامے کے متعلق ایک رائے کا اظہار تھا۔

---

[1] مولانا سید سلیمان ندوی جو اس وقت "الہلال" میں اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے اور جنکی ایک تحریر اسی موضوع پر "الہلال" میں شائع ہوئی تھی۔ ۱۲

[2] غیر متعلق۔ ۱۲ [3] مشورے۔ ۱۲

[4] غالب کی فلسفیانہ شاعری پر مکتوب الیہ کا ایک مضمون رسالہ "ادیب" (الٰہ آباد) میں نکلا تھا۔ ۱۲

آج مشکل سے لکھنے کو بیٹھ سکا۔ کچھ نوٹ کر دیئے ہیں[1]

عضویات[2] مجھکو بھی بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن یائے نسبت لگائیے تو الف اور تے کو حذف کر دینا ہی اولیٰ نظر آتا ہے[3]۔ طبیعات سے طبعی بینا زعہ لفظ تو حظ ہے اور شاید کرب بھی۔ اِسکے متعلق کچھ نوٹ لکھدیے ہیں۔ طبیعت نہایت مضمحل ہے، کتابیں بند پڑی ہیں اور بے ترتیب ہیں کچھ مدد نہ لے سکا۔ درد سر سے پریشان ہوں۔ میں آپ کے مشاغل اور عادات اور حالات سے آگاہ نہیں ہوں۔ لہٰذا اِس لکھنے کی جرأت نہ کر سکا کہ دو چار دن کو یہیں تشریف لائیے۔ خدا آپ کو ترقیاتِ ظاہری و باطنی عطا کرے۔ اور آپ اس مصرعہ کے مصداق ہوں۔ ع

"ستارۂ بدرخشید و ماہ مجلس شد[4]"

افسوس ہے کہ اسبابِ انتشارِ قومی بہت جمع ہیں اور کوئی شخص اتنا فارغ البال نہیں نظر آتا کہ پوری آزادی سے طلبِ علم میں زندگی صرف کرے۔ اچھی سوسائٹی بھی ہم کو میسر نہیں۔ آپ سے انشاءاللہ ملاقات ہوگی تو بہت باتیں ہو سکیں گی۔ آپکا نیازمند اور دعاگو

سید اکبر حسین

ہاں جناب الہلال صاحب نے میرا خط نہیں چھاپا۔ لکھا کہ میرے دوسرے آرٹیکل کے منتظر رہیے۔ آپ کی فلسفہ دانی کا اعتراف کرتے ہیں۔ میں نے گوان کو بھی مشورہ دیا کہ جب جملہ امور متعلقہ پر لحاظ کرنا منظور و ممکن نہیں تو اعتراض سے اعراض اولیٰ ہے۔ بہرکیف یہ خفیف بات ہے۔ ہوتا ہی رہتا ہے۔ اپنے بھائی صاحب سے میرا سلام فرما دیجیے۔

---

[1] مکتوب الیہ نے حضرت اکبر کی خدمت میں اپنے مجوزہ مصطلحات نفسیات کی فہرست رائے زنی کیلئے بھیجی تھی۔ ۱۲

[2] مکتوب الیہ نے فزیالوجی کے لیے عضویات کا لفظ رکھا تھا۔ اس وقت تک اس موقع پر علم وظائف الاعضا کا لفظ مستعمل تھا۔ ۱۲

[3] یعنی بجائے عضویاتی کے عضوی کہنا چاہیے۔ ۱۲

تیسرے خانے میں جہاں میں نے آپ کے دو لفظوں میں سے ایک لفظ سُرخ روشنائی سے لکھدیا ہے۔ اُس کے یہ معنی ہیں کہ مجھکو وہی لفظ مرجح معلوم ہوتا ہے۔

ہاں ایک ضروری خیال ظاہر کرنے سے رہگیا۔ غالباً علمائے مصر نے ان علوم میں مغربی فلسفہ سے باخبر ہوکر تصنیفات کی ہیں، اگر ایسا ہو تو کیوں نہ اُن سے بشرط امکان موافقت کی جائے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ ان جملہ الفاظ کو پبلک کے سامنے بغرض کرٹیائز[1] پیش کردیں اور بعد کسی بحث کے جو پیش ہو فیصلہ ہو۔

یہ خط روانگی سے رہگیا تھا۔ کان کے درد میں مبتلا ہوں۔

(۵)

الہ آباد ۱۷ ستمبر ۱۹۱۳ء

عزیزی مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں یہ لکھنا بھول گیا کہ آپ نے خط میں جو مضمون متعلق الفاظ سابقہ[2] ولاحقہ[3] وغیرہ کے لکھا ہے۔ وہ نہایت صحیح ہے۔ آپ نہ صرف مرادف المعانی الفاظ ڈھونڈھتے ہیں بلکہ ایک عمدہ سسٹم الفاظ کا اُردو میں قائم کیا چاہتے ہیں، اور اسی بات نے آپ کے کام کو بہت مشکل کردیا ہے۔ Happiness & Misery کا ترجمہ دکھ سکھ بہت اچھا ہے۔ لیکن یہ الفاظ اس انجمن میں بے وقعت ہیں۔

اتفاقاً مولوی حمیدالدین صاحب[4] سے ملاقات ہوئی۔ میں خوش ہوا کہ آپ نے اُن کے پاس بھی فہرست بھیجدی تھی۔ پبلک کے سامنے پیش کرنے سے میرا یہی مطلب تھا کہ ایسے بزرگوں کے سامنے پیش ہو۔ وہ فرماتے تھے کہ Prestige کا ترجمہ وقار صحیح ہے

ف۱ *Criticisism.* مراد ہے / یعنی تنقید - ۱۲

ف۲ *Prefix.*

ف۳ *Suffix.*

ف۴ مولانا حمیدالدین بی۔ اے علیگڑھ جو اس وقت الہ آباد کالج میں عربی کے پروفیسر تھے - ۱۲

میں نے کچھ کہا نہیں۔ لیکن یہ خیال آیا کہ شاید رُعب میں بھی مطلب پورا ہو جاتا ہے۔ میں نے ت
اُردو میں مفہوم کے اعتبار سے سطوت کو پاکیزہ لفظ سمجھا تھا۔ البتہ خود تاثری کی ترکیب صحیح
نہ معلوم ہوئی۔ یائے توصیفی اسم صفت میں بڑھاتے ہیں۔ خود متاثری البتہ ہو سکتا ہے۔
بعد استعمال غیر مانوس نہ رہیگا۔

میں سخت تکلیف میں ہوں۔ اس وقت کان پر پلٹس باندھی گئی ہے۔ نجات ملے تو
قصدِ سفر کروں۔

اکبر حسین

(۲)

الہ آباد ۴ ستمبر ۱۹۱۳ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ایک بات ذہن میں تھی لکھنا بھول گیا۔ اُسی فہرست الفاظ کے
متعلق جو آپ نے پہلے بھیجی تھی۔ اور جو اس وقت میرے سامنے نہیں ہے۔
Abstract Ideas. کا ترجمہ لوگوں نے خیالات منتزعہ کر رکھا ہے۔ انتزاع سے جسکے
معنی کھینچنے اور نکالنے کے ہیں۔ آپ نے شاید کوئی اور لفظ رکھا ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہوگا۔ ورنہ
شاید میں نظر کرتا لیکن آپ نے نہ خیال کیا ہو تو اب خیال کر لیجیے اگر لفظ موضوع موجود ہو تو
عدول کی کیا ضرورت۔

پرسٹیج کے لیے ایک لفظ وقار رات میرے ذہن میں آیا، لیکن صرف اُردو بول چال میں
یہ لفظ اس آئڈیا کے قریب ہے۔ تمہارا وقار جاتا رہا۔ تمہارا بڑا وقار ہے۔
بہ شرطِ صحت کل جونپور جانے کا ارادہ ہے۔
حظ کا ٹھیک اپوزٹ ٹرم مجھ کو سوائے حرمان کے کوئی نہیں ملتا۔ دعاگوئے شُما
بہرہ مندی   بے نصیبی
اکبر حسین

لیکن حرمان میں ہین کا آئڈیا صریحی نہیں ہے۔ اُردو میں مایوسی کے معنوں میں شعرا کی زبان
پر ہے۔ یاس و حرماں غالباً کہہ سکتے ہیں۔ وہ محظوظ ہوئے، میں محروم رہا۔

لذّت والم میں کچھ حرج نہیں لیکن واضع مصطلحات کو اختیار ہے۔
آپ کے دوست الہلال کا زرِ ضمانت ضبط ہو گیا۔

مغرب کی برق ٹوٹ پڑی اس غریب پر
دَورِ فلک ہلال کو لایا صلیب پر

(۷)

جونپور ۲۰/ستمبر ۱۹۱۳ء
حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں کل جونپور پہنچا۔ دن بھر دردِ سر میں مبتلا رہا۔ صحت کی خرابی نے مجھکو بیکار کر دیا ہے۔
میں سمجھتا ہوں کہ لفظِ وقار پرسٹیج کے لیے نہایت اچھا بلکہ ٹھیک اُسی سینس میں[۵۱] ہے جس میں انگریز پرسٹیج کا لفظ یہاں استعمال کرتے ہیں۔ دھاک اور رعب اسٹرانگ ٹرمس[۵۲] ہیں۔ وقعت بہت ڈھلا لفظ ہے۔ وقار، سطوت کی طرح سجل، سڈول اور آپ کی پسند کے لائق ہے۔ اور روزمرہ میں داخل ہے۔ اسکے لغوی معنی میں بھی (وزن، دباؤ، گراں ہونا) پرسٹیج کے لغوی معنی کا آئڈیا تاویلاً موجود ہے۔ لیکن میں زور نہیں دیتا۔ ع

اپنی وہی صلاح ہے جو یار کی صلاح

آپ نے محاورہ اُردو سے استدلال کر کے لفظِ حظ و محظوظ کو میری نظر میں پلیزر سے ایسا موافق و قریب کر دکھایا ہے۔ کہ میں لذّت کی سفارش اسی بنا پر کر سکتا ہوں کہ وہ بھی کام دیتا ہے۔ اور شاید پاپولر[۵۳] ہے۔
امید ہے کہ بشرطِ صحت دو تین دن بعد لکھنؤ حاضر ہوں۔ آپ سے ملنے کی بھی مسرت بلکہ عزت حاصل کروں۔

اکبر حسین

---

۵۱ مفہوم۔ ۱۲
۵۲ تیز الفاظ۔ ۱۲
۵۳ Popular مانوس۔ ۱۲

(۸)

عنایت فرمائے من سلمہ اللہ تعالےٰ

آپ مس ماڈ[۱] سے آگاہ ہونگے، برہنہ ہو کر ایسا ناچتی ہیں کہ شائقین سائنس داں کو وجد آجاتا ہے۔ ہندوستان آرہی ہیں۔ لوگوں نے روکنا چاہا نہ رُکیں۔ پائیر لکھتا ہے کہ اگر اس ناچ کی اجازت ملی تو The prestige of the white woman in India will be some what injured.

اب ذرا دیکھیے پرسٹج یہاں کس سینس میں مستعمل ہوا ہے۔

دھاک کا لفظ موزوں نہیں ہے۔ شاید سطوت بھی بے موقع ہو۔ بلکہ وقعت کا لفظ ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ وقعت میں بھی دھاک کا آئندہ پا موجود ہے۔ اطلاعاً لکھا گیا۔

امید کہ آپ اچھے ہوں۔ میں ہنوز زیرِ علاج ہوں۔ خدا کرے آپ جلد الفاظ کے پھندے سے رہائی پائیں۔ آپ کے ذہن کو عالم معانی کے بالاتر درجوں میں مصروف ہونا چاہیے۔ لیکن یہ سچ ہے کہ بغیر الفاظ کے کام نہیں چلتا۔

دعاگوئے شما

اکبر حسین

(۹)

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کی محبت اور عنایت اور مہربانی اور سعادت اور نیک دلی ہے کہ آپ نے مجھکو قابل مشورت سمجھا ہے۔ اگر کچھ جانتا بھی تھا تو اب سب بھول گیا۔ اُردو زبان پر بھی عبور نہیں ہے۔ البتہ مذاقِ شاعری کے سبب سے لفظوں کی ترتیب سے وسیع معانی پیدا کر لینے کا کچھ سلیقہ تھا وہ بھی اب حیرت اور غم کی کثرت سے مفقود ہوتا جاتا ہے۔ میں نے الہلال کی گواہی اسی سبب سے واپس لی تھی کہ ایک لفظ پر کسی ایک پہلو کے لحاظ سے ٹوک دینا آسان ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی نظر میں معقولات فلسفہ ہیں۔ آپ سسٹم چاہتے ہیں۔

---

[۱] ایک مشہور رقاصۂ انگلستان ۱۹۰۰ء

سمٹری[۱] چاہتے ہیں۔ نہایت بلند اور مشکل کام ہے۔ اعتراض بیجا ہے، بجز اس کے کہ آپ ہی کی طرح آپ کے ساتھ اس کام میں دن رات غرق رہے۔ بہر کیف جن امور کی نسبت آپ نے مشورہ کیا ہے۔ کچھ نوٹ اس نیاز نامہ کی پُشت پر مندرج ہیں۔ خدا کرے آپ کو کچھ مدد ملے۔ اگر زندگی باقی ہے تو جلد آپ سے ملنے کی مسرت حاصل کرونگا۔ انشاءاللہ بہ شرطِ صحت کل یا پرسوں جونپور اور دو تین دن بعد لکھنؤ کا قصد ہے۔ میں قیصر باغ میں راجہ صاحب[۲] کے یہاں ٹھہرا کرتا تھا لیکن تکلفات کا متحمل نہیں ہوں، اور خیالات بہت کچھ بدل گئے ہیں بلکہ کم ہو گئے ہیں۔ غالباً امین آباد پارک حاجی عبدالحق صاحب ایجنٹ گراموفون کمپنی کے مکان پر ٹھہروں۔ وہ میرے ایک قدیم بے تکلف شناسا ہیں۔

میری تسکین کو جو کچھ آپ نے لکھا ہے، اس کا شکر گزار ہوں۔ آفتابِ علم آپ اب بھی ہیں، خدا کا فضل شاملِ حال رہا تو عمر و عروج کے ساتھ آپکی شعاعیں زیادہ ہوتی جائینگی رسائی میں زیادہ ہونگی، اب عقلوں تک پہنچتی ہیں تو آئندہ دلوں تک پہنچیں[۳] گی۔ آپنے جو کچھ تحریر فرمایا ہے صحیح ہے، لیکن جہاں آپ وہاں ہم۔ ہم آپ سے زیادہ کیا خوش عقیدہ ہو سکتے ہیں۔ ہاں عمر اور تجربہ کے سبب سے Ego[۴] آپ کے مقابلہ میں زیادہ محسوسات کا مجموعہ ہے۔

———(۱۰)———

جون پور یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں ۲۵ ستمبر کو یہاں آیا، دو ایک دن کے بعد ارادہ لکھنؤ کا تھا لیکن طبیعت صحیح نہ رہی، جرأتِ سفر نہ کر سکا۔ اُدھر حضرت حفیظ ابدی[۵] کا خط پہنچا کہ مولوی

---

[۱] Symmetry تناسب ۱۲ [۲] راجہ صاحب محمود آباد ۱۲

[۳] یہ دعائیہ فقرہ ہی بشارت حق ہوا ۱۲ حسن نظامی [۴] نفس، انا ۱۲

[۵] سید محمد حفیظ ابی۔ اے مرید خواجہ حسن نظامی صاحب جنہیں خواجہ صاحب نے ابدی کا خطاب عنایت فرمایا تھا۔ ۱۲

عبدالماجد صاحب دہلی سے ۸ سہ پہر کو لکھنؤ آئینگے اور دوسرے دن پھر دہلی چلے جائینگے۔ اس سبب سے امید نہ رہی کہ آپ لکھنؤ میں ملیں گے۔ اگر اچھا رہا تو انشاءاللہ کل صبح کی ریل میں لکھنؤ کا قصد ہے سر دست تو امین آباد پارک میں حاجی عبدالحق صاحب ایجنٹ گراموفون کمپنی کے مکان پر قیام کا قصد ہے پھر دیکھا جائیگا۔ اگر زیادہ قیام ہوا۔

میں نے پرسٹیج کا ترجمہ وقار آپ کو لکھا۔ اور اسی پر اطمینان ظاہر کیا لیکن غور کے بعد معلوم ہوا کہ جہاں تک "وہائٹ روزمن" کے فقرے سے تعلق[1] ہے۔ وقار نہایت ٹھیک ہے۔ لیکن انگلش ریس کا پرسٹیج انڈیا میں وقار کے سینس میں بہت صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ہم کبھی کہتے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب کا حکام میں بہت وقار ہے۔ اس سے رعب و سطوت کا مفہوم نہیں نکلتا۔ لہذا آپ کی سطوت[2] قائم رہتی ہے۔ رعب ہو یا سطوت رعب میں intensity زیادہ ہے۔ سطوت کے معنی حملے کے ہیں لیکن رعب کا مفہوم بھی ہماری زبان میں توسیع ہے۔ خدا کرے آپ اچھے ہوں۔ اگر میں لکھنؤ پہنچا اور آپ نہ ملے تو حسب ضرورت الہ آباد ہی خط بھیجیے گا۔

اکبر حسین

(۱۱)

الہ آباد ۱۱ راکتوبر ۱۹۱۳ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ رہیں ۷ راکتوبر کو بخیریت الہ آباد پہنچ گیا لیکن طبیعت کو سکون واطمینان نہیں ہے۔ نہیں معلوم اس وقت کیا پہلو اختیار کرنا چاہیے۔ کہ قوم و گورنمنٹ دونوں کی بدگمانی سے حفاظت ہو۔ خدا ملک پر رحم کرے۔

میں آپ صاحبان کی مہمان نوازی و محبت و عنایت کا نہایت ممنون ہوا۔ خدا انکنا می کے ساتھ مدارج عالی کو پہنچائے۔ آپ کن علوم کی فرہنگ یکجا کر رہے ہیں۔ اور ہر علم میں کس مصنف

---

[1] دیکھو مکتوب نمبر (۸)۔ ۱۲

[2] لفظ سطوت مکتوب الیہ کی مجوزہ تھی۔ ۱۲

ففین کو پیش نظر رکھا ہے۔
اب میں طوالت ہو تو جانے دیجیے۔ کچھ ضروری بات نہیں ہے۔
ی مولوی عبدالمجید صاحب کی خدمت میں دعا و سلام۔ اکبر حسین

(۱۲)

اد ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۳ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ۳۰ ستمبر کے پرچے الہلال میں جو فہرست علوم کے نام کی
ہوئی ہے۔ کاش ہر ایک علم کے ساتھ اس علم کے دو ایک مسئلہ بھی لکھ دیے جاتے تو
ت بہت مفید ہو جاتی۔ کیوں نہ صاحب مضمون سے درخواست کی جائے۔
آپ نے فرمایا تھا کہ الہلال نے موجودہ مضمون شائع کر دیا ہے۔ کس تاریخ کے پرچہ میں
لیا ہے؟ اپنے بھائی صاحب کی خدمت میں میرا سلام فرما دیجیے۔

آپ صاحبوں کا دعاگو و ترقی خواہ

اکبر حسین

حت و تندرستی کی طرف بہت توجہ رکھیے۔
آپ بتا سکتے ہیں کہ اس بحث کا ایگو[1] ہمارے موجودہ جسم کا کاز[2] ہے یا افکٹ[3]۔ کیا قطعی
ہوا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ سول[4] کی انڈویجوالٹی[5] اور اس کا
سے موجود رہنا تسلیم نہیں کیا گیا۔ لیکن بلا انڈیجوالٹی کے مادہ حیات مانا گیا ہے، اور اس
یں اختلاف ہے کہ بعد مرگ انڈویجول سول[6] قائم ہے یا نہیں۔ اگر ذہن میں ہو تو اشارۃً
ا ورنہ زحمت فضول ہے۔

---

[1] Ego نفس۔ انا۔ ۱۲
[2] Cause سبب۔ علت۔ ۱۲
[3] Effect نتیجہ۔ معلول۔ ۱۲
[4] Soul روح۔ ۱۲
[5] Individuality شخصیت۔ انفرادیت۔ ۱۲
[6] Individual Soul روح شخصی۔

آپ کو اپنے کام کی طرف توجہ کرنا چاہیے۔ جو سرِ دست پیش اور ضروری ہے۔

(۱۳)

۱۴ / مئی ۱۹۱۴ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مولوی شبلی صاحب سے یہ سُنکر میں مطمئن ہوا تھا کہ آپ اُن کے کام میں باضابطہ مددگار ہو گئے ہیں[1]۔ آپ کی تعریف کرتے تھے۔ انشاء اللہ بمرورِ ایام آپ ہر طرح کا اطمینان اور ترقی حاصل کرینگے۔

الحمد للہ کہ آپ کا فلسفہ جذبات[2] مرتب و مکمل ہو گیا میں آپ کو پھر خط لکھوں گا۔ اس وقت ایک امر دریافت طلب ہے، اگر بلا زحمت ممکن ہو تو مطلع فرمائیے۔ کتاب موسوم بہ منجد (عربی ڈکشنری) شاید وہاں ندوے کے بک ڈپو میں فروخت کے لیے موجود ہے، یہاں اُس کی خواہش ہے، یہ دریافت طلب ہے کہ اُسکی کیا قیمت ہے اور کس سے درخواست کرنی چاہیے۔

اپنے بھائی صاحب سے میرا سلام فرما دیجیے۔ اکبر حسین

(۱۴)

الٰہ آباد ۲۸ / مئی ۱۹۱۴ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا شکر گزار ہوں۔ مجھے میرے خطوں کے جواب ملگئے اور اطلاعیں حاصل ہو گئیں۔ کتاب جو آپ نے سعادت اور محنت اور قدردانی سے بھیجی ہے پہنچی[3] اور مجھکو اپنا یہ شعر یاد آیا ؎

کھلا دیواں مرا تو شورِ تحسیں بزم میں اُٹھا ۔ مگر سب ہو گئے خاموش جب مطبع کا بل آیا

---

[1] مولانا شبلی نے سیرۃ النبی کے زمانۂ تالیف میں مکتوب الیہ کے سر یہ خدمت کی تھی کہ انگریزی تصانیف سے اسلام و شارعِ اسلام صلعم کے متعلق موافق و مخالف ہر قسم کی معلومات انتخاب کر کے پیش کیا کرے۔ ۱۲

[2] مکتوب الیہ کی پہلی کتاب "فلسفۂ جذبات" چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ ۱۲

[3] مکتوب الیہ نے "فلسفۂ جذبات" کا ایک نسخہ ہدیۃً ارسال کیا ہے۔ ۱۲

لہذا بے تکلفانہ صہ ؍ کا منی آرڈر بھیجتا ہوں۔ قیمت سے کچھ تعلق نہیں۔ امید کہ آپ بلا عذر قبول فرمائینگے اور مجھکو ممنون کرینگے۔ آپ کی محنت و توجہ نہایت ستایش کے قابل ہے، اُردو زبان میں یہ بہت قیمتی علمی اضافہ ہے، خدا آپ کو علمی ترقیاں نصیب کرے۔ سخن دلکش بہت ہیں، سخن سنجیدہ کیلیے بہت سمجھ چاہیے۔ میرا ایک مطلع سُن لیجیے سے ہے تو اور ہی رنگ۔ لیکن آپ کچھ حظ حاصل کرینگے

بہت دشوار ہے شائستۂ راہِ طلب ہونا
نظر کو حد میں رکھنا شوقِ دل کا با ادب ہونا

گرمی نے بدحواس کر رکھا ہے ورنہ مطول خط لکھتا۔ انشاء اللہ پھر کبھی۔ اپنے بھائی صاحب کے حضور میں تسلیم عرض کر دیجیے۔

اکبر حسین

(۱۵)

الٰہ آباد ۱۳ مئی سنہ ۱۹۱۴ء۔ عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے قیمت نہیں دی۔ صرف طبع میں گویا شرکت کی، کوئی بات نہیں۔ آپ نے کیوں ایسا خیال فرمایا۔ آپ کو معلوم نہیں آپ کے والد ماجد صاحب مرحوم میرے کیسے فیاض عنایت فرما تھے۔ مجھکو تو آپ کا خادم اور دعاگو رہنا چاہیے۔ قطع نظر اس کے فی الواقع آپ کی محنت و توجہ اس کتاب کی تالیف بلکہ تصنیف میں مستحق اس بات کی ہے کہ اُس کی قدر کی جائے۔ امانت رہنے کی کیا ضرورت ہے[1]، اُس رقم کی بساط ہی کیا ہے اپنے دلی خلوص اور ہمدردی کو میرے لیے امانت رہنے دیجیے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ واپس نہ کیا۔ میں ضرور سمجھتا کہ آپ نے ادب بلحوظ نہ رکھا۔ الحمد للہ کہ آپ صرف تحریر میں خطِ اقلیدس ہیں۔ برتاؤ میں شاخِ گل ہیں۔ خدا روز افزوں ترقی نصیب کرے۔ میں نے کتاب فوراً جلد بندھنے کو دیدی۔ انشاء اللہ بغور دیکھونگا۔ اشعار کی نسبت انشاء اللہ کبھی ملے تو گفتگو ہو گی

دعاگو۔ اکبر حسین

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ "آپکی ناخوشی کے خوف سے رقم کو فوراً واپس نہیں کیا امانت رکھی ہوئی ہے، اجازت ہو تو واپس کر دوں۔"

معلوم نہیں مولانا شبلی صاحب کہاں ہیں - پارٹی بندی کی بُری بیخ لگ گئی ہے ورنہ دلکش ہیں

(۱۶)

الہ آباد ۹/۱۱ ۱۴

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ میرا خط پہنچا یا نہیں جس میں میں نے آپ سے سنہ ہجری آپکے والد صاحب مرحوم کے انتقال کا دریافت کیا ہے -

بھائی صاحب کی خدمت میں سلام فرما دیجیے -

ایک اسٹیٹمنٹ آپ کی تعلیم اور تصنیفات کا لکھ لیا جائے تو اچھا ہے -

آپ کا مشتاق دعاگو

اکبر حسین

(۱۷)

الہ آباد ۱۱ ستمبر ۱۴ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - مدت سے آپکی خیر و عافیت نہیں سُنی - اب کیا شغل رہتا ہے آپ کی صحت کیسی ہے - دل چاہتا ہے کہ دو ایک روز کو لکھنؤ آؤں ، بعض صاحبوں سے ملوں اور زیادہ تر آپ کے ملنے سے سرور دل حاصل کروں - کیا کہوں ایسے آلام اور مصائب روز افزوں میں مبتلا ہوں کہ طبیعت بجھی ہوئی ہے - پھر وہاں قیام میں بھی بہت تکلف ہوتا ہے - میں صرف سادہ غذا کھا سکتا ہوں - اپنے بھائی صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیجیے -

سید اکبر حسین

(۱۸)

الہ آباد ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء

عزیزی محبی و جلیبی سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ کے خط نے مجھکو مطمئن کیا تھا[۱] - اور دل شکر گزار ہو گیا تھا -

---

[۱] مکتوب الیہ نے حضرت اکبر کو اپنا مہمان بنانے پر آمادگی ظاہر کی ہے - ۱۲

بں یکم اکتوبر کے بعد انشاء اللہ سفر کرسکوں گا۔
جناب محمد نسیم صاحب بہت اصرار کر گئے تھے کہ آئیے۔ اُن کا خط آیا ہے کہ میں توڑالی باغ
میں رہتا ہوں۔ لیکن آپ کے لیے قیصر باغ والے مکان میں قیام مناسب ہوگا۔ مکان خالی
ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ زیادہ آرام آپ کو مولوی نہال الدین صاحب کے یہاں ملیگا۔ اور وہ
بہت شوق سے چاہتے ہیں کہ آپ اُن کے مہمان ہوں۔ میں نے لکھدیا ہے کہ بڑی مہربانی
یہ ہوگی کہ اجازت دی جائے۔ میں خود اپنا انتظام کرلوں صرف جائے قیام کافی ہے۔
قیصر باغ میں اس خط کا جواب ابھی نہیں آیا۔
خیالات اور حوادث نے میرے دل کو ایسا کر دیا ہے کہ موجودہ سوسائٹی کا مدیون بننا نہیں چاہتا
کبر سے نہیں بلکہ اپنی ناتوانی کے سبب سے، افسردگی بھی مانع ہے۔
آپ کے طالبعلمانہ مذاق نے آپ کی طرف دل کھینچا، اور آپکی برادرانہ محبت نے۔ مقصود بھی
یہی ہے کہ آپ سے ملوں اور دو ایک صاحبوں سے جن کو ذوقِ سخن ہے، اور اظہارِ ارادت
کرتے ہیں۔ اگرچہ آپ کی زحمت کا بھی خیال ہے۔ لیکن یہ کچھ بہت وقیع نہیں ہو سکتا۔ آپ
کب باہر تشریف لیجائیں گے۔
در بابِ ملازمت کے آپ کے خیال سے اتفاق کرتا ہوں۔ انشاء اللہ ملاقات ہوگی تو مفصل
طور پر گفتگو ہوگی۔

دعا گو

اکبر حسین

(۱۹)

الہ آباد ۵ راکتوبر ۱۴ء
عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ یکم اکتوبر نے آپ کو منتظر کر دیا ہوگا۔ ایسے اسباب
جمع ہو گئے۔ اور جمع ہوتے جاتے ہیں کہ میں ہنوز سفر کرنے کا۔ نہ تاریخ معین کر سکتا ہوں،
ایک بات یہ بھی تھی کہ بیعنے عشرے طبیعت بہت نادرست رہی۔ ابتک مطمئن نہیں ہوں۔ ایک

صاحب نے دہلی سے ۱۴ر کو تشریف آوری کی اطلاع دی ہے۔ دیکھیے کیا انتظام کر سکتا ہوں
بہرحال جب آسکا حاضر ہوں گا۔ آپ سے تکلف ہی کیا ہے۔ دہلی سے مراسلت کا منتظر ہوں
اپنے بھائی صاحب کی خدمت میں میرا سلام فرما دیجیے۔

دعا گو

اکبر حسین

(۲۰)

۱۴ ۹/۱۱۔ پریاداں ضلع پرتاگڈھ ۔ عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں انشاء اللہ کل گیارہ بجے لکھنؤ پہنچوں گا۔ اس وقت آپ کو کسی زحمت کی ضرورت نہیں۔ بجز اس کے کہ سایہ میں ایک بستر مل جائے۔ کھانا راہ میں کھالوں گا۔ اکبر حسین

(۲۱)

الہ آباد۔ ۱۱ر نومبر ۱۴ ۱۳ء

عزیزمن سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ایک ہفتہ سے نزلہ اور درد سر وغیرہ میں مبتلا تھا۔ اب کچھ افاقہ ہے۔ تعجب ہے کہ میرا پہلا خط نہ پہنچا۔ آپ کے بعض فقرات مندرجہ خط طلب تاریخ کی داد دی تھی۔ تاریخ گوئی میں اپنی عدم مہارت کا حال لکھا تھا۔

لطیفے کے طور پر ایک تاریخ آپ کے حضرت والد مرحوم کی اس وقت ذہن میں آئی ؎

پیشوائے قوم والا مرتبت — شیخ عبدالقادر[۱] عالی صفات
آخرت ہی پر نظر رکھتے تھے وہ — سمجھے تھے دنیائے دوں کو بے ثبات
جاہ و منصب میں وہ گو ممتاز تھے — کرتے تھے یادِ خدا دن ہو کہ رات

[۱] مکتوب الیہ کے والد مولوی محمد عبدالقادر ڈپٹی کلکٹر، جو ایک بڑے باخدا و عابد شخص تھے حج بیت اللہ سے فراغت پاتے ہی بیمار ہوئے اور ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ اور مکہ معظمہ کے مشہور و متبرک گورستان جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ ۱۲

اُن کے ذکر و شغل کا تھا یہ اثر "شغل" ہی میں نکلی تاریخ وفات

۱۳۳۰

ش ۳۰۰

مجھے یاد نہ رہا کہ حضرت مرحوم غ ۱۰۰۰

کہاں دفن ہوئے۔ ل ۳۰

لفظ شغل صوفیہ کے عمدہ اور اہم الفاظ میں سے ہے۔

اخیر مصرعہ میں لفظِ شغل نے بہ اعتبار کل مصرعہ کے معنی کے جگہ خوب پائی ہے۔
پھر فکر کروں گا۔ لیکن یہ ایک نہایت لطیف و مختصر پاکیزہ اور مقدس مادہ ہے۔ آپ کے بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

(۲۲)

الہ آباد۔ ۸ر دسمبر ۱۴ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مجھکو حیرت ہوئی کہ آپ ایسے شعر کہہ سکتے ہیں[۱]۔ جو رنگ سخن ظاہر ہوتا ہے، وہ بہت پختہ ہے۔ کیا کہنا چاہیے۔ اور کیونکر کہنا چاہیے۔ اول میں کوئی جگہ اعتراض کی نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی تقلید مناسب ہے۔ دوم میں البتہ کہیں کہیں کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ بہرکیف میں آپکی غزل دیکھکر بہت خوش ہوا۔ یہ شعر تو ہر اعتبار سے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے

رہی ہر چند عقل صبر آموز   نہ گئیں بیقراریاں نہ گئیں

کیا خوب کہا ہے۔ آپ انشاء اللہ بڑی باطنی ترقیاں حاصل کرینگے۔
دو دن سے طبیعت اچھی نہیں، نزلے میں مبتلا ہوں۔ زیادہ نہ لکھ سکا۔

دعا گو

اکبر حسین

آپ تو طالب علمانہ حالت میں ہیں، اور میرے عزیز ہیں۔

---

[۱] مکتوب الیہ نے ایک غزل لکھکر بہ غرض اصلاح حضرت اکبر کی خدمت میں بھیجی ہے۔ ۱۲

الہ آباد - ۱۲ر دسمبر ۱۴ء

ڈیر فرینڈ، اگر بالکل ہی قابلِ اعتراض نہو - تو میری رائے میں اس وقت بلا لحاظ قلت معاوضہ کے کوئی خدمت قبول کرلیجیے - فائدہ یہ ہوگا کہ پبلک کو آپکی قابلیت سے واقفیت ہوگی اور ایک حق دعوے باضابطہ پیدا ہو جائیگا - عمل اور اظہار عمل کے لیے ایک اچھا پوزیشن ہاتھ آئیگا - موجودہ سکریٹری صاحب[۵۱] کا زمانہ بھی غنیمت ہے، اور یوں تو ہم ہیں اور دنیا - میں اس وقت سخت نزلہ میں مبتلا ہوں - بات کرنا دشوار ہے - آئندہ پھر کچھ لکھوں گا - بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم -

اکبر حسین

(۲۴)

عزیزمن سلمہ اللہ تعالیٰ[۵۲] - سید افتخار حسین صاحب نے بخوشی اجازت نہیں دی لیکن یہ بہت خوش ہوا کہ اُنھوں نے اجازت دیدی - انشاءاللہ حاضر ہونگا - لیکن براہِ کرم تکلف کو دخل نہ دیا جائے - میں سادہ غذا شوربا چپاتی کھاتا ہوں، اور وہ بھی بہت کم - سفر میں او بھی ڈرتا ہوں - میں قصد کرونگا کہ نماز مغرب وہیں پڑھوں - اگر یہ نہ ہوسکا تو بہر کیف ۷ بجے تک حاضر ہونگا - شب کو بسبب شکایت چشم نقل و حرکت میں تکلف ہوتا ہے - دعوت میں کہیں نہیں جاتا - لیکن آپ کے یہاں غذائے روحانی کی طمع شوق سے پہنچائیگی - اگر آپ ایک آدمی رہبری کو اس وقت آجائے تو بہتر ہے - یعنی بعد مغرب -

اکبر حسین

(۲۵)

الہ آباد - ۲ر جنوری ۱۹۱۵ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ کی غزل[۵۳] دیکھکر کم تعجب ہوا - اور زیادہ خوشی ہوئی

---

[۵۱] نواب حاجی محمد اسحاق خاں مرحوم - ۱۲

[۵۲] یہ دستی رقعہ ہے - ۱۲

[۵۳] مکتوب الیہ نے اپنی دوسری غزل بھیجی ہے - ۱۲

تعجب اس بات کا کہ ابتدا ہی میں ایسے کھرے شعر آپ کہنے لگے۔ تعجب میں کمی اس لیے کہ اچھی فطرتی سمجھ اور علم نے آپ کی طبیعت کو معنی کا عمدہ سانچا بنا دیا ہے۔ نقص و زیادت کو دخل نہیں خوشی اس بات کی کہ ان خیالات کو میں نے پسند کیا۔ طریقۂ اظہار بھی خوب ہے شاعری پالیٹکس، اخلاق، عملی فلسفہ سب کی جھلک ہے اور رکاکت سے خالی۔

اہل وفا بھی۔ الخ۔ خوب ہے، نہایت صحیح و بامعنی ہے۔

غالب زبان شوق۔ الخ۔ بہت ہی بلیغ ہے۔

یہ کیا ہوا۔ الخ۔ اس میں بھی معلوم سے نامعلوم کی طرف کیا لطیف صعود ہے۔

حیران ہوں۔ الخ۔ وجد آفریں شعر ہے، میرے دل کو بھی۔ اس بھی میں کیا بلاغت ہے

ماشاء اللہ، چشم بد دور۔ الغرض سب شعر کم و بیش اچھے ہیں۔

اب رہی زبان و طرزِ بیان، اس میں کوئی نقص نہیں۔ البتہ افزائشِ حُسن کی گنجائش ہے۔ طبیعت کا نشو و نما خود اس کو پیدا کریگا، جب عالم معنی کے استغراق سے طبیعت آسودہ و بے فکر ہو کر حُسن و صورت کا مذاق پیدا کریگی۔ تحریر میں ان اشارات سے زیادہ اس وقت میری قوت سے باہر ہے۔ بہرکیف آپ کو داد دیتا ہوں۔ سبحان اللہ کہتا ہوں۔ ترقی عمر و اطمینان کی دعا کرتا ہوں۔

میں عجیب ترددات میں رہا، اور ہوں، کبھی ملا تو کچھ کہوں گا۔ ارادہ لکھنؤ کا ہو رہا ہے۔ آیا تو ملاقات ہوگی۔ معلوم نہیں آپ کے کیا مشاغل ہیں، علیگڈھ کا کیا ہوا؟ اکبر حسین

(۲۶)

۹/۲ ۱۵ عنایت فرمائے من

جب آپ اپنے آپ کو اس فرض کے انجام دینے کے قابل سمجھتے ہیں تو یہ سند کافی ہے۱

میں آپ کے خط کو ڈاکٹر اقبال صاحب کے پاس بھیجتا ہوں، اگر کوئی دوسری تجویز پیش نظر ہوئی

۱ پنجاب یونیورسٹی میں اُردو لکچرار کی جگہ قائم ہوئی ہے۔ مکتوب الیہ کو اس کے حصول کا خیال ہے۔ ۱۲

ڈاکٹر صاحب غالباً لحاظ فرمائینگے۔ خواجہ صاحب[۱] تو آپ کا ذکر بہت تخصیص کیساتھ کرتے تھے۔
ں اس وقت نہایت غیر معمولی ترددات میں مبتلا ہوں۔ خدا اطمینان نصیب کرے۔
مائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ اکبر حسین

(۲۷)

لہ آباد ۱۱ر فروری ۱۹۱۵ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے اس وقت ایک مطوّل تحریر کے ساتھ جس میں مختصراً
پ کے اوصاف مندرج تھے۔ مع آپ کے خط کے ڈاکٹر اقبال صاحب کو بھیجدیا۔ تاکہ وہ
پکی پاکیزہ اور ستھری زبان اُردو کو خود دیکھ لیں۔
یں اُن غیر معمولی ترددات کے سبب سے جو بعض حاسدوں نے پیدا کردیے ہیں، نہ صرف کسی قدر
ندیشہ ناک بلکہ مغموم و افسردہ بھی ہوں۔ کہ کیسا پوزیشن لیکر عالم ہستی میں آیا ہوں۔ خیر جو کچھ ہو

جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکے گا جو رو رہا ہے وہ رو چکے گا
سکونِ دل سے خدا خدا کر، جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا

اکبر حسین

(۲۸)

۱۷ر فروری ۱۹۱۵ء

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ڈاکٹر اقبال صاحب کا خط بجنسہٖ ارسالِ خدمت ہے، کاش
پ سے اُن سے ملاقات و مراسلت ہو جاتی۔ سُنتا ہوں نواب محمد اسحاق خاں صاحب نے
سکریٹری شپ سے استعفا دیدیا۔ کیا عجب ہے کہ بلحاظ حالات بمجبوری مجھکو لکھنؤ آنا پڑے۔ سر آغا
و اسلام کے لیے اگر آیا تو بڑی خوشی یہ ہوگی کہ آپ سے ملوں گا۔

اکبر حسین

---

[۱] خواجہ حسن نظامی صاحب۔ م۔

(۲۹)

الٰہ آباد ۱۷؍ فروری ۱۹۱۵ء

عنایت فرمائے مخلصان دام الطافکم۔ میں خود آپ کا ممنون ہوں کہ ان تحریکوں میں آپ مجھکو اپنا محب دنیاز مند یقین کرتے ہیں۔ میں نے مدت سے اور بالخصوص متاثر ہونیکے بعد علالت اور بے تعلقی اور افسردہ دلی کے سبب سے حکّام سے ملنا اور تمام پبلک جلسوں میں جانا ترک کر رکھا ہے لیکن اس وقت بعض اعزّہ و احباب کے نزدیک بلحاظ میرے حالات کے اس کنارہ کشی کی کچھ غلط تعبیر ہو سکتی ہے۔ سُنا گیا کہ ہز آنر نے کبھی یاد فرمایا تھا۔ لہٰذا خیال یہ ہے کہ ان سے لکھنؤ میں مل لوں۔ اگر یہ عزم پختہ ہوگیا تو انشاء اللہ بشرطِ زندگی و توانائی ۲۰؍ فروری کے بعد کسی تاریخ غالباً فروری ہی میں لکھنؤ آؤں۔ حاجی عبدالحق صاحب کے ہاں امین آباد پارک میں ٹھہرنے کا قصد ہے۔ آمد و رفت میں آسانی ہوتی ہے۔ اگر آیا تو آپکو مطلع کرونگا۔ انشاء اللہ۔

دعاگو۔ اکبر حسین

(۳۰)

۱۰؍ اپریل ۱۹۱۵ء۔ مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ نہ حاضر ہو سکنے کا بہت افسوس ہے۔ نہایت ہی اضمحلال تمام رات بے چین رہا۔ چار بجے صبح کو آنکھ لگی۔ ساڑھے چھ بجے اُٹھ سکا۔ اب زکام کے جاری ہونے کے کچھ آثار پیدا ہوئے۔ ارادہ تو یہ ہے کہ آج شب کو الٰہ آباد چلا جاؤں۔ دہرہ دون کا انتظام وہیں سے کرونگا۔ اگر قابلِ اطمینان انتظام ہوگیا تو چلا جاؤنگا۔ ورنہ ع

بر سرِ فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد

اس خیال سے کہ شاید آپ سے ملاقات نہو یہ کارڈ لکھدیا۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔ اکبر حسین

(۳۱)

۱۵؍ ۴ – عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کیسے ہیں، کس شغل میں ہیں۔ دل گھبرایا آپ کی یاد آئی۔ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ دعاگو۔ اکبر حسین

الہ آباد ۸/۷ ۱۵

اپنے عزیز فلاسوفر دوست کی یاد سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اپنی خیریت لکھیے، کیا مشاغل ہیں
میری تندرستی بہت خراب ہی۔ دنیا کے حالات سے کوئی دل خوش کن اور مطمئن کرنے والا نتیجہ نہیں
نکلتا بجز اس کے کہ فلسفۂ قدیم سے کچھ مدد ملی جائے معلوم نہیں آپ کا کیا خیال ہے۔ میرا ایک شعر
ہے ؎

دنیا میں جسے جو پیش آیا اکبر — بس اسکے مطابق اسکی حالت بھی ہوئی

حالت ہی خیالات اور میلانِ طبع کو داخل سمجھیے۔ پازیٹو سائنس مشغلی کے لیے خوب ہے، لیکن ہمارے
حصے میں نہیں آیا۔ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ اُن کی خیریت لکھیے آپ کی شادی کب ہوگی

اکبر حسین

(۴۳)

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

جواب خط پھر لکھوں گا اِس وقت آپ کا کارڈ دیکھکر آپ کے ریمارک پر بے ساختہ ماشاءاللہ
چشم بد دور کہتا ہوں۔ اوّل تو یہ کہ وہ مسئلۂ فلسفہ آپ کے ذہن میں تھا۔ دوسرے (اور یہ بڑی
بات ہے) یہ کہ آپ نے آپ کے ذہن نے میرے شعر کو فوراً اُس فلسفے کے مطابق کرلیا۔
جب میں نے یہ شعر کہا تھا۔ اُس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ ابتداءً ایک یونانی فلاسوفر نے یہ مسئلہ بیان
کیا تھا۔ اسی طرح جب میں نے یہ شعر کہا ؎

جہاں ہستی ہوئی محدود لاکھوں پیچ پڑتے ہیں
عقیدے عقل عنصر سب کے سب آپس میں لڑتے ہیں

اور جسکی داد ڈاکٹر اقبال صاحب نے دی۔ اُس وقت تک مجھکو خبر نہ تھی کہ ہیگل نے اس خیال کو وسعت
دی ہے۔ لیکن فلسفہ ہے کیا۔ نتیجہ غور و فکر کا۔ آپ نے صفائیٔ بیان کی مجھکو داد دی ہے۔ میں اس سے

خوش ہوا لیکن یہ صفائی بیان غالباً بلکہ یقیناً اس سبب سے آئی کہ میرا اور رحیل خیال تھا۔ اگر تعلید و
ترجمہ کا سانچہ اسکو پیدا کرتا تو یہ بے تکلفی نہ ہوتی۔ اگرچہ میں صفائی بیان کو جہاں تک ممکن ہو اور تمام
حالات پر مقدم سمجھتا ہوں، خیالِ انتخاب جو آپکے ذہن میں گزرا ہے نہایت اچھا ہے، مفید ہے
ہر پہلو سے فلسفے کے لیے آپ سے بہتر کوئی انتخاب کرنیوالا میرے لیے نہیں ہے۔ ملاقات ہوگی۔
(بہ شرطِ زندگی) تو مفصل گفتگو ہوگی لیکن آپ نوٹس شروع کرسکتے ہیں۔ حصہ سوم جو غیر طبع ہے وہ بھی
ہونا چاہیے۔ التوائے شادی سے میں خوش نہ ہوا۔ خدا آپ کو جلد خانہ آباد کرے۔

دعاگوے شما

اکبر

زمانہ مساعدت کرے تو آپ مشاہیرِ سلف کے برابر ہو سکتے ہیں۔ بہرکیف آپکا نورِ باطن آپ کے سرور
کے لیے کیا کم ہے۔

(۳۴)

الہ آباد ۱۹ / ۸

زیبِ انجمن علم و دانش سلمہ اللہ تعالیٰ۔ شکایتیں روز افزوں ہیں، اس سبب سے خط نہ لکھ سکا تھا
معلوم نہیں لکھنؤ میں عید کس دن ہوئی۔ یہاں تو بروز شنبہ عید ہوئی۔ حضرت عزیز بہت خوب فرماتے ہیں
آپ کا خیال صحیح ہے، اُن کی طبیعت میں بہت وسعت ہے۔

آپ سے ملنے کا آرزومند

اکبر حسین

کیوں نہ دو ایک دن کو تشریف لائیے حضرت عزیز کو بھی ساتھ لیجیے۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔

(۳۵)

جون پور ۸ ستمبر ۱۵ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ نے پچھلے عنایت نامہ میں دریافت کیا تھا کہ حصہ سوم کب چھپیگا

میں کچھ نہیں کہہ سکتا، زمانے کی نزاکت اور غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے طوفان نے اطمینان کو درہم برہم کر دیا ہے، اس زمانے میں میں زیادہ علیل رہا، اور علیل ہوں، زندگی کا کسی کو اعتبار نہیں، اور میں تو اس عمر، ان آلام، ان تردّدات کے ساتھ ہر نفس کو نفس واپسیں سمجھتا ہوں۔ عشرت کے اصرار سے یہاں چلا آیا ہوں۔ آج صبح طبیعت ایسی بگڑی کہ میں وقت آخر سمجھا۔ ارادہ کر رہا تھا کہ لکھنؤ آؤں، لیکن ایسی حالت میں جرأت نہیں ہوتی، شاید دو تین دن میں الٰہ آباد واپس جاؤں۔ دو نئی تصنیفیں نظر سے گزریں ایک معارج الدین مصنفہ مولوی نواب علی صاحب ایم۔اے بڑودہ کالج جس میں سائنس و فلسفہ پر ریویو کر کے مصنف نے مذہب کی حمایت کی ہے دوسری مثنوی اسرار خودی مصنفہ ڈاکٹر اقبال صاحب جس میں مصنف نے کہا ہے کہ اپنی خودی کو مٹا نیوالا فلسفہ جس کا مشرق پر بہت اثر ہوا، صحیح نہیں ہے۔ خودی کو بڑھانا چاہیے۔ دونوں کتابیں آپ کے ملاحظہ کے قابل ہیں۔ مثنوی کی نسبت تو کچھ زیادہ نہ کہنا چاہیے، کیونکہ وہ مذہبی اور قومی جوش پر مبنی ہے، اشعار نہایت اچھے ہیں ؎

ہست در ہر گوشۂ ویرانہ رقص　　　می کند دیوانہ با دیوانہ رقص

یہ خود بینی ہستی اور تصوف ہے۔ دیباچے میں پولیٹکل دانشمندی بھی ہے۔ البتہ معارج الدین بہت غور کے لائق ہے، اگر آپ ریویو کریں تو بہت کچھ اضافہ ہو جائے۔ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ اگرچہ اکثر اوقات طبیعت اس قدر افسردہ ہو جاتی ہے کہ نہ آنکھ کھولنے کو جی چاہتا ہے، نہ دل پر دروازۂ خیال، لیکن پھر بھی حسب عادت کبھی ان مباحث کو دلچسپ پاتا ہوں آپ کا مشتاق رہتا ہوں، کیوں نہ دو چار دن کو الٰہ آباد آئیے، آپ کا دماغ سائنٹفک اور آپ کا دل ملائم اور لطیف، اس سبب سے میں آپ کو بہت زیادہ وقعت کا مستحق سمجھتا ہوں، شعر و سخن کا کیا حال ہے آپ کی غزلیں بہت خوب تھیں۔ خطیب دہلی میں کسی صاحب نے میرے اشعار پر ایک بڑا ریویو لکھنا شروع کیا ہے۔ بہت مدح کی ہے۔ لیکن میں اس کو غیر ضروری بلکہ مضر سمجھتا ہوں، لکھنؤ کے سیلاب کا حال سنکر بہت افسوس ہوا، اپنی اور اعزہ کی خیریت سے مطلع فرمائیے، خط

الہ آباد ہی کے پتہ سے لکھیے، اگر میں نہ گیا تو مجھکو پہنچ جائیگا۔ حضرت عزیز کو بہت سلام شوق۔

اکبر

(۳۶)

الہ آباد ۲۳؍ اکتوبر ۱۵ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ، اگرچہ میں جون پور جانیوالا ہوں۔ لیکن آپ کا منتظر رہونگا وہاں مجھے کوئی ضروری کام نہیں ہے، آپ کے ساتھ ابدی صاحب ہونگے، آپ سے محظوظ ہوں گا، اُن سے مرعوب، کیونکہ وہ ماسٹر ہیں، اور میں طالب العلم، وہ سلسلۂ نظامیہ میں مُرید ہوئے تھے لیکن اب تو سلسلۂ بسنتیہ[1] میں داخل ہیں، مجھکو امراض لاحقہ کی تکلیف کم و بیش ہوتی رہتی ہے رہائی کے دن قریب ہیں۔ شیعہ کانفرنس کی خوب دھوم دھام رہی، حضرت عزیز ایک دن مدعو تھے۔ لُطفِ مکالمت و مجالست رہا، میرے شعر کو اُنہوں نے جید پسند فرمایا ؎

وہی نگاہ جو کھتی ہے مست رندوں کو
غضب یہ ہے کہ کبھی محتسب بھی ہوتی ہے

بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ ابدی صاحب تو کانپور میں ہوں گے۔

دعاگوے شُما

اکبر حسین

(۳۷)

الہ آباد ۲۸/۱ ۱۵ - عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اِس خیال سے مایوسی ہوتی ہے کہ اگر برن صاحب نے کہیں اور ملنے کا وعدہ کیا، تو آپ تشریف نہ لائینگے۔ میں تو اصرار کرونگا کہ دو چار روز کو تشریف لائیے، برن صاحب نہ سہی، ابدی صاحب ساتھ ہونگے دل بھی نہ گھبرائیگا۔ مبادلۂ خیالات سے بارِ دل اُترے گا۔ اگرچہ آپ اِس کے محتاج نہیں ہیں، لیکن میں بسبب اپنے ضعف کے

---

[1] یعنی مسز بسنٹ کے مرید اور تھیاسوفسٹ ہیں۔ ۱۲

روز بروز مشکل پسند اور سوسائٹی سے یکسو ہوتا جاتا ہوں، اور ہونا بھی چاہیے۔ ع

اُن کے کھلنے کے یہ دن ہیں مرے مُرجھانے کے

دعاگو

اکبر حسین

(۳۸)

۱۶/۱/۶ — عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بے ضرورت خط لکھنا وقت ضائع کرنا ہے، اور آپ کا وقت بہت قیمتی ہے، لیکن ڈرتا ہوں کہ آپ خفا تو نہیں ہیں، اور اس سبب سے لکھنؤ پہنچکر آج تک یاد نہ فرمایا۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔ حضرت عزیز کی یاد آوری کا ممنون ہوں

اکبر حسین

(۳۹)

الہ آباد — ۴ر فروری سنہ ۱۶ء

ڈیر ماجد صاحب! خوش رہیے! فلسفۂ اجتماع[1] کا شکر گزار ہوں، جب ملاقات ہوگی ذاس کی نسبت کچھ کہوں گا، آخری فقرے خوب ہیں[2]، اُن کو دیکھکر میں نے یہ مطلع کہا ؎

زباں پہ کیا ہو تری حمد اور ثنا کے سوا — مجھے تو کچھ نظر آتا نہیں فنا کے سوا

حسن نظامی صاحب نے لکھا ہے، کہ اس رسالہ میں آیات قرآنی دیکھکر میں خوش ہوا، میں نے لکھا کہ خدا آپ کی خوشی کو زندہ رکھے۔ آپکی اور خواجہ صاحب کی باہمی محبت خدا داد نعمت ہے۔ بڑھتی رہے تو اچھا ہے۔ قرب شادی میں فلسفۂ اجتماع کی تصنیف بہت موزوں ہے[3]۔ آپ کی واقفیت مصنفین یورپ سے بہت ہے۔ لیکن میں آپ کی اور نجیلی کو اصل چیز سمجھتا ہوں۔ آپ کی

[1] مکتوب الیہ کی دوسری کتاب فلسفۂ اجتماع کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ ۱۲

[2] کتاب کے خاتمہ پر یہ ذکر ہے کہ دنیا میں بقا و ثبات کسی شے کو نہیں بڑی بڑی مقتدر ہستیاں بھی آخر فنا ہو کر رہینگی۔ ۱۲

[3] مکتوب الیہ کی شادی اس کے ۳ — ۴ مہینے بعد ہوئی ہے۔ ۱۲

کیا بلکہ سب کی [illegible] کہاں ہوگی؟ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ آپ کی محنت کا معاوضہ

دعاگو۔ اکبر حسین



(۴۰)

الہ آباد ۹؍ فروری سنہ ۱۶ء

عنایت فرمائے من زاد لطفہٗ۔ پرسوں ابدی صاحب اپنے چند معزز ہندو تعلیمیافتہ دوستوں کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ چند اشعار لکھے گئے۔ آپ کا پیام سُنکر میں نے کہدیا کہ جواب بھیج چکا ہوں، البتہ آپ کے اشعار کی نسبت لکھنا بھول گیا کہ نہایت معنی خیز و بامزہ ہیں، لیکن آپکو غزل کہنا چاہیے۔ جیسی غزلیں آپ نے پہلے کہی تھیں۔

آپ نے مضمون فنا پر خوب خاتمہ کیا ہے[1]۔ یہ رنگ طبیعت خوب ہے۔ اللہ آپ کو اطمینان دے، امید ہے کہ سیدھی سمجھ بہت بلندی پر پہنچائے لیکن مشکل ہے کہ سیدھی سمجھ کی تعریف و توضیح کر سکوں۔

فلسفۂ اجتماع کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے؟ یعنی لفظ فلسفۂ اجتماع کا۔

آپ سے ملنے کا مشتاق

اکبر حسین

شیعہ کالج کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟

(۴۱)

الہ آباد ۹؍ فروری سنہ ۱۴ء

الطاف فرمائے اکبر۔ میں نے ہنوز آپ کی کتاب فلسفۂ اجتماع کو نہیں پڑھا۔ صرف شروع میں چند صفحے دیکھے تھے، اور آخر کے دو ایک صفحہ اس وقت اتفاقاً اور چند مناجات سرسری طور پر نظر سے گزرے، اور میں نے دیکھا کہ کل کتاب کو پڑھنے سے جو مجموعی اثر ہوگا اُس سے

[1] اسی کتاب فلسفۂ اجتماع کا ذکر ہے۔ ۱۲

میں بالکل بیگانہ ہوں، اور بیگانہ نہ رہنا چاہیے، انشاء اللہ فرصت میں پڑھونگا، بات یہ ہے کہ دل نہیں لگتا، زیادہ پڑھ نہیں سکتا، کتابوں کے دریا امڈے ہیں۔ اور میں نے اب تک عقل سیکھکر کیا کیا، اور آئندہ کیا کرونگا، اور نہ مجھ سے کوئی عقل سیکھنا چاہتا ہے۔

سو اتفاق یا حسن اتفاق سے ایک صاحب نے دقیق مباحث فلسفۂ بنیاد یقین کی ایک کتاب[1] دیدی ہے، اور مجھکو اس سے واقف ہونا ضرور ہوگیا ہے، اسکو دیکھ رہا ہوں نصف سے زیادہ نہیں سمجھتا، دماغ کمزور ہوگیا، اور مصنف کا طرز بیان بہت پیچیدہ ہے۔ یا یہ سمجھنا چاہئے کہ اس نے جید علماء ہی کو اپنا مخاطب سمجھا ہے، بہر حال امید ہے کہ ایک مہینہ میں اسکو ختم کر دوں آپ سے ملنا ہوا تو کچھ مدد ملے گی۔

میں نہیں جانتا کہ آپکی کُل کتاب کا مجموعی اثر مجھ پر کیا ہو لیکن چند فقرات کو دیکھکر کہہ سکتا ہوں کہ آپنے اپنی عمر سے زیادہ پختگی دکھائی ہے۔ میرا ایک مصرعہ ہے ؎

تجھے یہ ڈگریاں بوڑھوں کا ہمسن کر نہیں سکتیں

یہ صحیح ہے، آپ میں ڈگری کی برکت نہیں ہے، بلکہ فطرتی نقطۂ ہستی کا ظہور ہے۔

ہم آپ کو اور آپ ہم کو اس کے سوا کیا دعا دے سکتے ہیں کہ اللہ اطمینان قلب عطا فرمائے۔

آخر فنا آخر فنا۔ ہم اظہار خودی سے کوئی دم ساکت نہیں ہوتے، مگر جب غور کرتے ہیں تو خود ثابت نہیں ہوتے۔ صبح ایک کارڈ لکھ چکا ہوں، دو ایک دن کو ملنے آئیے تو خوب ہے سفر خرچ کا بل میرے ذمے۔

اکبر حسین

———»(۴۲)«———

۱۱ر فروری سنہ ۱۶ء

برادرم۔ قرآن شوق سے دیکھیے، خوب دیکھیے۔ بہت دیکھیے، یہاں تک کہ بلامدد ترجمہ

[1] بالفر کی انگریزی کتاب۔ Foundations of Belief

اُس کے ظاہری معنی سمجھنے لگئے۔ تفسیروں کی تو حد نہیں۔ مذاق مفسرین کی بوقلمونی حیرت انگیز ہے۔ قرآن مجید کو بطور تلاوت پڑھا کیجیے۔ ایک سرے سے پڑھ جائیے، اور پھر پڑھیے، اور پھر پڑھیے، زیادہ نہ رُکیے، پڑھتے چلے جائیے، ثواب کا عقیدہ نہ سہی، لٹریری لُطف و ذوق کا خیال کیجیے ہر وقت طبیعت یکساں نہیں رہتی، کسی وقت کوئی آیت دلکو متوجہ کریگی، مزا آئیگا، یا کوئی مسئلہ منکشف ہوگا جو اُس وقت یا اُن روزوں ذہن میں ہے، کسی وقت اسی طرح کوئی اور آیت دامنِ دل کو کھینچے گی۔

غور اور اسٹڈی[1] اور کریٹیزم[2] اور مضمون نگاری کے لیے قرآن مجید کو خاص طور پر جا بجا حسبِ مرضی دیکھنے کا کوئی اور وقت نکالیے۔

پیغمبر صاحب کو اس کا یقین تھا یا نہیں۔ ایک بحث۔ وہ یقین صحیح تھا یا نہیں، دوسری بحث پہلی بات کا فیصلہ کرنے کے لیے بہت غور ضروری نہ ہوگا لیکن کُل پڑھنا چاہیے، اور بار بار۔

خدا قرآن کی رو سے قادرِ مطلق اور خالقِ کائنات ہے[3]۔ ارسطو کے خدا سے کیا واسطہ، ارسطو میں Classification اور Generalisation کی بیحد قوت تھی، لیکن میں نے کسی فلاسفر کو نہ دیکھا کہ اُسکے معاصرین نے یا پیچھے آنیوالوں نے اُس کی تردید نہ کی ہو؂

صدیوں فلاسفی کی چُناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

میں خدا کا نام تو جانتا ہوں، خدا کا خیال نا ممکن پاتا ہوں، ماسوا پیشِ نظر ہے، جہاں اس کا خیال آیا خیالِ خدا غائب ہوگیا۔

عبرت فنا۔ اسی سے دل کو ایک مزا ہے، مزا حسبِ استعداد بہت بڑھ جاتا ہے۔

---

[1] مطالعہ

[2] تنقید

[3] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ ارسطو کے ایک خیال کے مطابق خدا کو محض علت العلل یا علتِ اولیٰ کی حیثیت سے ماننے پر کیوں نہ اکتفا کی جائے قرآن سے خانہ ساز پہلو بھی نکل آئے۔ یہ سارا مکتوب اور اسکے بعد والا مکتوب الیہ کے اسی خیال کی تردید میں ہے۔ ۱۲

مُقر چُپ ہے۔ مُنکر کو خبر نہیں۔

باقی شغلِ زندگی ہے وقت کی حنا نہ پُری ہے
داد پانے کا مزا ہے پیٹ کا دھندا ہے

پھر خط لکھوں گا۔ تھک گیا۔

آپ کی محبت کو اللہ قائم رکھے۔ مجھکو کوئی حق نہیں ہے۔ بے تکلف لکھدیا۔ ورنہ میں آپسے برسوں سبق سیکھنے کیلیے موجود ہوں۔ محتاج ہوں۔

اکبر

---(۴۴)---

الٰہ آباد ۱۲ر فروری ۱۶ء

حبیب مکرم زاد لطافہ۔ کل میں نے بہت بے تکلفانہ آپ کو ایک خط لکھا لیکن معافی چاہتا ہوں۔ بہت کچھ اررلیونٹ[1] ہے آپ اپنا کورس خود خوب سمجھتے ہیں، جو لکھا وہ سب واپس لیتا ہوں۔ بجز اس کے کہ قرآن مجید میں صرف پرائم مُووَر[2] نہیں بلکہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ سورہ رحمان میں کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَانٍ ملاحظہ فرمائیے۔ اس کے سوا صدہا آیتیں ہیں ثواب کے یہ معنی بھی سمجھیے کہ دل کو انبساط ہوا۔ کسی مسئلہ کا انکشاف ہوا، مجھے تو روزے کا ثواب افطار کے وقت مل جاتا تھا۔ اب تو رکھ ہی نہیں سکتا۔ جی ہاں وہی بالفور والی کتاب[3] ہے۔ خواہ مخواہ سمجھوں یا نہ سمجھوں پڑھنا پڑا ہے، خود سوچنے اور باتوں کے پیدا کرنے میں زیادہ لطف اور فائدہ ہے البتہ ٹرمس[4] وغیرہ معلوم ہو جاتے ہیں۔ آپ کے دن ہیں کہ واقفیت بڑھائیے۔ لیکن آپ بھی اور بجیل خیال کے مستحق ہیں۔ زندہ رہا تو مارچ میں انشاء اللہ آؤنگا۔ کیا پرچہ صوفی آپکے پاس آتا ہے؟ کیا عزیز صاحب نے آپ ہی سے سُنکر مجھکو اُس شعر کا ذکر لکھا ہے۔

---

[1] غیر متعلق۔ ۱۲
[2] محرک اوّل۔ ۱۲
[3] دیکھو مکتوب نمبر (۴۹)۔ ۱۲
[4] اصطلاحات۔ ۱۲

آپ کی شادی کس تاریخ کو ہے؟ نکاح کہاں ہوگا؟ اور پھر آپ کہاں رہیں گے؟
میری شکایتیں سخت مزاحم ہیں، ورنہ باوجود ترکِ شرکتِ تقریبات کے میں شریک
ہوتا، کیونکہ آپ اِس دور میں اُن چند لوگوں میں ہیں جن کو دنیا امتیاز کے ساتھ یاد رکھیگی
خدا آپ کو تندرست رکھے اور اطمینان عطا فرمائے۔ بھول گیا کہ اور کیا لکھنا تھا جس کیلیے
قلم اُٹھایا تھا۔

دعاگوے شما

اکبر حسین

(۴۴)

الہ آباد ۲ر مارچ ۱۹ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالی۔ کل مولانا سلیمان صاحب شاگرد حضرت شبلی مرحوم مجھ
سے ملنے آئے، میں سو رہا تھا، ایک شعر لکھکر چلے گئے۔ مجھکو بہت افسوس ہوا، شہر میں
کہیں پتہ نہ لگا۔ لکھنؤ میں ہوں تو میرا سلام شوق فرما دیجیے۔
اپنی خیریت بھی لکھیے۔ کیا عجب ہے کہ ۱۱ر مارچ یا اس کے بعد لکھنؤ آؤں۔

بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم

آپکا نیاز مند

اکبر حسین

(۴۵)

الہ آباد ۱۶ ؟ عزیزمن سلمہ اللہ تعالی۔ میں لکھ چکا ہوں کہ دفعۃً طبیعت میں سخت اختلا
محسوس ہوا، اور میں چل دیا۔ احباب کو بہت حسرت و مایوسی ہوئی ہوگی، دوسرے نسخے
میں کچھ مرکب دوائیں جو بازار سے آئی تھیں، اُن کے اثر نے شدید نزلہ پیدا کر دیا۔ تیسرا نسخہ
غالبًا مفید تھا۔ یہاں پہنچکر دست تو موقوف ہو گئے ہیں یعنی اس وقت تک دست نہیں آ
لیکن سارے بدن میں درد ہے۔ پیٹ میں بھی اکثر درد و ریاحی رہتا ہے، اور چھینکوں کی کث
نے کمزور دماغ کو اور بھی تباہ کر دیا ہے۔ ۹ بجے بستر سے اُٹھ سکا، امید ہے کہ دو چار دن:

بہ شرطِ زندگی افاقہ ہو۔ کارڈ پہنچا۔ محبت و توجہ اور نیکدلی کا شکر گزار ہوں ۔

بھائی صاحب کو تسلیم ۔ اکبر حسین

(۴۶)

الٰہ آباد ۲۱/۴ ۱۶

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ حکیم صاحب سیتاپور سے آ گئے ہوں گے میری طرف سے اُن کی توجہ و عنایت کا شکر ادا کیجیے۔ آخری نسخہ سے ضرور فائدہ ہوا۔ کیونکہ یہاں پہنچکر دست بالکل موقوف ہو گئے۔ البتہ شدید نزلہ تکلف دہ رہا۔ دماغ ہی پر اثر تھا۔ سینے پر نہیں ۔ یہ اسی مرکب بازاری نسخہ کا اثر تھا۔ الحمد للہ کہ اب افاقہ ہے۔ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم ۔ آپ ڈاکٹر صاحب سے ملے یا نہیں ؟ اگر موسم زیادہ گرم نہ ہو گیا ، اور میں نے توانائی پائی تو ہنوز ارادہ سفر دہلی کا ہے۔ خواجہ صاحب کا خط آیا ہے ۔ آپ کیساتھ اُن کو محبت ہے ۔ خدا قائم رکھے ، اور ترقیات باطنی عطا فرمائے ، اور بندگانِ خدا اُن سے فیضیاب ہوں ۔

اکبر حسین

(۴۷)

الٰہ آباد

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ ! واجب الوجود پر آپ نے خوب لکھا ہے[1]۔ اگرچہ شلنگ وغیرہ کی باتیں تھیں لیکن آپ کے مُنہ سے واجب الوجود اور ایسے اور الفاظ کا سُننا بھلا معلوم ہوتا ہے حسن نظامی صاحب کے وجد کو کافی ہے۔ خدا ان کو مطمئن کرے ۔ بالفعل پریشانی میں ہیں ۔

میں ہنوز اچھا نہیں ہوا ۔ اچھا تو اب کیا ہونگا۔ یہ مطلب ہے ۔ کہ قابلِ سفر نہیں ہوں ۔

اِس وقت مدّت کے بعد ڈاکٹر اقبال کو ایک خط لکھا ہے ، اور یہ خط آپ کو ۔

ہمارا موجودہ مصنّف آپ کے دوست گُسن کا ایسا دوست نہ نکلا جیسا میں نے ابتدائً سمجھا تھا ۔

[1] مکتوب الیہ کا ایک مضمون جس کا [illegible] درمسئلہ واجب الوجود کے عنوان سے شائع ہوا تھا ۔ ۱۲

مگر فلسفہ میں کون کس کا دوست ہے۔ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

اکبر حسین

(۴۸)

الہ آباد ۱۶ مئی

عزیز من۔ پورا مضمون میں نے نہیں دیکھا۔ لکھنؤ میں میرے لیے بہت دلچسپی ہے لیکن ہنوز اچھا نہیں ہوں۔ سخت مجبوری ہے، دل و دماغ قابو میں نہیں، معدے کی حالت خراب، زندگی ہے تو کبھی ملونگا، خدا آپ کو مطمئن کرے اور آپ کے ذہن کو سکون اور آزادی عطا فرماتا رہے میرا ارادہ کل جونپور جانے کا ہے، اگر جا سکا۔ عشرت کے پاس، شاید کچھ تسکین ہو، کبھی کبھی کچھ اشعار عبرت آگیں یا عاشقانہ لکھ لیا کیجیے۔

دعاگو

اکبر

(۴۹)

الہ آباد ۹ جون ۱۹۱۶ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ شادی مُبارک ہو۔ گزشتہ دوشنبہ کو میں نے ایک منی آرڈر صہ کا آپ کے بھائی صاحب کے نام لکھنؤ کے پتہ سے روانہ کیا، اور اُس کے متعلق اُنکے نام خط بھی بھیج دیا۔ رسید منی آرڈر کسی دوسرے کے قلم سے میرے پاس پہنچ گئی۔ لیکن اس وقت آپ کے بھائی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ وہ دریاآباد میں ہیں!! اور ہنوز رسید منی آرڈر کا حال اُن کو نہیں معلوم ہوا۔

لہٰذا احتیاطاً و اطلاعاً یہ کارڈ لکھتا ہوں۔ غالب یہ ہے کہ آپ کے کسی عزیز کو لکھنؤ میں منی آرڈر مل گیا۔ اپنی خیریت لکھیے۔

اکبر حسین

(۵۰)

آباد ۱۴ رجون سنہ ۱۶ء

عزیز زاد لطفہٗ - آپ علی گڈھ کب جائیے گا[۵]؟ میں نہ سمجھ سکا کہ اس خبر سے خوش ہوں
افسردہ، البتہ یہ اطمینان ہوا کہ آپ کو ایک مشغولی رہیگی - بہرکیف یہ مدعا ہے کہ آپ خوش
رہیں فلسفہ نے اگرچہ آپ کے اجزائے طبیعت کو مستحکم و مضبوط کر دیا ہے لیکن آپ موتی ہیں،
رہیں ہیں - خدا موتی کی آب کو برقرار رکھے -

کاش آپ مجھ سے ملکر جاتے - حسن نظامی صاحب حیدر آباد میں ہیں - عروس کو دعا - آپ
چلے جائینگے تو وہ کہاں رہیں گی -

اکبر حسین

(۵۱)

۱۶ عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ - میرا خط پہنچگیا یا نہیں - علیگڈھ کب جائیے گا - دوری کا افسوس
ہے لیکن آپ کے مشاغل میں ترقی ہوگی - یہ اچھا ہے - شاید بشرطِ زندگی میں دہلی میں مقیم ہوں
قریب ہو جائیگا، لکھنؤ آنے کا ارادہ کرتا ہوں -

آپ کا دعا گو

اکبر

(۵۲)

آباد ۲۳ رجون سنہ ۱۹۱۶ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - ماہانہ ۵۰ دیکھکر میں خوش ہو گیا - جملہ خیالات رخصت ہوگئے
میں سمجھا تھا کہ بلا معاوضہ ہے - پونے دوسو اچھی خاصی رقم ہے - فلاسفر تو اپنے خیالات میں مست
رہے، ضروری کاموں کے لیے اتنا کافی ہے - میں مبارکباد دیتا ہوں - آزادی کے ساتھ اگر
رہیے گا تو بشرطِ زندگی کبھی آپ کا مہمان بھی ہو سکوں گا -

---

[۵] مکتوب الیہ کو صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے ایجوکیشنل کانفرنس میں علمی کام کرنے کے لیے بلایا ہے - ۱۲

میں نے یہ سمجھ کر کہ عروس سے گھر روشن ہوا۔ آپ کے عقد کی تاریخ "فروغ ماجد" دریافت کی تھی۔ عزیز صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کو سنا دیں۔ معلوم ہوا کہ ہنوز انہوں نے آپ تک نہیں پہنچائی، ان کو بھی اچھا شغل مل گیا ہے، شیعہ اخبار کی ایڈیٹری میں مشغول ہیں، میں خوش ہوا کہ عقد ہوتے ہی آپ کی آمدنی پونے دو سو روپے ماہوار ہو گئی۔ "فروغ ماجد" بہت بجا تاریخ ہے آفتاب احمد خاں صاحب خوب شخص ہیں، اور بہت قوت اور قابلیت سے علیگڑھ کو چلا رہے ہیں۔ میرے قدیم کرم فرما ہیں اب مدت سے مراسلت نہیں ہوئی۔ سبب یہ ہے کہ میں دنیا سے رٹائر ہو گیا۔

اکبر حسین

(۵۳)

۴۲ نمبر، امین آباد پارک لکھنؤ۔ ۷ ستمبر ۱۹۱۶ء

عزیزی و مکرمی۔ موہن لال گنج سے اطلاع ملی کہ میرا خط جو آپ کو بھیجا تھا، وہاں پہنچا میں سمجھا کہ آپ پابندہ[۵۱] کے خیال میں مستغرق تھے، جائز تھا کہ دوستوں کو یاد نہ کیجیے، تاہم اگر گنجائش ہو تو شکایت کا نوٹس قبول فرمائیے۔

آپ کی خیریت کا طالب

اکبر حسین

(۵۴)[۵۲]

عزیز من سلمہ اللہ تعالیٰ فلسفہ نے قبولِ دعوت سے آپ کو کیوں نہ روکا۔ ایک یونانی فلاسفر نے اپنے دوست کو دعوت میں جانے سے جبراً روکا۔ دونوں میں کشتی ہوئی، فلاسفر صاحب غالب آئے اور اپنے دوست کو باندھ رکھا۔

آپ کی نادرستی مزاج کا افسوس ہوا۔ خدا کرے شام تک طبیعت درست ہو جائے۔ کل نسخہ مجھکو موافق نہ آیا۔ طبیعت زیادہ نادرست ہو گئی، دن بھر، رات بھر بےچین رہا۔ اس وقت

---

۵۱ مکتوب الیہ کی سسرال۔ ۱۲ ۵۲ دستی رقعہ۔ ۱۲

حکیم صاحب نے مزاج پہچانا اور نسخہ بدل دیا، شام کو لوٹنگا، قیصر باغ سے جلبی جی لہ راجہ صاحب
آرہے ہیں، آئیے۔ معذرت کرنا پڑی۔
علمی پیرایہ میں آپ کا ذکر برن صاحب[5] سے رہا۔ آپ سے ملنے کا منتظر و مشتاق

اکبر حسین

(۵۵)

الہ آباد ۳ر نومبر ۱۹۱۶ء

مکرمی۔ جب سے الہ آباد آیا ہوں، آپ کی خیر و عافیت دریافت نہیں ہوئی، خطوط کا جواب بھی نہیں ملا، تعلق خاطر ہے۔ پرتاب گڈھ کا قصد کر رہا ہوں، ممکن ہے کہ وہاں سے لکھنؤ بھی آؤں، لیکن سردی کے موسم میں میں اور بھی بے دست و پا ہو جاتا ہوں۔ امید کہ آپ صحیح و تندرست ہوں،

اکبر حسین

کاش حسن نظامی صاحب اردو کانفرنس لکھنؤ میں شریک ہوسکیں، کیونکر ایسے فکر کیجیے، غالباً اجازت کی ضرورت ہو

(۵۶)

الہ آباد ۳ر نومبر ۱۹۱۶ء

عزیزی و مکرمی۔ میں بدگمانی میں مبتلا تھا کہ فلاسفر آدمی شاعرانہ خرافات کی داد مروّت میں دیدیتے ہیں لیکن دلی تعلق نہیں رکھتے، الحمد للہ کہ آپ کا کارڈ پہنچا۔ تعجب ہے کہ میرے خطوط کی رسید آپ نے نہ لکھی۔ ایک آپ کو لکھا تھا، ایک بھائی صاحب کو، خدا آپ کو تندرست رکھے اور فارغ البال۔ میں پندرہ اکتوبر کو پرتاب گڈھ پہنچا، ۱۹ ار کو یہاں آیا۔ ۲۵ر اکتوبر کو دہلی چلا تھا۔ اگرچہ سمدھی صاحب کہہ رہے تھے کہ اس زمانہ میں جائیے ایک عزیز کو اپنے ساتھ کمپارٹمنٹ میں بٹھایا تھا کہ مونس تنہائی ہونگے دو خادم ساتھ تھے عجب اتفاق کہ کانپور پہنچکر ایسا دوران سر اور قبض اور احتباس ریاح کے سبب سے خفقان ہوا،

[5] مسٹر آر۔ برن۔ سی۔ ایس۔ آئی، چیف سکریٹری صوبہ متحدہ۔ ۱۲

...میں اُتر پڑنے پر مجبور رہا۔ ویٹنگ روم میں شب بسر کی، صبح تک طبیعت چاق نہ تھی۔
...آباد واپس آیا، بہت افسوس ہوا۔ اب سردی میرے لیے زیادہ ہوگئی۔ کیا جاسکوں گا
...ں لکھنؤ شاید آسکوں اگر محفوظ مکان ملے۔ دسمبر میں اُردو کانفرنس ہے، کاش خواجہ صاحب
...ں آسکیں تو بڑا لطف ہو۔ بعد عشرہ محرّم پرتاب گڈھ کا قصد ہے۔

دعاگوئے شما۔ اکبر

...سید سلیمان صاحب کو سلام۔ کہاں ہیں؟ کب تک قیام ہے؟ کبھی کبھی دو چار شعر ضرور کہہ لیا
...کیجیے، جوہر قابل موجود ہے۔

(۵۷)

...آباد ۱۱ر نومبر ۱۹۱۶ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کیا پروگرام بتاؤں، بہت جی چاہتا ہے کہ آپ سے ملوں
...سید سلیمان صاحب سے ملاقات ہو، لیکن ٹھہروں کہاں؟ معلوم نہیں وہ بالاخانہ خالی ہے یا نہیں
...لب صاحب تو لکھتے ہیں کہ میرے مہمان ہوجیے۔ سردی بڑھتی جاتی ہے۔ غالباً دو تین دن میں
...تاب گڈھ جاؤں، وہاں سے لکھنؤ کا قصد کرونگا۔ اگر ہوسکا۔

خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ آپ نے اُن کو لکھا تھا اُنہوں نے کانفرنس سے استعفا
...ں ہے۔ معاملہ ذرا پیچیدہ ہے۔ وقت نازک ہے۔ خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔ اَمْ لِلْاِنْسَان
...ا تَمَنّٰی۔ سید سلیمان صاحب کو بہت بہت سلام شوق۔

اکبر حسین

(۵۸)

...لہ آباد ۱۲ر نومبر ۱۹۱۶ء

عزیز مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سردی ستا رہی ہے، مارچ کا انتظار ہے۔ اگر
...ں وقت تک زندگی ہے۔ افسوس کہ سید سلیمان صاحب وہاں ہیں۔ میں حاضر نہ ہوسکا (۵) سے

ب گڈھ میں ہوں۔ آج الٰہ آباد کا قصد ہے۔ عقیل ابن عشرت کے لیے ایک معلم کی ضرورت
، عربی شروع کر دی گئی ہے۔ میزان منشعب پڑھ چکے ہیں۔ یہ بھی چاہتا ہوں کہ مذہبی واقفیت
اسکے، نماز کا خوگر ہو جائے، کیا آپ اور سید سلیمان صاحب کسی کو تجویز کر سکتے ہیں۔ ذرا ہوشیار
ں ہو، کھانا ملیگا، اچھی جگہ اچھی طرح رہیں گے۔ بسردست ۲۰ روپئے ماہوار یا حسب لیاقت
ذیرہ ہو، دیا جائیگا۔ خوب دھوم دھام سے علمی نمائشگاہ کی تیاریاں آپ لوگ دسمبر کے لیے
رہے ہونگے۔

دعائے خیر کا طالب

اکبر

لیمان صاحب کو سلام شوق۔

الی صاحب کو تسلیم۔

خواجہ صاحب کو جواب ملا ہے کہ آپ کی درخواست استجازت شرکت اردو کانفرنس
ر دو تجویز کے لیے پولیٹکل صیغہ میں منتقل کر دی گئی ہے۔ کاش آپ یا اور کوئی صاحب کوئی مفید
یک کر سکیں۔ میں اچھا نہیں ہوں صحت کا یہ حال ہے کہ ۱۲ نومبر کو چیف سکریٹری کے پاس
ڈ بھیجا، تعین وقت ہو چکا تھا۔ دفعتاً طبیعت اس قدر خراب ہوگئی کہ واپس چلا آیا۔ اور معذرت
بھیجی۔

(۵۹)

آباد ۳۰ نومبر ۱۶ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ یاد آوری کا شکر گزار ہوں۔ ان غزلوں[۱] میں وسعت خیال پایا
ہے لیکن بلحاظ قواعد زبان سابق کی غزلیں زیادہ کھری تھیں۔ اس کا سبب زبانی کہوں گا، اگر
ندہ رہا۔ جہاں آپ کو جا شبہ ہے نہ صرف وہاں بلکہ اور مصرعوں میں بھی تغیر و تبدل کی ضرورت
ہے۔ انشاء اللہ دو چار دن میں واپس بھیج دونگا۔ دسمبر میں امید نہیں کہ لحاف چھوڑ سکوں علیگڈھ

[۱] مکتوب الیہ نے اپنی کچھ اور غزلیں بھیجی ہیں۔ ۱۲

سے میرے لیے کسی انجمن کے صدر ہونے کی تحریک ہوئی ہے۔ لیکن معذرت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

امید ہے کہ آپ کے گھر میں خیریت ہو، بھائی صاحب کو تسلیم۔ باندے جائیے تو مجھ سے ضرور ملیے۔ سید سلیمان صاحب کو سلام۔

معارف نمبر ۵ جلد ۱ کے پہلے ہی صفحے میں مکاتیب کو مدارس چھپا پاتا ہوں۔ کیا مکاتب صحیح نہیں؟

(۶۰)

الہ آباد ۱۲ دسمبر ۱۶ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے خط سے میں نہایت ہی خوش ہوا۔ اوّل تو غزلوں کے باب میں آپ کی تحریر نے مجھکو مطمئن کیا، دوسرے حسن نظامی صاحب کے باب میں برن صاحب سے تحریک کرنے کے ارادے کی نہایت مسرت ہوئی۔ میں اس سے بہت پہلے خود ایسی تحریک کرتا۔ لیکن میں خود آلودگی سے پاک نہیں ہوں، اور مسجد والے معاملے میں تو یہ غلط قیاس کیا گیا کہ میری مشورت شامل تھی۔ یہ خیالات مانع تحریک تو نہیں ہو سکتے لیکن اندیشہ یہ تھا کہ کہیں سوءِ ظن اور نہ بڑھے۔ آپکو خدا نے آمادہ کیا ہے۔ شاید کام نکل جائے۔

خواجہ صاحب نے براہِ راست ہز آنر صاحب کو لکھا۔ کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ مجھکو بارہا یہ خیال آچکا ہے کہ برن صاحب کی شخصیت کاربرآری کی مانع ہوئی۔

اُن سے التجا کرنا چاہیے۔ بہتر ہو کہ خواجہ صاحب کی ایک عرضی بھی اُن کے نام منگا لیجیے ڈاک پر براہِ راست آئے، یا خود پیش کیجیے۔ اُس میں یہ بھی ہو کہ حضور لٹریری آدمیوں کے مربّی و قدرداں ہیں، اس مصیبت سے مجھکو نجات دیجیے۔

خواجہ صاحب کے نقصانات کا بھی ذکر شاید مناسب سمجھیے جو یوپی میں نہ آسکنے کے سبب سے ہو رہے ہیں۔

میں نے خدا جانے آپ کو لکھا یا نہیں، ۱۲ار نومبر کو میں برن صاحب سے ملنے گیا۔ وقت مقرر پر حاضر نہ ہوا تھا، کارڈ جا چکا تھا، ایک یوروپین صاحب مل رہے تھے، میں منتظر بیٹھا تھا اسی اثنا میں مجھکو دورہ تبخیری شروع ہوگیا، اور خلافِ توقع بول و براز کی حاجت محسوس ہوئی، اور طبیعت بالکل ہاتھ سے جاتی رہی، بمجبوری فوراً واپس بھاگا۔ گھنٹوں میں طبیعت سنبھلی، میں نے معذرت کا خط بھیجا اور لکھا کہ پھر اجازت حاصل کرونگا۔ اب شاید بشرطِ زندگی مارچ میں موقع ملے لکھنؤ میں، کیا کہوں کہ طبیعت کی نادرستی سے کیسا معذور ہوں۔ مکان ٹھہرائیے توچندے لکھنؤ رہوں، شاید سال بھر۔ مولوی شرافت اللہ صاحب[۱] کا بیحد افسوس ہوا میرے بڑے پرانے بے تکلف دوست تھے۔

(۶۱)

الہ آباد ۷ر دسمبر سنہ ۱۶ء

عزیز من سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کو مراتب عالی پر پہنچائے اور خوش رکھے، آپ نے بڑا کام کیا کہ حسن نظامی صاحب کے لکھنؤ آنے کی اجازت برن صاحب سے حاصل کی، خدا راست لائے۔ بلحاظ خیالات میں نے خواجہ صاحب کو ممانعت کر دی تھی، لیکن اب اُن کو تشریف لانا ضروری ہے، میں آسکوں یا نہ آسکوں، امید ہے کہ برن صاحب کی مہربانی سے اُن کو یہاں کی بھی اجازت حاصل ہو جائے۔ اگر ممکن ہوا تو میں بھی حاضر ہوں گا۔ لیکن نہایت دقت ہے۔

سید سلیمان صاحب سے ملنے کا بہت آرزومند ہوں، اور ایسی صحبت کہ وہ ہوں، آپ ہوں خواجہ صاحب ہوں۔ میرے لیے غذائے روح ہو گی۔

میں اس بات سے بھی نہایت خوش ہوا کہ برن صاحب نے فرمایا کہ وہ تصوّف کو پسند کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب کو بہت مدد ملیگی۔

[۱] مولوی شرافت اللہ صاحب فرنگی محلی ڈپٹی کلکٹر، عاشق رسولؐ کا انتقال ہوا ہے۔ ۱۲

میں اگر آیا تو بعد ختم کانفرنس آؤں گا۔

انسائیکلوپیڈیا[1] کا خیال مجھکو مدت سے ہے لیکن ذرا اور پختلیٹ ہونا چاہیے، مینا توانی و ناتندرستی سے بہت معذور ہوں۔

ورنہ ریلیجن و ریالٹی[2] کا ترجمہ کیا چاہتا ہوں جو بالکل فلسفۂ تصوف ہے۔ اور فاؤنڈیشن آف بلیف کا خلاصہ، یہ بھی فلاسوفی آف تھیالوجی ہے۔ برن صاحب کا اشارہ ہے۔

اکبر حسین

(۶۲)

الہ آباد ۱۸ دسمبر ۱۶ء

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ لٹریری محفل کی چہل پہل مبارک ہو۔

انسائیکلوپیڈیا کی خبر اخباروں میں بھی چھپ گئی۔ خدا راست لائے۔

پہلے مجھکو اپنا یہ مصرعہ یاد آتا تھا۔ ع

فرنیچر ہم لے رہے ہیں اور گھر کوئی نہیں

لیکن پھر میں نے اپنا یہ مطلع یاد کیا ؎

دنیا کی طوالت بیحد ہے خلقت کا تو لنبا قصہ ہے

ہر شخص فقط یہ غور کرے اس کل میں مرا کیا حصہ ہے

اس لحاظ سے آپ اور سید سلیمان صاحب ٹھیک راہ پر ہیں۔ سب کچھ ہو جائے یہ خدا ہی کے ہاتھ ہے۔ یہ دو شعر بے ساختہ قلم سے ٹپک پڑے ؎

خدا نے جو غیرت عطا کی ہو تم کو — تو ملت کے اعلیٰ مقاصد کو دیکھو

اُلوالعزمیِ راجہ صاحب[3] کو سمجھو — مذاق سلیمان و ماجد کو دیکھو

---

[1] مکتوب الیہ و مولانا سید سلیمان کی طرف سے اُردو انسائیکلوپیڈیا کی تحریک ہوئی ہے۔ ۱۲

[2] ٹیگول کی کتاب۔ Religion and Reality۔ ۲

[3] راجہ صاحب محمود آباد، جنہوں نے اُردو انسائیکلوپیڈیا کی تالیف و اشاعت میں گرانقدر امداد کا وعدہ کیا تھا۔ ۱۲

ے اوّل اور آخر اشعار بھی کبھی سُنیئے گا۔
نہیں خواجہ صاحب برن صاحب سے کس تاریخ کو ملیں گے۔
ل بہت چاہتا ہے کہ آپ صاحبوں سے ملوں، لیکن سردی کے موسم میں سفر دشوار ہے
ن لاحقہ سے اور بھی دشواری ہے۔
ماجد اینڈ کو دو ایک دن کو یہاں تشریف لاتے۔ میرے مہمان ہوتے۔ ٹریولنگ کے پنشنر [۵]
برے ذمے۔
بث نہ سہی شاعرانہ گپ بھی آپ کی کمپنی کے لیے بالکل بے مزہ نہ ہوگی۔ آپ میں تو
بھی طالب العلمانہ ترنگ اور بے تکلفی کچھ باقی ہے۔
یلمان صاحب کا حال معلوم نہیں۔ ممکن ہے کہ خواجہ صاحب قصد فرمائیں اور آپکو بھی
ریں، الٰہ آباد دور ہو تو پرتاب گڈھ سہی۔ تین گھنٹے کی راہ ہے۔
ت سلمہ بھی مستفید اور خوش ہونگے، پرتاب گڈھ یہاں سے بہت قریب ہے، وہاں تک
آسانی پہنچ سکتا ہوں۔
خیر ایک دلی خواہش کا اظہار کر دیا گیا۔
بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم، گھر میں سلام اور دعا۔
م نہیں مسز ماجد کہاں ہیں، ان کو بھی دعا۔

اکبر حسین

―――― (۴۳) ――――

آباد ۲۱ دسمبر ۱۴ء

عنایت فرمائے من زاد محبتہٗ۔ آپ کو یہ سُنکر افسوس ہوا ہوگا کہ برن صاحب نے
یہ صاحب کی درخواست پر عذرِ عدیم الفرصتی کر دیا۔ اگرچہ یہ بھی غنیمت ہے کہ اُردو کانفرنس

ں شرکت کی اجازت دی، لکھنؤ آنا جائز رکھا۔ امید ہے کہ آئندہ الٰہ آباد آنے کی اجازت بھی
ے دیں، اور ان کو میں بلا خوفِ مواخذہ مہمان بنا سکوں لیکن اس وقت نامنظوری ملاقات
نے ایسا افسردہ کیا کہ غالباً اب وہ لکھنؤ نہ آئیں، آتش نے خوب کہا ہے

وفائے وعدہ کی کس کو امید یار سے ہو
کلامِ بُت ہے کچھ اللہ کا کلام نہیں

غیر آپ سے جو ہو سکے کیجیے اور کرتے رہیے۔ آپ بھی جب تک اللہ کی مرضی ہے یارانِ
رفیقت میں داخل ہیں۔
یں نے آپ سے یہاں آنے کی درخواست کی، یہ بھول گیا کہ یہ زمانہ آپ صاحبوں کے لیے
کس قدر مشغولی کا ہے یہی دن ہیں اور یہی عمر کام کرنے کی ہے۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔

اکبر حسین

(۶۴)

الٰہ آباد ۳ر جنوری ۱۹۱۷ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اپنی خیریت لکھیے، طبیعت کو تعلق ہے، ہمدم میں اُردو کانفرنس
کا کچھ حال چھپا ہے، آپ کا نام نظر نہیں آیا۔
خواجہ صاحب ایک دن کے لیے علی گڑھ گئے تھے،
اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے، ہم لوگوں کی مشکلیں دور ہوں،
ہم میں تو اب نازِ فلک اُٹھانے کی طاقت نہ رہی، عاقبت بخیر ہونے کی دعا ہے۔
آپ کے یہ دو شعر بلحاظ معنی بہت خوب ہیں ہے

وہ مدّت ہوئی گل چکے ہیں عدو سے — مری آہ ابتک اثر ڈھونڈھتی ہے
نگاہِ کرم اُس ستمگر کی ناطف — فقط آپ کی چشمِ تر ڈھونڈھتی ہے

اس مقطع کو آپ خود بھی یاد رکھیے۔

آپ سے ملنے کا آرزومند ہوں۔ دیکھیے کب تک موقع ملتا ہے۔

سید اکبر حسین

(۶۵)

الہ آباد ۱۷ - عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ دس پندرہ دن سے مسلسل دورے تبخیر اور درد سر کے ہوتے ہیں۔ رات تین بجے تک سخت بے چین رہا معمولی شکایتیں مزید برآں، میں نے شاید آپ کو لکھا تھا، کہ ایک دن برن صاحب کے یہاں کارڈ بھیج چکا تھا، منتظر بیٹھا تھا کہ خلاف توقع تبخیر شروع ہو گئی اور ہاتھ پاؤں بیکار ہو چلے، میں مجبوری چلا آیا۔ معذرت لکھ دی تھی۔ لیکن نہ معلوم وہ کیا سمجھے ہوں۔

اسی وجہ سے اب تک عنایت نامہ کا جواب نہ لکھ سکا۔ لکھا یار ہے۔ موت کی گھڑی[1] کی مدح میں مجھ میں آپ میں توارد ہوا۔ خواجہ صاحب کا خط ابھی آیا ہے۔ میری عیادت خواجہ صاحب چاہتے تھے۔ میں دو برس سے تامل کر رہا ہوں۔

اجازت ملے تو البتہ، عجب وقت ہے۔ عجب مشکلات ہیں۔

طبیعت درست ہو تو مفصل لکھوں

دعاگوئے شما

اکبر

(۶۶)

الہ آباد ۲۵ جنوری ۱۹۱۷ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مدت سے خط لکھنا چاہتا تھا لیکن نہ لکھ سکا، ضعف روز افزوں ہے، اور اس کے ساتھ انتشار طبع کسی بات میں دل نہیں لگتا۔ سنا ہے کہ راجہ صاحب نے انسائیکلوپیڈیا کا خیال چھوڑ دیا۔ اگر ایسا ہو تاہم آپ لوگ کچھ نہ کچھ کام کر سکتے

[1] خواجہ صاحب کے ایک مضمون کا عنوان بصورت کی گھڑی تھا۔ مکتوب الیہ نے اسکی تعریف لکھی تھی۔ ۱۲

خواجہ صاحب تو خوب کتابیں لکھ رہے ہیں، افسوس ہے کہ حوادثِ زمانہ نے میرا اُن کا ملنا دشوار کر دیا۔ ارادہ کرتا ہوں کہ وسط یا آخر فروری میں دہلی جاؤں، کہیں اور ٹھہروں، کاش آپ بھی ہوں تو بہت خوب ہے۔

بھائی صاحب کیسے ہیں، اُن کی خدمت میں تسلیم۔

اکبر حسین

(۴۶)

الہ آباد ۳ر فروری ۱۸ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مجھ کو اسی قدر دریافت ہوا تھا کہ امداد انسائیکلوپیڈیا کی نسبت راجہ صاحب کی آمادگی نہ رہی۔ بہرکیف آپ کو اللہ نے ایسی قابلیت عطا کر دی ہے کہ عمدہ اور معزز شغل میں وقت کٹے، امید ہے کہ مایحتاج کی محتاجی بھی نہ ہو۔
اہلِ علم (لٹریری مد میں) اکثر زیادہ دولتمند نہیں ہوتے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کے اطمینان اور خوشحالی کا وقت آنے والا ہے، میں صفراوی دستوں میں مبتلا ہو گیا تھا۔ یعنی وہی حالت جو پارسال لکھنؤ میں پیش آئی تھی۔ تین دن بہت بے چین رہا۔ آج سکون ہے لیکن ہنوز اطمینان نہیں ہوا، پبلک اور پرائیویٹ دونوں قسم کے ترددات اس قدر گھیرے ہوئے ہیں کہ تھوڑا بہت کام جو دماغ سے ہو سکتا۔ وہ بھی نہیں ہو سکتا۔
یہ نوبت یا منزلِ ہستی بھی عجب جگہ ہے، روز بروز آپ کو تجربہ زیادہ ہوگا۔ اور چونکہ آپ خیال کرنے والے آدمی ہیں، آپ کو لطف آئیگا۔ میں نے لطف کہدیا۔ یہ کہنا چاہیے کہ دائرۂ تعقل وسیع ہوگا۔ یہ تو فرمائیے کہ ہمارے عزیز مکرم سید سلیمان صاحب ان روزوں کہاں ہیں اُن کا ایڈریس کیا ہے۔ آپ کے بھائی صاحب کیسے ہیں۔ ان کو سلام عرض کرتا ہوں۔

دو چار دن میں پرتاب گڈھ کا قصد ہے۔

اکبر حسین

الٰہ آباد ۱۳/۲

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ نئی شکایتیں جو لاحق ہوگئی ہیں، ہنوز موجود ہیں۔ لکھنؤ پہنچتا تو آپ کے دوست حکیم صاحب سے رجوع کرتا۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں۔ آپ نے میرے خط کا جواب نہ دیا، سید سلیمان صاحب کی خیریت پوچھی تھی۔

محرم نامہ[۱] آپ نے دیکھا یا نہیں۔ سید سلیمان صاسب کی تحریر ہمدم میں چھپی ہے۔ سچ ہے دونوں کے لٹریری پوزیشن میں بڑا فرق ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ انسائیکلوپیڈیا سے پہلے اُردو ڈکشنری کی ضرورت ہے۔ راجہ صاحب صدر انجمن ہو گئے۔ اطمینان ہوا۔ گھر میں سب کو دعا و سلام

خاکسار دعاگو

اکبر

بلینک ورس:۔ ۵

شیعہ سُنی کا شغل تھا پہلے — پھر مسلمان ہو گیا بندہ

پھر رہا چند دن فقط انساں — اور بالفعل صرف نیٹو ہوں

خُرافات ہے مگر اسی سے دن کاٹتا ہوں۔

(۶۹)

پرتاب گڈھ ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں ۲۹ جنوری سے اب تک غیر معمولی شکایتوں سے تکلیف اُٹھا رہا ہوں، اس موسم میں اخلاط غیر طبعی کا کچھ ہیجان ہو گیا ہے۔ ناتوان بہت ہوں

[۱] محرم نامہ خواجہ صاحب کی تصنیف شائع ہوئی ہے۔ اس پر مولانا سلیمان نے سخت تنقید لکھی ہے۔ ۱۲

ایک سلسلہ نادرستی مزاج ہے کہ قائم ہے۔ اس وقت ایک ذات میں درد ہے۔ کھانے میں
تکلیف ہے۔ ایسی حالت میں پرتاب گڈھ چلا آیا ہوں۔ کچھ افاقہ ہو تو لکھنؤ کا بھی قصد ہے۔ آپ
سے ملنے کا آرزومند ہوں۔ یہ تو فرمائیے کہ مسٹر برن بغیر پہلے سے اپائنٹمنٹ کے بھی ملتے ہیں
یا نہیں۔ کون دن اور کون وقت مقرر ہے۔ میں نے تو مدت سے دربارداری ترک کر دی ہے۔
قطع نظر اس کے کہ ضرورت نہیں ہے صحت کی خرابی سے ایسے کام کے لیے تیار نہیں ہو سکتا
خاص حالات تھے کہ برن صاحب سے دو ایک دفعہ ملا۔
اپائنٹمنٹ ہو جاتا۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ ممکن ہے کہ وقت معہود پر میں تیار نہ ہو سکوں۔ آپ نے
پہلے خط میں محررہ نامے پر سید سلیمان کے ریویو کا ذکر لکھا تھا۔ مجھکو اپنے دوست خواجہ صاحب
کے ساتھ ہمدردی ہے۔ اس روک ٹوک نے جس کے وجوہ آپ کو معلوم ہونگے۔ ان کو بہت
نقصان پہنچایا اور پبلک بھی فوائد سے محروم رہی۔ مجبوری انہوں نے اس طرف توجہ کی، ور[illegible]
اُن کا تصوف کافی سے زیادہ تھا اور ہونا چاہیے۔ سید سلیمان صاحب دربار یان ہارون رشید میر
ہیں۔ اُن کے مذاق کا کیا پوچھنا۔ خواجہ صاحب کا اور رنگ ہے۔ لیکن ہسٹری ان کو مفید نہیں ہو سک[illegible]
آپ کو موجودہ شغل مبارک ہو۔ آپ کی قابلیت دیکھکر زمانہ رضامند ہو گیا۔ کہ آپ کو سنہ ۱۹۱۷ء [illegible]
سکے دے، اور بزم افلاطوں میں آرام کرنیکی اجازت دے۔ خدا آپ کو اعلیٰ مدارج ترقی [illegible]
پر پہنچائے۔

دعاگوے شما

اکبر

―――――――→(۷۰)←―――――――

الہ آباد ۲ر مئی ۱۷ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے کارڈ نے میرے سوءِ ظن کو رفع کر دیا، اگرچہ بد[illegible]
خاموش نہ ہوا تھا۔ صبح شام میں آپ کو خط ہی چاہتا تھا۔
نہ غرض نہ تعلق نہ معاملہ نہ مقدمہ لیکن کوئی بات تو مشترک ہے کہ مجھکو آپ کا اور آپکو میرا خیال

جب تک یہ اشتراک باقی ہے (خدا کرے باقی رہے اور روز افزوں ہو بشرطیکہ مُضر نہ ہو) لُطف باقی ہے۔

میں ۲۳ مارچ کو سہ پہر کو لکھنؤ پہنچا۔ ۲۰ نمبر امین آباد پارک بالاخانہ پر مقیم ہوا۔ اور فی الفور پیادہ پا براہِ راست آپ کے مکان پر پہنچا۔ مایوسی ہوئی جب سُنا کہ آپ باندے گئے۔ بھائی صاحب مہراج گنج کے لیے پابرکاب تھے۔ آپ کو غالباً اطلاع دی گئی، اور میں امیدوار کیا گیا کہ آپ جلد آتے ہیں۔ دوسرے دن برن صاحب سے ملا کیونکہ ملنا ضروری ہو گیا تھا۔ یکم اپریل کو واپس آیا اِدھر آپ کی نسبت کوئی اطلاع نہ ملی، اُدھر حرارتِ موسم کا خیال تھا، اور حاجی صاحب نے وہ بالاخانہ کسی اور کو دیدیا تھا۔ میں ۸ اپریل تک پرتاب گڈھ میں رہا۔ لیکن ابتداء گرمی کی ہے اپریل سے۔ اب میں گھبرانے لگا کچہری سے / اسی وجہ سے ۹ اپریل کو یہاں چلا آیا۔ موسم وہی ہے لیکن میں وہ نہیں ہوں۔ شکایتیں روز افزوں ہیں۔ اکثر حصہ وقت کا دردِ آگیں احساس میں گزرتا ہے، دل کسی کام میں نہیں لگتا۔ کیونکہ طولِ امل کی لذت جاتی رہی، اور جس بات میں کچھ دلچسپی ہے اُس کے مواقع نہیں ملتے، راہیں بند ہیں، ڈھائی برس ہوئے خواجہ صاحب سے نہیں ملا۔ آپ سے مُلاقات ہوتی تو بہت کچھ باتیں ہوتیں، طبیعت کو انبساط ہوتا۔ اللہ آپ کو خوش رکھے اور ترقیاں عطا کرے۔ امید ہے کہ گھر میں سب خیریت ہو۔

اکبر حسین

(۱۷)

الٰہ آباد ۹ مئی ۱۹۱۷ء

محبِ اکبر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپکی غزل خوب ہے۔ ترکیبِ الفاظ بہت صاف و صحیح ہے اگرچہ آپ نرے تقلیدی فلاسفر نہیں ہیں، لیکن شاعری آپ کو زیادہ تر ادرینجیلٹی[ل] کی طرف لیجائیگی ابتدا اگر کچھ عاشقانہ طرز کا مضائقہ نہیں۔ بلکہ مناسب یہی ہے۔

ل جدت۔ اجتہاد۔ ۱۲

اس باب میں پھر کچھ لکھوں گا۔ دو ایک شعر اس غزل میں داد کے مستحق ہیں۔

مسٹر حفیظ پر یہ اعتراض وارد ہوتا[1] کہ اُنھوں نے خود مجھکو کیوں نہ لکھا لیکن اس خاص موقع پر آپ کی وساطت سے مجھکو مدد ملی۔ ورنہ شاید تامل ہوتا۔ آپکی تحریک و تصدیق خود ایک سند ہے۔ بہتر ہے کہ آپ ایک سارٹیفکٹ لکھکر بھیجدیں۔ میں بھی انڈورس[2] کردوں۔ سررشتۂ تعلیم کا مجھکو تجربہ نہیں ہے۔ خدا کرے آپ لوگ ہر طرح صحیح و تندرست ہوں۔

دعاگو

اکبر

(۲ ۷)

عزیز من سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ماشاء اللہ آپ نے خوب لکھا۔ دستخط کرکے واپس کرتا ہوں، اب کسی قدر افاقہ ہے، لیکن کیا اعتبار۔ فنا پر کچھ اشعار کہئے، عبرت کے رنگ میں یا فلسفانہ۔ الحمد للہ آپ کو علم نے عمر سے بہت آگے کردیا ہے۔ لیکن یہ فطرتی سنجیدگی ہے۔

ا ۔ ح

(۳ ۷)

الہ آباد ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ معارف میں شاید کلی کی بحث[3] آپ ہی نے کی ہے۔ لیکن اخفائے نام کی کیا ضرورت تھی، کوئی بڑی بات نہ تھی لیکن منطق تو لفظوں پر ہے، ایک گرہ تھی وہ کھول دی گئی۔

فلسفہ نظام کا مضمون بہت صاف ہے، ایسی بحثیں کہ خدا اپنا مثل پیدا کرسکتا ہے یا نہیں۔ مجھے ہمیشہ تعجب میں ڈالتی ہیں، کیوں نہ یہ بھی پوچھا جائے کہ اللہ میاں خودکشی کرسکتے

[1] مکتوب الیہ نے انکی اُردو قابلیت کے متعلق ایک سند کی سفارش کی ہے ۱۲۔ [2] تصدیق ۔ ۱۲

[3] معارف میں مولوی عبدالباری ندوی کے قلم سے تصورات کلیہ پر ایک مضمون نکلا ہے۔ حضرت اکبر اسے مکتوب الیہ کا سمجھے ۔ ۱۲

ب یا نہیں۔
ان غریبوں کو اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ نے چکر میں پھنسا دیا ہے۔ میں تو
سمجھتا ہوں کہ کُلِّ شَیْءٍ کے مفہوم کو نہیں سمجھا۔
خدا غیر مخلوق مان لیا گیا تو وہ جس کو پیدا کریگا وہ مخلوق ہوا یا غیر مخلوق۔ آپنے فلاسفکل اور
سائنٹفک ٹرمس کے مرادف الفاظ اپنی زبان میں دریافت کیے ہیں یا قرار دیے ہیں۔
کیسا اچھا ہو کہ سب کو یکجا کر لیجیے۔ اپنی اپنی تصنیفوں کے متعلق الفاظ کی نسبت اوروں
نے بھی ایسا کیا ہے۔
ظفر علی خاں۔ نواب علی صاحب وغیرہ سب کو لیجیے۔
مجوزہ انسائیکلو پیڈیا کے لیے مواد بہم پہنچیگا۔
اور ان الفاظ کی تعریف بھی گویا فلسفہ ہے۔ کتاب مقبول ہوگی آئندہ اسپر وڈا یڈیشن نکلتے رہیں
گے۔ آپ نے ہیولٰی[1] کے خیال کو کس لفظ سے ادا کیا ہے۔ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ یہی لفظ
لے لیا جائے۔ اگرچہ اسکی تشریح کر دی جائے۔ الماریاں تو بھری جاتی ہیں ہمیشہ و زبان خالی
ہیں یا کچھ نہیں یا وہی انگلش ٹرم یا جو زبان ہو۔
آپ کے دوست حفیظ صاحب کا کیا ہوا۔ اُنھوں نے تو تصوف کا دامن تھاما تھا۔
خواجہ صاحب سے محبت بھی، نکاح دلی میں ہوتا تھا، کیا یہ سب تقیہ تھا یا الٰی اصلہ
نے اپنا ثبوت دیا۔
میرے لیے حواس گزار موسم شروع ہو گیا۔ زندہ رہا تو اگست ستمبر میں ملنے کی امید ہے۔ سیلیمان
صاحب کی بیوی مر گئیں سخت افسوس ہوا، اُنھوں نے مرثیہ میں بعض شعر بہت مؤثر لکھے
ہیں، بھائی صاحب کہاں ہیں۔ قائم مقامی ختم ہوئی یا نہیں۔ گھر میں سب کو سلام و دعا۔
خواجہ صاحب رسالوں کے خوب فیر کر رہے ہیں۔ دعا گوئے شما۔ اکبر

[1] مکتوب الیہ نے جواب دیا کہ کوئی خاص لفظ نہیں ملتا، اہل مصر عنصر ابتدائی لکھتے ہیں۔ ۱۲

(۷۴)

الہ آباد ۴ جون ۱۹۲۰ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں خوش ہوا کہ آپ برکلے کا ترجمہ کر رہے ہیں، آپکو
خود انشاءاللہ بہت فائدہ پہنچے گا۔ بشرطیکہ آپ کو اس کی پروا ہو۔ میرا مطلب باطنی فائدے
سے ہے۔

ہم تو اور ہم کیا قریباً وہ سب جن کو ہم نے جانا ہے، برکلے کی تقریر کو صحیح و دلنشیں پاتے
ہیں ہمارے تصوف کی کامل تائید ہے۔

کوشش کیجیے گا کہ بیان صاف ہو، ابوالکلامی نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ مباحث ہی پیچیدہ
ہوں تو کوئی کیا کرے۔

ہندوستان کا پالٹکس بہت پیچیدہ اور مشکل اور خطرناک ہوتا جاتا ہے۔ اُردو یونیورسٹی
بھی اسی میں داخل ہے۔ ہندو کا ہوم رول اور ذوقِ ہندی بھی اسی میں داخل ہے، انڈین کا
درج میں داخل ہونا بھی اس میں داخل ہے۔

بہرحال زندگی بسر کرنا ہے۔

مجھکو ایک مضمون لکھنا ہے بہ ضرورت خاص میں تو بولا ہی لکھوں گا۔
لیکن صنایۃ النجوم بھی بریکٹ میں لکھ دونگا۔ خدا وہ وقت لائے کہ آپ کی تصنیفات المار یوں
سے سینوں میں اور سینوں سے زبانوں پر پہنچیں۔
بھائی صاحب کو تسلیم، کہاں ہیں؟ جون نے جان چھوڑی تو جولائی میں شاید ملنا ہو۔

اکبر حسین

(۷۵)

الہ آباد ۱۶ - عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مدت سے آپکی خیر و عافیت نہیں معلوم
ہوئی مطلع فرمائیے۔ آپ اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔ یہی وقت کام کرنے کا ہے لہذا اشغال بہت

نہیں کرسکتا کہ آپ نے خود کیوں نہ تقدیم کی۔ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

اکبر

(۷۶)

الہ آباد ۱۷ [illegible] عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

آپ کے خط کا جواب میں اب تک نہ لکھ سکا۔ اس کا مضمون بہت دلچسپ تھا۔ جواب مطول لکھا چاہتا ہوں۔ اس وقت یہ دو سطریں اس درخواست میں لکھتا ہوں کہ سید سلیمان صاحب لکھنؤ میں آپ سے ملیں اور کانپور کا قصد رکھتے ہوں تو الہ آباد میں مجھ سے ملتے جائیں۔ وقت تنگ ملے تو خیر ورنہ صرف کا خیال نہ کریں۔

میرا ارادہ لکھنؤ کا ہے، ناتوانی و نادرستی سے گھبراتا ہوں۔

الہ آباد میں صرف دس پندرہ دن قیام کا قصد ہے۔

اکبر حسین

(۷۷)

الہ آباد ۶ اگست ۱۹۱۸ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بھائی صاحب کو میری طرف سے لکھنؤ کی تحصیلداری کی مبارکباد دیجیے، نہایت خوشی ہوئی، میں وہاں ہوتا تو مٹھائی بانٹتا، خدا کرے جلد موقع ملے کہ اس خوشی میں شریک ہوں۔

جی ہاں خواجہ صاحب نے میرے پاس بھی کتابیں بھیجی ہیں، ابھی ابھی اُنہوں نے گانڈو ڈوبلی عنایت فرمائی ہے، خوب چھپی ہے۔ میں نے لطیفہ کہا تھا کہ خواجہ صاحب حال سے ماضی کی طرف آگئے ہیں، صوفیانہ وجد چھوڑ کر تاریخ پر مائل ہوئے، کیا کریں مجبور ہیں۔ داد کے مستحق ہیں۔ بزورِ قلم کفالتِ عیال کر رہے ہیں۔ اللہ ان کی مدد کرے۔

حضرتِ اقبال معلوم نہیں کیوں تصوف کے پیچھے پڑے ہیں،

نیوایرا[1] میں اُن کا مضمون چھپا ہے، میں فارملٹی[2] صوفی کبھی نہیں ہوا، نہ قوت نہ ضرورت لیکن منٹل فلاسوفی تو عالمگیر مذاق ہے۔ اسلامیہ تصوف خود کہتا ہے کہ خلاف شریعت کچھ نہو۔ خیر دنیا کے رنگ ہیں / میرے اشعار کی نسبت آپ کا حُسن خیال میرے لیے باعث فخر ہے، جیسا آپ نے فرمایا انتخاب ہو تو حال کھُلے۔ آپ سے ملنا ہوا تو گفتگو ہوگی۔ اب دل کی اُمنگ بہت کچھ کم ہوگئی، زمانہ کا رنگ پیشِ نظر ہے۔ فنا کے اثر کو دیکھ رہا ہوں، اللہ بقیہ زندگی سہل کرے۔ سید سلیمان صاحب کو میں نے کبھی نہیں دیکھا یا یاد نہ رہا، اس سبب سے دیکھنا چاہتا تھا۔

معارف میں پھر میرے چند اشعار چھپے ہیں۔ پرچہائے ماسبق میں بعض اشعار کے معنی صحیح نہیں بیان کیے گئے۔ حصۂ اول کی بڑی مانگ ہے۔ صدہا درخواستیں پڑی ہوئی ہیں کیا لکھنؤ میں چھپوا سکتا ہوں، مشورہ دیجیے اور یہ بتائیے کہ کس مطبع میں چھپواؤں، ملکہ ممکن ہو تو ۵۰۰ اور ۱۰۰۰ جلدوں کا تخمینہ مصارف مرحمت ہو۔

پروف دیکھنا بڑا کام ہے، اس کے لیے مجھ کو قیام کرنا ہوگا۔

میں کل سے پھر صفراوی دستوں میں مبتلا ہوگیا ہوں، قصد تو ہے لیکن سُنا کہ شدتِ بارش سے لکھنؤ کی آب و ہوا خراب ہو رہی ہے، زندگی ہے تو انشاء اللہ جلد حاضر ہوں گا۔ الہ آباد میں کوئی نیا کوٹھا ہمارے دوست کا خالی نہیں۔

وہ اپنے گھر امین الدولہ کے احاطہ میں ٹھہرایا چاہتے ہیں۔

کیا عجب ہے کہ قیصر باغ میں افتخار حسین صاحب کے یہاں ٹھہروں۔

اپنے گھر میں میری دعا فرما دیجیے، اور سب کو واجب۔

---

[1] لکھنؤ کا ہفتہ وار اسلامی اخبار جو غلام حسین مرحوم کے زیر ادارت چند ماہ تک جملہ محاسن صحافت کے ساتھ نکلتا رہا۔ ۱۲

[2] باضابطہ۔ ۱۲

آپ نے افلاطون کے ریپبلکؔ سے فرصت پائی یا نہیں۔ نہایت عمدہ شغل تھا۔

دعاگو

اکبر حسین

(۷۸)

الہ آباد ۱۹ اگست ۱۹۱۷ء

عزیزی و حبیبی زاد لطفہ۔ آپ نے میرے خط کا جواب نہ دیا، جس میں میں نے پوچھا تھا کہ حصہ اول کلیات کے چھپنے کا انتظام وہاں ہو سکتا ہے یا نہیں، خیر اگر وہاں آیا تو دیکھا جائیگا، یا یہیں انتظام کروں گا۔ اِس سال ورد نقرس نے مجھے سخت تکلیف دے رکھی ہے۔ دن دن بھر اور رات رات بھر بےچین رہا، سقوط اشتہا بھی اُس کے ساتھ، طبیب کی ضرورت ہوئی، اب تو کچھ تخفیف ہے لیکن اعتبار نہیں۔

پچھلے خطیب میں ایک آرٹیکل چھپا ہے، آپ کا نام بھی ہے، چونکہ مجھکو آپ سے ذاتی محبت ہے اور آپ کے میلان طبع سے جو اُس وقت تک ظاہر ہوا ہے کسی قدر آگاہ ہوں۔

لہٰذا آپ کی برارت تو دلیں آتی ہے لیکن عموماً یہ اعتراض صحیح ہے، اگرچہ اس کا کچھ علاج نہیں زمانے کی رفتار ہے۔ جو شخص صرف فلسفے میں پناہ لیتا ہے، اُس پر میں زیادہ تعجب نہیں کر سکتا۔ حیرت تو اُن پر زیادہ ہے، جو جانشین رسول بنکر اکابر کو گالیاں دیتے ہیں، اپنی منود سمجھتے ہیں، ان میں ہمارے حضرت...... داخل ہیں۔

تماشا یہ کہ داد طلب ہوتے ہیں، آدمی اپنا پوزیشن بھی تو دیکھے، ایک یا چند اشخاص کے کسی ضعیف و مبہم قول کی گرفت کر کے کل سلسلۂ تصوف پر جو ایک زبردست اور عالمگیر اور قدیم فلاسفی ہے اعتراض کرنا محض رکاکت ہے۔ اکابر صوفیہ قرآن ہی کے مفسر ہیں۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔

اکبر

لہ مکتوب الیہ نے اس زمانہ میں افلاطون کی ری پبلک کا ترجمہ شروع کیا تھا، جو ناتمام رہ گیا۔ ۱۲

الٰہ آباد ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۷ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ - الحمد للہ کہ آپ کے گھر میں طبیعت صحیح ہے، بیٹا مبارک ہو، خدا عمر دراز کرے۔

آپ نے حیدر آباد جانیکا کیا فیصلہ کیا، اہل کمال کا تو اب وہی مرکز ہے، آپ کی صحت بہت اچھی نہیں ہے، اس کے سوا اور تو کچھ خیال حیدر آباد جانے میں نہیں ہو سکتا، گھر بیٹھے کام ملے تو کیا پوچھنا، لیکن شاید ایسا نہ ہو سکے، تنخواہ بہت اچھی ہے، آخر آپ نے کیا فیصلہ کیا۔ اگر آپ پروا کیجیے تو خطیب کا پرچہ بھیجدوں بعد ملاحظہ واپس کیجیے گا، معلوم نہیں کس نے لکھا ہے، انیوایڈ میں ایک آرٹکل خواجہ صاحب کے خلاف چھپا تھا، اور اقبال صاحب کا ایک مضمون تصوف کے خلاف۔ اقبال صاحب کی طبیعت نے عجیب تنگ اور بے سود راہ اختیار کی ہے ؎ دیدنی ہے جہاں رنگا رنگ ہے، آپ کو تو شعر کہنے کی فرصت نہ ملتی ہوگی بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ میں اب کسی قدر اچھا ہوں، لیکن اس کا کیا اعتبار سواد گور سامنے ہے۔

مسٹر برن صاحب جاتے ہیں، معلوم نہیں پھر اپنے عہدے پر آئینگے، یا نہیں، خواجہ صاحب شاید شملے پر ہیں۔

آپ مرزا واجد حسین صاحب یاس سے آگاہ ہیں، اُن کا ایڈریس کیا ہے۔

دعا گوئے شما

اکبر حسین

(۸۰)

الٰہ آباد - ۲۸ ؍اگست ۱۷ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ نے خوب لکھا ......[۱] کی نسبت۔ بھلا دیکھیے تو

---

[۱] لکھنؤ کے ایک شاعر صاحب کا ذکر ہے ۱۲

جو شخص حافظ کو بد کہے اسکو کیا کہوں، مگر مجبوری ہے۔
افسوس ہے کہ آپ سے مجھ سے قبل روانگی حیدر آباد ملاقات نہ ہوگی۔ خیر اللہ آپ کو کامیاب کرے۔ میں کیا، میری زندگی کیا [۵]

فلک مشتاق ہے ہیہم نیا جلوہ دکھانے میں / زمیں کو دیر کیا گزرے ہوؤں کو بھولجانے میں

لکھنو پہنچا تو آپ کے بغیر سونا نظر آئیگا۔
خطیب بھیجتا ہوں، بعد ملاحظہ واپس فرمائیے۔ حیدر آباد سے خط لکھیے گا۔ اکبر
راجہ غلام حسین صاحب[۵۱] کا انتقال عبرت انگیز ہے۔ وہ مجھ سے بھی ملے تھے، لیکن بھول جانے میں دنیا کو دیر نہ لگے گی۔ کیا رازِ ہستی ہے، خدا غور کی فرصت دے، معلوم ہوا کہ آپ کے دوست خواجہ صاحب کو چیف کمشنر نے اپنے صوبے میں قید نگرانی سے بری کر دیا۔ کاش یہاں بھی ایسا ہو۔ ہیرن صاحب لکھنو کب آئینگے، کب تک رہیں گے؟

(۸۱)

الہ آباد یکم ستمبر ۱۶ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ چاہتا تھا کہ امام ضامن باندھکر آپ کو رخصت کروں لیکن ہنوز قابلِ سفر نہیں ہوں، اپنی خیریت لکھیے گا۔ اقبال صاحب بھی جا رہے ہیں۔ انکو حیدری صاحب نے بلایا ہے۔ اقبال صاحب کو آجکل تصوف پر حملے کا بڑا شوق ہے۔ کہتے ہیں کہ عجم کی فلاسوفی نے عالم کو خدا قرار دے رکھا ہے، یہ غلط ہے خلافِ اسلام ہے میں نہیں جانتا یہ کیا ترنگ ہے، اسلام نے تو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کہدیا ہے۔
آخر کتاب سنٹک[۵۲] فلاسوفی کی ٹکول نے جو آکسفورڈ میں پروفیسر ہے، حال میں شائع کی ہے مبسوط کتاب ہے۔ آپ کے دوست برگسن تک کا اُس میں نوٹس لیا ہے۔

---

[۵۱] ایڈیٹر نیو ایرا ۔ ۱۲

[۵۲] فلسفہ تصوف۔ کتاب کا نام Religion and Reality ہے ۔ ۱۲

کثرت میں وحدت، وحدت میں کثرت ثابت کی ہے، ہندو فلاسوفی کو اسلام پر اعتراض ہے کہ اُس نے خدا کو الگ سمجھا ہے، حالانکہ اسلام نے نہ یہ کیا ہے، نہ وہ کیا ہے، ہم کو یہ بحث ہی نہ چاہیے۔ اور اس کا نتیجہ کیا!

آپ حکما اور فلاسفروں کے گروہ میں ہیں۔ ہم لوگوں سے محبت سے پیش آتے ہیں۔ اور سبب ہے ایک تعلقِ دلی آپ کے ساتھ ہے۔ ورنہ ہماری دنیا ہو چکی۔ بیکار محض ہیں۔

اکبر حسین

(۸۲)[۵]

الٰہ آباد ۳ر اکتوبر ۱۹۲۰ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا کارڈ نور احمد خاں صاحب کے نام ابھی پہنچا شام کو وہ آئینگے تو دیدیا جائیگا۔ میری رائے میں ان کی نادانی ہے کہ اُنھوں نے نوکری وہاں چاہی ہے، لیکن آپکی رفیق نوازی اور محبت وطن نے ظاہر ہو کر دل کو مسرت بخشی۔ میں نے بھائی صاحب سے آپ کا پتہ دریافت کر لیا تھا۔ میں خط لکھنے کا قصد ہی کرتا رہ گیا، نور احمد خاں صاحب نے اُس سے فائدہ اُٹھایا۔ آپ کے عہدہ کا کیا نام ہے۔ کیا تنخواہ ہوئی آپ نے کچھ تحریک کی ہے کہ وطن ہی میں رہکر کام کیجیے، امید ہے کہ آپ تندرست ہوں اس سال کی برسات میں میری صحت نہایت ہی خراب رہی، دنیا سے تعلق پر تو شاید دم آخر تک مجبوری ہے، لیکن دل کو نہایت یکسوئی ہوتی جاتی ہے۔

خواجہ صاحب کو شاید حکام کی طرف سے کچھ اطمینان ہوا شملے میں ہیں لکھا ہے کہ ۲ ہفتے کے اندر الٰہ آباد آؤنگا۔

قریباً تین سال سے اُن سے ملاقات نہیں ہوئی۔ زندگی ہے تو آپ سے بھی انشاء اللہ ملوں گا۔ نواب عماد الملک صاحب سے آپ ملے ہونگے۔

---

[۵] مکتوب الیہ اب حیدرآباد پہنچ چکا ہے۔ ۱۲

طباطبائی صاحب کو ورنہ باندال ہیں۔

اکبر حسین

(۸۳)

الہ آباد ۲۰ر نومبر ۱۷ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ میں دل لگا ہوا تھا۔ بھائی صاحب سے پتہ پوچھا تھا اُن کا اور آپ کا خط دونوں ایک ساتھ پہنچے۔ خدا آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، اس علم و دانش کے ساتھ یہ سنجیدگی ہر ایک کے حصہ میں نہیں ہے، آپ خوش نصیب ہیں کہ دلوں میں آپ کی جگہ ہے۔ الہ آباد میں اخبار متوحش تھا شنکر میں پرتاب گڈھ چلا گیا تھا۔ ۲۰ اکتوبر سے ۱۲ر نومبر تک وہیں رہا۔ احباب لکھنؤ بھی متوقع تھے لیکن نہ جا سکا سچ تو یہ ہے کہ آپ کے بغیر لکھنؤ میں مجھکو اُداسی نظر آتی ہے۔ بہرحال ارادہ ہے کہ مارچ میں جاؤں، عزیز صاحب سے ملوں، نواب نور الحسن خاں مرحوم کے یہاں تعزیت کروں، اب الہ آباد میں سکون ہے، باہم کشیدگی تو چندے رہیگی۔ حصہ اوّل کا پانچواں اڈیشن چھپ رہا ہے۔ حصہ سوم ہنوز نامکمل ہے۔ حصہ دوم کی ایک کاپی روانہ کی جاتی ہے۔ خواجہ حسن نظامی سے ۳ سال سے نہیں ملا۔ دل بیچین ہے۔ اس وقت وہ حیدر آباد میں ہونگے۔ وسط دسمبر میں شاید یہاں آسکیں۔ دیکھیے آپ سے اب کب ملنا ہوتا ہے۔ مصطلحات علوم و فنون کو جمع کرتے رہیے۔ لاجواب اور ضروری مجموعہ ہوگا۔

لکھنا تو بہت کچھ تھا مگر کہاں تک لکھ سکتا ہوں، اپنی خیریت کبھی کبھی لکھتے رہیے۔ نہ معلوم میں کیوں اب تک زندہ ہوں۔

حیرت اور فنا۔ حیرت اور فنا۔ امید و غفلت کا مزہ۔

آپ کا دعاگو

اکبر

الہ آباد ۱/۶ ۱۸

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مدت سے آپکی خیر و عافیت نہیں سنی۔ مکالمات برکلے[1] کے ترجمہ کی داد دیتا ہوں۔ لٹریری داد کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس وقت فلسفیانہ رنگ میں آپ سے زیادہ صاف اور سلجھی ہوئی طبیعت کسی کی نہیں پاتا۔ بیان میں کچھ پیچیدگی ہو تو اصل مدعا ہی پیچیدہ ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ پڑھنے والے اور سمجھنے والے اور فائدہ اٹھانے والے بہت کم ہیں، آئیں کہاں سے، میں روحانی داد دیتا ہوں۔

غالباً یہی سبب ہے کہ باوجود ظاہری بیگانگی کے خواجہ صاحب آپ کی طرف مائل ہوئے اور میں بھی کچھ ایسا ہی ہوں۔

مجھ پر تو اب زندگی بار ہے۔

عجیب قیود میں ہوں۔ عجیب وقت ہے۔ اکبر حسین

(۸۵)

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ، آپ نے بالکل بھلا دیا، میں نے اپنے خط کا جواب بھی نہیں پایا۔ اپنی خیریت لکھیے، میں اپنا حال کیا لکھوں، چراغِ سحری ہوں، آپکی مفارقت کا افسوس ہے۔ خواجہ صاحب سے کبھی یاد اللہ ہوتی ہے یا نہیں۔ اکبر حسین

۲۷/۲ ۱۸

پرتاب گڈھ میں عشرت کے پاس آیا ہوں۔ کل واپسی کا قصد ہے، عشرت سلام شوق کہتے ہیں۔

(۸۶)

الہ آباد ۲ مئی ۱۸ء ـ عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے خط سے دل خوش ہوا

[1] اسکی پہلی قسط معارف میں شائع ہوئی ہے۔ ۱۲

خدا آپ کو خوش رکھے۔

اس سال میں نے اپنے آپ کو زیادہ ناتوان پایا۔ لکھنؤ نہ جا سکا۔ جیتا رہا تو بشرطِ توانائی اکتوبر میں قصد کرونگا۔ اگر نہ آسکا تو آپ سے درخواست کرونگا کہ دو ایک دن کو مل جائیے۔ آپ نے برکلے کو پسند کیا اور میرے دل میں زیادہ جگہ پائی، زیادہ لکھ نہیں سکتا۔

حالی[1] کی نسبت آپ نے جو لکھا، وہ بات آپ کی نسبت بھی صادق آتی ہے۔
اِس مضمون میں قلمِ محبت رقم نے آخر میرا نام بھی سالک و شیفتہ کے ساتھ لکھدیا ہے۔
یا شاید اڈیٹر صاحب کی غیر ضروری مداخلت ہے۔
خواجہ صاحب ۳ سال کے بعد ۳ دن کو آئے تھے، خدا جلد آپ کا دیدار دکھائے۔
اور کیا لکھوں، کبھی کبھی یاد کرتے رہیے۔

اکبر حسین

(۸۷)

الٰہ آباد یکم جون ۱۸ء — عزیزِ مکرم سلمہ اللہ تعالےٰ۔

آپ کی مفارقت شاق ہے۔ ملنے اور باتیں کرنے کو بہت جی چاہتا ہے۔ آپ نے دلوں میں محبت کے ساتھ جگہ پائی ہے، خدا اس رنگ کو قائم رکھے۔
اپنی خیریت لکھیے۔ پھر مفصل خط لکھوں گا، اِس وقت گرمی نے حواس غائب کر دیے ہیں
معلوم نہیں مہاراجہ کشن پرشاد صاحب کس انتظام میں ہیں، مدت سے خط نہیں آیا۔
آپ کے بھائی صاحب اب کہاں ہیں؟

اکبر حسین

میری شکایتیں اس سال ایسی رہیں کہ لکھنؤ نہ جا سکا۔ چراغِ سحری سمجھیے۔

---

[1] مکتوب الیہ کا ایک مضمون مولانا حالی پر رسالۂ ذخیرہ (حیدرآباد) میں شائع ہوا ہے۔ ۱۲

(۸۸)

الہ آباد ۱۱ر جون ۱۹۱۸ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - میں خوش ہوا کہ آپ نے اس مضمون کو حرف بحرف پسند کیا[1]، بیساختہ قلم سے ٹپک پڑا تھا - سید سلیمان صاحب شوق و اصرار سے لے گئے تھے -

میرے پاس تو صدہا قطعات اور مثنویاں موجود ہیں جو غیر مطبوعہ ہیں -

اقبال صاحب نے جب سے حافظ شیراز کو علانیہ بُرا بھلا کہا ہے - میری نظر میں کھٹک رہے ہیں - اُن کی مثنوی اسرار خودی آپ نے دیکھی ہوگی - اب مثنوی رموز بیخودی شائع ہوئی ہے، میں نے نہیں دیکھی، دل نہیں چاہا، خط و کتابت ہے، لیکن میں اُن کے انقلاب طبیعت سے خوش نہیں ہوں، ہونا اچھا - بننا بُرا - بہرکیف کوئی سیریس[2] معاملہ نہیں ہے - دنیا میں یہی ہوتا آیا ہے - اور ان روزوں تو طوفانِ اختلاف برپا ہے ؎

میں سمجھا تھا براقِ راہِ عرفاں   چو دُم برداشتم لیڈر برآمد

خدا آپ سے ملائے تو بہت باتیں ہونگی -

آپ نے اپنی نسبت جو کچھ مجھکو لکھا ہے[3] اُس نے مجھکو اندیشہ ناک کر دیا - غصے اور سختی کو ہرگز نہ دخل دیجیے گا - اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ -

مہاراجہ کشن پرشاد صاحب کا خط آیا ہے، اُن کا کوئی لڑکا ہنوز علیل ہے -

آپ کبھی طباطبائی صاحب[4] سے ملے بڑے قابل بزرگ ہیں - مدت سے اُن کا خط نہیں آیا - اب تو کسی بڑی ممتاز جگہ پر ہیں -

ظفر علی خاں صاحب سے ملیے تو میرا سلام شوق کہیے، وہ پُرجوش مسلمان ہیں، لیکن

---

[1] حضرت اکبر کی ایک نظم جس کا پہلا مصرعہ "اس وقت مولویت صوفی سے چڑھ گئی ہے" تھا، رسالہ معارف میں شائع ہوئی تھی، مکتوب الیہ نے اسکی بڑی داد دی تھی - ۱۲

[2] اہم - ۱۲

[3] دکھنی اخبارات میں اُس وقت مکتوب الیہ کے خلاف ایک طوفان برپا تھا - صدہا مخالفانہ مضامین و فتوائے کفر نکل رہے تھے - ۱۲

[4] مولانا علی حیدر طباطبائی، حیدر یار جنگ - ۱۲

موم کی ناک بھی ہیں۔ اُن کی کیا تنخواہ ہوئی، کس عہدہ پر ہیں؟

شرر صاحب[1] تو نہایت خوش ہونگے۔

جنگ اور رنگروٹ اور چندے اور سخت گرانی کے سوا یہاں آجکل کچھ ذکر نہیں۔ اللہ فضل کرے۔ جب آپ کو فرصت ملے دو چار شعر موزوں کر لیا کیجیے۔

اُردو پر آپ نے خوب لکھا[2]۔ محسن الملک صاحب کے ایما سے میں نے بھی ایک بڑا مضمون لکھا تھا، ایک واقفکار مسلمان کی رائے سے چھپا تھا۔ چونکہ میں اُس وقت مرزاپور میں سشن جج تھا اور سر انٹنی میکڈانل کی گورنمنٹ حامی ہندی تھی، اس سبب سے میرا نام نہیں ظاہر کیا گیا، وہ مضمون قابلِ دید ہے۔ علیگڈھ میں کہیں ہوگا، لیکن ان مضامین سے کیا ہوتا ہے، پالیسی اور ہے زمانے کی رفتار اور ہے۔

ہندوؤں کی یہ بے امتیازی دیکھکر ایک بات تسکین دہ ضرور دل میں آتی ہے، وہ یہ کہ ایسی قوم کو غلبہ نہیں ہوسکتا، پولیٹکل غلبہ مقصود ہے۔

میں روز افزوں ضعف محسوس کرتا ہوں۔

چراغِ سحری سمجھیے۔ آپ ایسے عزیزوں سے کچھ حظِ زندگی ہے۔

خواجہ صاحب سے خط وکتابت رہتی ہے۔

اکبر حسین

ایک صاحب ملنے آگئے ورنہ کچھ اور لکھتا۔

—— (۸۹) ——

الہ آباد ۱۳ جون ۱۹۱۸ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ظفر علی خاں صاحب اور حضرت شرر کا ایڈریس کیا ہے؟

---

[1] مولانا عبدالحلیم شرر۔ ۱۲

[2] اُردو ورسم الخط کی خوبیوں پر مکتوب الیہ کے مضامین چھپے تھے، انگریزی اخبار نیو انڈیا (مدراس) میں، اُردو اخبارات میں بھی انکا ذکر آیا تھا۔ ۱۲

شاید مجھکو ضرورت ہو۔ یہاں بارش شروع ہوگئی۔ وہاں کیا حال ہے۔ آپ کی صحت کیسی ہے خدا کرے آپ تندرست ہوں۔

آپ نے جس مضمون کو حرف بحرف صحیح تصور فرمایا وہ درحقیقت بے تکلفانہ لکھا گیا تھا[۱]۔ کسی کی طرفداری نہیں کی گئی۔ راہ چلتا بھی کہہ دیتا ہے کہ بھائیو دیکھو آپس میں لڑو نہ وقت نازک ہے، لیکن میں ڈرتا ہوں کہ (It has wormded their pride)[۲] سلیمان صاحب کی پسند تھی میں خواہان اشاعت نہ تھا۔ بہرحال خیال رکھیے گا۔ ذکر ہو تو میری صفائی کی جائے۔ مجھے کیا غرض ہے۔

اکبر حسین

(۹۰)

الٰہ آباد ۲۱/۹ ۱۸

عزیز دلہا سلمہ اللہ تعالیٰ ابھی آپ کا خط پہنچا۔ بیساختہ مولانا نیاز احمد صاحب قدس سرہٗ کے ایک شعر پر میں نے تضمین کی ہے

ماجد کو آپ سمجھیں بیگانۂ طریقت ۔۔۔ دل میں مرے تو ہے اک امید کا قصیدہ

ہیں غالباً وہ مصداق اس شعر باثر کے ۔۔۔ ارشاد کر گیا ہے اک عبد برگزیدہ

من پاکباز عشقم ذوق فنا چشیدہ

آہوئے دشت ہویم از ما سوا رمیدہ

کچھ صاف نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھیے[۳]۔

محسن الملک کی فرمائش سے میں نے سر انٹینی میکڈانل کے زمانے میں بلا اظہار نام اردو ہندی پر ایک مضمون لکھا تھا[۴]۔

---

[۱] دیکھو مکتوب نمبر ۸۸

[۲] یعنی ان کے جذبۂ خودی کو صدمہ پہنچایا۔ مولوی ظفر علی خاں کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

[۳] طوفان مخالفت پورے زور وشور کیساتھ قائم ہے۔ ۱۲

[۴] دیکھو مکتوب نمبر ۸۸ ۔ ۱۲

اُنھوں نے پمفلٹ چھپوایا تھا - ایک مسلمان واقفکار کی رائے - یاد نہیں کہ کون سنہ تھا شاید سنہ ۹۸ء یا سنہ ۹۹ء ہو -

اُس میں کچھ ظریفانہ ریمارک بھی تھے ممکن ہے کہ انقلابِ زمانہ کے سبب سے کچھ ریمارک اب غیر متعلق ہو گئے ہوں -

لیکن بعض خیالات غالباً دلچسپ ہونگے، میں خود بھی دیکھنا چاہتا ہوں، شاید علیگڈھ کے دفتر میں کچھ پتہ چل جائے، کوئی کاپی مل جائے -

کوئی کہتا تھا کہ ڈاکٹر اقبال بھی پندرہ سو کی تنخواہ پر حیدر آباد گئے یا جاتے ہیں، خدا جانے صحیح ہے یا غلط، اُنھوں نے تو کچھ لکھا نہیں -

ظفر علی خاں صاحب کی کیا تنخواہ ہوئی ؟ آپکا خیر طلب

اکبر حسین

خواجہ صاحب آپ کے محب اور دعا گو ہیں، آپ کی نیکی ہے، سعادتمندی ہے کہ ایسے دلوں میں آپ کو خدا نے جگہ دی ہے - امید ہے کہ خدا کے لطفِ پنہاں سے آپ محروم نہ رہیں -

(۹۱)

الٰہ آباد ۱۸ ۳/۱۲

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ کے معاملہ میں دل لگا ہوا ہے، خدا کے حفظ و امان میں رہئے یہ دعا ہے - معلوم نہیں ظفر علی خاں سے سوشل مراسم ہیں یا نہیں - میں گمان کرتا ہوں کہ اُس مضمون سے وہ کبیدہ ہیں، حالانکہ مجھکو ان کا خیال مطلق نہ تھا - ان کی رائے بجا اور معتدل تھی - شکایت ...... صاحب سے تھی جنھوں نے پرائیویٹ مراسلت میں کلیتہً طریقت باطنی کی توہین کی تھی - لیکن وہ مضمون درحقیقت ایک مشورہ تھا، تصوف کی کوئی حمایت نہ تھی، بلکہ اُن کے خلاف تھا - میں ظفر علی خاں صاحب کا بد اندیش نہیں ہوں - بہر حال مطلع رہیے - دنیا اپنے رنگ پر چلتی ہی رہیگی مجھکو تو اب ایسے تعلقات کی ضرورت ہی نہیں، نہ داد کی پروا - خدا آپ ایسے

خواجہ صاحب سے مراسلت ہوگی، آپ کے بھائی صاحب کا خط بھی آیا تھا، اشتیاقِ ملاقات ظاہر کیا ہے۔

اکبر حسین

(۹۲)

الٰہ آباد ۲ر جولائی ۱۸ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مولانا شرر کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اب آپکو کوئی خطرہ نہیں رہا، خدا کرے ایسا ہی ہو، آپ عدیم الفرصت ہوں گے، ورنہ عرض کرتا کہ کچھ دو چار شعر کہہ لیا کیجیے۔

۱۹۱۳ء میں برگسن کا اکسپوزیشن شائع ہوا ہے، میرا دل تو اب نہیں لگتا۔ کہاں تک ذہن کو قلابازیاں کھلاؤں۔ افلاطون سے لیکر کانٹ ہیگل اور بکسلے تک سب کا عروج و زوال دیکھا۔ لفاظیاں اور خیال آرائیاں ہیں۔ برگسن کی بھی عمر ہے۔ جو دلنشین ہو جائے، وہ سب کچھ ہے۔ میں نے تو کہدیا ہے

صدیوں فلاسفی کی چناں اور چنیں رہی   لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

بہرحال کتاب دلچسپ ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمائی ہوگی۔

کہنا کہ اپنے دوست[۱] کی طرف سے جواب لکھیے۔ مگر نہ موقع نہ ضرورت نہ تعلق، آپ میں تو خود ریویو کی قوت ہے۔

ہم لوگوں کی پولیٹکل حالت بالفعل بہت تاریکی میں ہے، خدا رحم فرمائے طبیعت اکثر زیادہ نادرست ہو جاتی ہے، زندہ رہا تو آپ سے ملکر مسرت حاصل کرونگا۔ اپنی خیریت لکھیے اپنا دعاگو سمجھیے۔

اکبر

حبیب الرحمٰن صاحب سے آپ سے علیگڈھ کی ملاقات ہوگی۔

---

[۱] یعنی "برگسان" مشہور فرنچ فلسفی، ۱۲

(۹۳)

الہ آباد ۱۸ - عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

کل ظفر علی خاں صاحب کا خط مدت کے بعد آیا۔ بہت محبت آمیز اور رجوعانہ پہلو کو لیے ہوئے ہے۔ اطلاعاً آپ کو لکھدیا، خدا خانہ جنگی سے بچائے، سب متحد الخیال نہیں ہو سکتے

حاجی نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب نے آگرہ سے لکھا ہے کہ میں آپ کی لائف لکھنا چاہتا ہوں۔ وہیں عشرت منزل میں قیام کرونگا عشرت سلمہٗ نے اجازتِ قیام دیدی۔

لیکن میری لائف تو میرے اشعار ہی میں ہے۔

آپ کے ریمارک بہت معنی خیز ہیں، کاش آپ بھی کبھی کچھ تحریر فرمائیں۔

یہ فرمائیے، وطن آنے کی کب امید ہے، دنیائے فانی پر نظر کرتا ہوں تو سب ہیچ نظر آتا ہے۔ آپکو میں نے اسی سبب سے موافق پایا کہ فنا پر آپکی نظر ہے۔ اسی میں سب کچھ ہے۔ آپ کے سوا کسی نے مجھکو ان اشعار کی داد نہ دی ؎

دنیا میں جسے جو پیش آیا اکبر — بس اُسکے مطابق اُسکی حالت بھی ہوئی

دعاگوئے شما

اکبر

(۹۴)

الہ آباد ۲ر اگست ۱۸ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ مدت سے آپکی خیر و عافیت نہیں سُنی، یہ کیا تماشا ہوا۔ ذخیرہ بند کر دیا گیا۔ ہوش صاحب[۱] آپ کے ساتھ کمال ہمدردی ظاہر کرتے ہیں۔ مشرق میں آپکا ڈفنس چھپا ہے۔ امید ہے کہ اب خطرہ باقی نہ ہو۔

میں تو دنیا اور اُس کے تعلقات سے بیزار ہو گیا ہوں۔ یا پریشان ہوں۔ آپ ایسوں سے کچھ

[۱] دکھنی اخبارات کے حملوں کے جواب اور مکتوب الیہ کی حمایت مشرق (گورکھپور) میں سلسلہ مضامین شروع ہوا ہے ۔۱۲

مسرت ہوتی ہے، مگر آپ ملتے کہاں ہیں۔ بہرکیف اپنی خیریت سے مطلع فرمائیے۔
کوئی کہتا تھا کہ حضرت جالب بھی حیدرآباد جانیوالے ہیں۔ آپکا دعاگو
حاجی نواب محمد اسماعیل خاں صاحب مری لائف لکھنے پر مصر ہیں۔ اکبر حسین
میں نے لکھدیا کہ لائف ختم تو ہوجائے اشعار سے بہت کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔ میں کیا اور
میری لائف کیا۔ فنا۔ فنا۔ فنا۔ آپ کی محبت وعنایت کے خیال سے
ایک سرور محسوس ہوا کرتا ہے۔

(۹۵)

الہ آباد ۱۸ 8/9 عزیز من!

میں نے کوئی اجازت اُن کو نہیں دی[۱]۔ اپنے نام کے خطوط وہ البتہ چھاپنے والے
تھے، مجھ سے دیباچہ لکھ دینے کی خواہش کی تھی۔ میں نے انکار کیا۔ یہ جعلسازی کیوں۔
آپ کو اختیار ہے مضامین دیکھ لیجیے گا۔ میں تو اُن کے اس کام کو صرف تاجرانہ
سمجھا ہوں۔ ہیں وہ میرے پُرانے کرم فرما لیکن میں نہیں سمجھتا کہ مطمح نظر میں اتحاد ہے۔ اللہ
تعالیٰ آپ کو ہر طرح کی گزند سے محفوظ رکھے۔

اکبر

(۹۶)

الہ آباد ۱۸ 8/9

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

مشرق میں میں نے اپنے دو تین شعر جو آپکے متعلق جوش دلی سے
بے ساختہ زبان پر آ گئے تھے، دیکھیے۔ ع

آہوئے دشت ہمیم از ما سوا رمیدہ

[۱] شرف الدین احمد صاحب رامپوری نے مکتوب الیہ سے حضرت اکبر کے خطوط بغرض اشاعت طلب کیے تھے۔ ۱۲

عجب مقام ہے، خدا میری بات کو سچ کرے۔ (سچ ہوگئی - حسن نظامی)

میں نے سخن سازی نہیں کی - یہی Impression [۵۱] تھا، اور ہے۔

آپ کب تشریف لائینگے - اپنی خیریت لکھیے۔

آپ کا دعا گو

اکبر

(۹۷)

الہ آباد ۲۶ ستمبر ۱۸ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ لکھنؤ پہنچ گئے [۵۲]۔ مجھکو اب اطلاع ملی، خدا جلد دیدار دکھائے۔ حالت یہ ہے کہ تصور کرنا پڑتا ہے کہ زندہ ہوں۔

معلوم نہیں کہ آپ رخصت پر آئے ہیں یا اب نہ جائینگے۔

میں تو آپ کو ان میں سمجھتا ہوں جنکی نسبت سعدی صاحب نے فرمایا ہے ؎

گفت خاموش کہ ہرکس کہ جمالے دارد ہر کجا پائے نہد چشم بر آرند ش پیش

دوستوں نے آپکو مسلمان ثابت کرنے کو قلم اُٹھایا - میں نے عاشقانِ الہی میں داخل کر دیا [۵۳]۔ تباہ اللہ کے ہاتھ ہے۔

دل تو چاہتا ہے کہ دو چار دن کو آؤں، لیکن کہاں رہوں کہ آزادی کے ساتھ آرام ملے۔ کیا آپ تشریف نہیں لا سکتے۔

دعا گو

اکبر

---

[۵۱] خیال - اثر - ۱۲

[۵۲] مکتوب الیہ حیدر آباد سے ترک ملازمت کرکے واپس آ گیا ہے - ۱۲

[۵۳] دیکھو مکتوب نمبر (۹۰) و (۹۶)

—— (۹۸) ——

۱۸ ۹/۱۲

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

نہ مجھکو اس پیارے بچے کے انتقال کی خبر تھی جس کا نہایت افسوس ہے۔ نہ یہ معلوم تھا کہ آپ لکھنؤ میں ہیں، امید ہے کہ باندے سے واپسی پر یہاں تشریف لائیے گا۔ بڑی مسرت ہو، بڑا بار دل اُترے، اگر آپ سے ملنا ہو۔ میں خود آتا۔ مگر سردی تیز ہوتی جاتی ہے آرام کے ساتھ قیام کی کوئی صورت ہنوز ذہن میں نہیں۔ افتخار حسین صاحب سے مراسلت ہو رہی

نیازمند دعاگو

اکبر

—— (۹۹) ——

الٰہ آباد ۱۳ر دسمبر ۱۸ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بالاخانہ اِس موسم میں میرے لیے مناسب نہیں۔ خیر دیکھا جائیگا۔ آپ سے ملنے کا شوق۔ نہ صرف شوق بلکہ اس کی ضرورت ہے، بعض نکات علمی یا فلسفانہ کے متعلق آپ کے خیالات دریافت کرنا ہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب شاید دو ایک روز میں مجھ سے ملنے تشریف لائیں۔ شرف الدین صاحب رامپوری نے مرزا سلطان احمد صاحب۔ مہاراجہ کشن پرشاد اور اکثر احباب سے خطوط مانگے۔ ان سب نے مجھکو لکھا۔ دقت یہ ہے کہ میں نے پرائیویٹ خطوط لکھے ہیں معلوم نہیں کس میں کیا پہلو ہے۔ شرف الدین صاحب اپنے ہی نام کے خطوں کو چھاپ دیں۔ وہ میری قدر دانی فرماتے ہیں ممنون ہوں لیکن یہ معاملہ ذرا دقت طلب ہے۔

آپکا دعاگو

اکبر

مجھکو دنیا سے دلچسپی نہیں رہی۔

نادرستی مزاج، انحطاطِ عمر وغیرہ وغیرہ۔ آپ ایسے چند احباب کافی ہیں۔ بھائی صاحب

کی خدمت میں تسلیم۔

(۱۰۰)

پرتاب گڈھ ۴ر جنوری ۱۹ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا خط اُس وقت پہنچا کہ میں یہاں آنیکی تیاری میں مصروف تھا۔ آپ کی غزل داغ کی غزل سے ہر اعتبار سے بہتر ہے[1]۔ عشرت سلمہ نے بھی اِس خیال سے اتفاق کیا، بلکہ ایک شعر کی نسبت اُنہوں نے کہا کہ یہ نہایت اچھا ہے۔ میں نے اور اشعار بھی منتخب کیے۔ داغ کے رنگ میں اگر داغ سے آپ بڑھیں تو آپ کی عالمانہ اور اخلاقی متانت پر داغ آجائے۔

لیکن اِس غزل میں تو میری نگاہ میں داغ پھیکے رہے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب ۱۶ر دسمبر ۱۸ء کو الٰہ آباد تشریف لائے اور ۱۹ کو بعذر مدارات بعض مہمانانِ جلسہ ہائے دہلی واپس تشریف لے گئے۔ آخر جنوری یا وسطِ فروری میں پھر آنے کا وعدہ کر گئے ہیں، اُس وقت بلاشبہ آپکی تشریف آوری بہت زیادہ باعث انبساط خاطر ہوگی۔

میں بھی ارادہ لکھنؤ کا کر رہا ہوں۔ عشرت میاں کے خسر صاحب وہاں مقیم ہیں۔ اُن کے بڑے صاحبزادہ علیل ہیں۔ اُن کی عیادت ضروری ہے۔ اگر ہو سکے۔ آیا تو آپ سے ملنا ہوگا۔ میں مسلسل شکایتوں کے سبب سے سیر و سفر کیا نوشت و خواند سے بھی اکثر معذور رہتا ہوں۔ دل ہی نہیں لگتا، اور دنیا کو بہت کچھ دیکھکر دنیا سے اب دل برداشتہ بھی ہوگیا ہوں۔

آپکا دعاگو اور مشتاق

اکبر

آپکی غزل اور داغ کی غزل پر انشاء اللہ مفصل ریویو کرکے آپکو لکھوں گا یا آپ سے کہوں گا۔

[1] داغ صاحب کی مشہور زمین "لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے" ... کیا کہوں اُف ... کمبخت تو بنانی ہی نہیں" میں مکتوب الیہ نے بھی کچھ قافیہ پیمائی کی تھی۔ ۱۲

تاکہ وجہ ترجیح آپ کو معلوم ہو، اور آپ تو خود سمجھتے ہیں۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔ اسی زمین میں میری بھی ایک مختصر غزل ہے۔ اِس وقت وہ نہ ملی۔

(۱۰۱)

الٰہ آباد ۲۲ر مارچ ۱۹۱۱ء

حبیبی وعزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کی محبت و توجہ سے دلی مسرت ہوئی۔ اگر مطوّل مضمون[۱] نہ ہو تو اس کی نقل بخط صاف بھیجدیجیے۔ کم سے کم جو فقرات خاص ہوں، کاتب کی اجرت دیدی جائے۔

میں دوسرے ہی دن الٰہ آباد چلا آیا۔ گرمی محسوس ہونے لگی۔

خواجہ صاحب کی آمد ہوگی تو مطلع کرونگا۔ مشتاق و دعاگوے شمُا

اکبر

(۱۰۲)

الٰہ آباد ۲۷ر مارچ ۱۹۱۱ء

عزیز مکرم۔ خدا تندرست اور خوش رکھے۔

نیوایرا کا کچھ زیادہ خیال نہ کیجیے۔ اسکو دیکھکر اس کا ماحصل دو چار سطروں میں اُردو میں بشرطِ فرصت مجھکو لکھدیجیے گا، نوٹ کر لونگا۔ تاریخ ۸ ار اگست ۱۹۱۱ء دریافت ہوگئی کافی ہے۔ ترتیبِ حصۂ سوم کے خیال میں ہوں، اس لیے کہ اصرار ہے، خود کچھ شوق محسوس نہیں کرتا۔ فنا کا خیال گم کیے دیتا ہے۔ شاید وہی اچھے ہیں جو یہ کہتے ہیں؎

ذہن صاحب ہیں قیاس کے ساتھ ۔۔۔ ہم تو فطرت میں ہیں حواس کے ساتھ

بہر حال بہت پیچیدہ مباحث ہیں۔ آپکا مشتاق

اکبر

---

[۱] اقبال کا ایک مضمون اکبر کی شاعری پر نیو ایرا میں شائع ہوا تھا۔ ۱۲

(۱۰۳)

الہ آباد ۹ اپریل ۱۹۱۹ء

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ افسوس ہے کہ اس سے پہلے آپ کے محبت نامہ کا جواب نہ لکھ سکا۔ گرمی موسم کے ساتھ انتشار مزاج بڑھتا جاتا ہے۔

معلوم نہیں آپ نے کیا لکھا جس کے جواب میں مہاراجہ صاحب[۱] نے یہ لکھا۔ خیر آپنے جو کچھ لکھا ہو آپ کو میرے ساتھ محبت ہے۔ اس کا اثر ہے۔ ورنہ میں یہ حق نہیں رکھتا۔

افسوس ہے کہ نادرستی و ناتوانی ایسے لمبے سفر کی اجازت نہیں دیتی۔ دو سال ہوئے یہ مطلع کہا تھا ؎

مشتاق ترا اکبر رنجور بہت ہے ✓ افسوس یہی ہے کہ وطن دور بہت ہے

راجہ صاحب کا الطاف نامہ بھی آیا ہے۔ خدا اُن کو خوش رکھے کہ ہم غریبوں پر توجہ فرماتے ہیں اُن کو بھی نیاز نامہ لکھوں گا۔ آپ دیکھتے ہیں ملک میں کیسی شورش ہے۔ اللہ مسلمانوں پر رحم فرمائے بیحد نازک حالت ہے۔

اکبر

پھر خط لکھوں گا۔ مراسلت رکھیے۔

(۱۰۴)

الہ آباد یکم اپریل ۱۹۱۹ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں خوش ہوا کہ علمی کام کے سلسلہ میں آپ نے رام پور کا سفر کیا۔ اور کتب خانہ کو ملاحظہ فرمایا۔

امید ہے کہ آپ لکھنؤ واپس آ گئے ہوں۔

آپ سے ملنا میرے لیے غذائے روح ہے۔ انتخاب اشعار میں بھی مدد ملتی ہے۔ اب تو موسم گرم ہوتا جاتا ہے۔ زندگی باقی ہے تو انشاء اللہ اکتوبر میں موقع ملے۔ اُس سے پہلے بھی ممکن ہے۔

---

[۱] مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر شاد۔ ۱۲

دہلی کی خبر سُنکر افسوس ہوا - دیکھیے یہ طوفان بے تمیزی کب فرو ہوتا ہے - یا کون رُخ اختیار
ہے -

قیاس کرتا ہوں کہ آپ لکھنؤ میں رہیں گے -

میں صحیح نہیں ہوں - امپرومنٹ[لہ] کا کیا ذکر - دعاگوئے شما

حالتِ موجودہ قائم رہے یہی غنیمت ہے - اکبر حسین

(۱۰۵)

الہ آباد ۲۵؍ اپریل سنہ ۱۹ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ - اپنی خیریت سے مطلع فرمائیے - عزیز صاحب کو بدریافت
خیریت خط لکھا تھا - جواب نہ ملا - معلوم نہیں اُن پر کیا گزر رہی ہے - اگر ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچا
یہاں پوسٹ آفس والوں نے اسٹرائک کر دیا تھا - کئی دن کے بعد کل ڈاک ملی - اپنا حال کیا لکھوں
شکایتیں روزافزوں ہیں، مئی جون میں زندہ رہ گیا تو شاید کچھ اور جیوں -

اکبر حسین

(۱۰۶)

۲/۵ ۱۹

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - خواجہ صاحب اس وقت سفر سے محترز رہنے کو بہتر سمجھتے ہیں خدا
جلد صورت اطمینان پیدا کرے - اس وقت یہاں ایک قافلہ عشرت میاں کی سسرال والوں کا
ٹھہرا ہوا ہے، اُن کی سالی علاج کے لیے آئی ہیں - مطلع صاف ہو، موسم زیادہ تکلیف دہ نہ ہو
تو تشریف لائیے - مشتاق بلکہ محتاج ہوں - روز بروز دنیا اور اس کے ہنگاموں سے دل گرفتگی
بڑھتی جاتی ہے -

اکبر حسین

لہ افاقہ - اصلاح - ۱۲

—————»(۱۰۷)«—————

الہ آباد ۲۱/۵ ۱۹

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ- آپ کے خط سے حالات معلوم ہوئے- آپ کے ریمارک صحیح ہیں- آپ پہ میرا یہ شعر صادق آتا ہے-

ہزار آرائشیں صدقے ہیں ان کی سادہ وضعی پر
نہیں محتاج فیشن علم نے جن کو سنوارا ہے

ان فضائل اور سلامت روی کے ساتھ انشاءاللہ ہمیشہ ممدوح و ممتاز رہیگا-
آپ سے ملنے کا آرزومند ہوں- لیکن ۲۰ رجون تک بہت سخت موسم ہے- شاید سفر میں آپکو زحمت ہو- میں خود بے حواس رہتا ہوں-
خواجہ صاحب بہ ضرورت احمد آباد گئے ہیں- آخر مئی میں دہلی واپس آئینگے-
بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم- مہاراجہ صاحب کا خط وکن سے آیا ہے، آپکا ذکر خیر اُس میں ہے یعنی میرے سفر لکھنؤ کا حال آپ ہی سے اُن کو معلوم ہوا تھا- اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہیے

آپ کا دعاگو و مشتاق

اکبر حسین

—————»(۱۰۸)«—————

الہ آباد ۱۰ رجون ۱۹۱۹ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ- وہ پرچہ ردی تھا[1]- اس سبب سے واپس منگایا مضمون محفوظ ہی ابھی خدا جانے ایسے کتنے مضمون لکھے جائینگے- خدا ترقی نصیب کرتا رہے، گرمی بہت تھی طبیعت بہت مضمحل رہتی ہے- اب تک خط نہ لکھ سکا- آپ سے ملنے کا آرزومند ہوں- رمضان ختم ہو تو کوئی راہ نکلے

[1] یعنی مضمون مندرجہ مکتوب (۱۱۰) ۱۲

خبر آئی اسلامیہ بیل میں   اخوت کو جانا پڑا اجیل میں

ابھی یہ شعر موزون ہوگیا۔ الفاظ کی مناسبت اور معانی کے پہلو ملاحظہ فرمائیے، میں تو بہت Innocent[51] سمجھتا ہوں۔

دل چاہا تھا کہ ہمدم یا اودھ اخبار کو بھیجدوں مگر لکھنے کو جی نہ چاہا۔ یہ خط لکھا۔ تھک گیا۔ ترتیب حصۂ سوم کے باب میں بڑی الجھن ہے۔ شاید آپ کی مشورت سے مدد ملے۔ دل کسی کام میں نہیں لگتا۔

(۱۰۹)

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ

کیا یہ مولوی برکت اللہ فرنگی محلی بہرائچی، مولوی شرافت اللہ صاحب مرحوم کے صاحبزادہ، اور مولوی صبغۃ اللہ صاحب شہید کے چچا ہیں؟

وہ پرچہ جس کے مضمون کی آپ نے قدردانی کی تھی میرے پاس محفوظ ہے۔ شبہ تھا کہ میں نے اظہار خیال میں بے ہنری یا نافہمی تو نہیں کی۔ آپ سے وہ شبہ رفع کرنا تھا۔ اپنی خیریت لکھیے

آپکا مشتاق

اکبر

اچھا نہیں ہوں، اور اس کا اثر اپنے دماغ و اخلاق پر پاتا ہوں۔ اللہ انجام بخیر کرے۔

(۱۱۰)

میں نے بیساختہ آپ کی نسبت لکھدیا[52] تھا۔ ع آہوئے دشت ہویم از ماسوا رمیدہ۔ میں خوش ہوں کہ اسکی صداقت کے آثار آپ کی صاف اور بلند طبیعت سے نمایاں ہوتے جاتے ہیں۔ ہمارے مکرم ڈپٹی صاحب[53] مرحوم کو شاید شبہ و افسوس تھا کہ لڑکا دین سے بیگانہ ہوتا جاتا ہے

---

[51] بے ضرر۔ جس پر کوئی سیاسی گرفت نہ ہو سکے۔ ۱۲

[52] دیکھو مکتوب (۹۰)، (۹۲) و (۹۷)

[53] مکتوب الیہ کے والد مرحوم۔ ۱۲

اب فرشتوں سے یہ منکر اُن کی روح خوش ہوگی کہ وہ لڑکا حقیقت آشنا ہوتا جاتا ہے۔ اور انشاءاللہ بہت جلد کہدیگا "بمقامے رسیدہ ام کہ نپرس" یہ فلسفہ کہ وجود درحقیقت ذہن ہی میں ہے۔ علم باری میں سب کچھ ہے، اور علم باری ہی سب کچھ ہے۔ ایسا صحیح فلسفہ ہے کہ میں اس کو کُلُّ مَن عَلَیهَا فَانٍ وَّیَبقٰی وَجهُ رَبِّكَ ذُو الجَلَالِ وَالاِکرَام کی ایک صوفیانہ تفسیر سمجھ سکتا ہوں کُلُّ مَن عَلَیهَا فَانٍ میں لفظ فنا سے ظاہراً یہی سمجھا جاتا ہے کہ بالآخر ہر شے کو فنا ہے لیکن ذہن کہتا ہے کہ بالآخر کیسا جب غور کرو، اور حقیقت پر نظر ڈالو، تو کل پر فنا حاوی ہوجاتی ہے۔ صرف علم باری رہجاتا ہے۔ ہمہ اوست یہیں سے ہے۔

عزیز مکرم یہ مضمون آپ کو بھیجا تھا۔ ردی پر لکھ گیا۔ صاف کرنے کی توانائی نہ پائی۔ گرمی بہت ہے۔ اسکی کچھ ترمیم و توضیح ضرور ہے۔ مکالمات برکلے کی ایک کاپی میرے پاس پہنچی ہے کس نے بھیجی ہے۔ معلوم نہیں۔ ان مباحث سے میں پہلے ہی سے کسی قدر آگاہ تھا۔ اس وقت تو پڑھ نہیں سکتا۔ اس پرچہ کو پڑھکر واپس فرمایئے۔ پھر صاف کر کے بھیجا جائیگا۔ ابھی یہ جواب لکھدیجئے عزیزمن زندگی کا اعتبار نہیں۔ یہ پرچہ واپس ہے، اپنے غیر محدود ذہن کے ساتھ اپنی محدود ہستی کو بھی بنائیے۔

(۱۱۱)

عزیزم۔ آپ کا خط ابھی ملا۔ لیکن میں نے پرسوں جسٹرڈ لیٹر میں وہ پرچہ آپ کو بھیجدیا۔ مجھکو خود خیال تھا۔ آپ نے خط میں بڑے دلچسپ مسئلہ کا ذکر کیا۔ ملاقات ہو تو باتیں ہوں۔ آج ہمدم میں اشتہار مجموعہ کلام اکبر قیمتی ۲ از گجرانوالہ دیکھتا ہوں۔ زرا خبر لیجیے یہ کیا مضمون ہے، کوئی اجازت نہیں لی گئی۔

AH

(۱۱۲)

الہ آباد ۲۸ مئی ۱۹

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ، شرف الدین صاحب کو آپ نے کیوں پرائیویٹ خطوط دیدیے

غالباً سابق میں ایسا اشارہ میں کر چکا تھا۔

اُن کی گشتی چٹھی اس سے پہلے مختلف امصار و دیار میں پہنچی تھی۔ ازانجملہ مرزا سلطان احمد صاحب پنجاب۔ مہاراجہ کشن پرشاد دکن وغیرہ ان احباب نے مجھ سے پوچھا میں نے اپنا تامل ظاہر کیا۔ قیاس ہے کہ اُن حضرات نے خطوط نہیں دیے۔

بہرکیف میں سید شرف الدین صاحب کو پہلے بھی لکھ چکا ہوں، اور اس وقت پھر لکھ رہا ہوں کہ قبل اشاعت وہ خطوط مجھکو دکھائیں۔ زمانہ نہایت بدگمان اور پُرآشوب ہو رہا ہے۔ بالخصوص میری حالت نہایت نازک ہے۔ خدا جانے کس بات کے کیا معنی لیے جائیں۔ گو جزاتو صاحب کا حال دریافت کیا چاہتا ہوں، مجھکو فائدۂ زر کا کچھ خیال نہیں ہے، کام اسطرح ہوا کہ اس وقت تک کوئی منفعت محسوس نہ ہوا۔ حالانکہ ہونا چاہیے تھا۔ اندیشہ غلط اور شبہ انتخاب کا ہے۔ بلاشبہ بے قاعدگی بھی ٹھیک نہیں۔

آپ کا دعاگو

اکبر

(۱۱۳)

عزیز مکرم۔ شرف الدین صاحب پر زیادہ سختی کی ضرورت نہیں صرف بلحاظ حالت زمانہ احتیاط ملحوظ ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں نے دیکھ لیا ہے لیکن آپ بھی دیکھ لیجیے۔ اسلیے خدشہ رہگیا۔ آپ بھی میرے خیر طلب ہیں مسٹر شرف الدین بھی، میں نہیں جانتا ان خطوں کی کیا قیمت و وقعت ہوگی۔

۱۹ جولائی ۱۹ء

دعاگو

اکبر

(۱۱۴)

الہ آباد ۳ر جولائی ۱۹ء

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ نے کسی خط میں لکھا تھا کہ ہند و فلاسوفی دیکھتا ہوں

اِس خیال سے اطمینان ہے کہ ہماری ہستی کے فارم کو فطرت ترقی دیگی۔ اس کا یہی کام ہے۔ آپکی تحریر سے میں محظوظ ہوا، یاد آیا کہ کبھی کبھی یہ خیال میرے اشعار میں مختلف پیرایۂ بیان میں ظاہر ہوا ہے۔ آپ کے سامنے دو شعر پیش کرتا ہوں، شاید اور یاد آجائیں ؎

موت سے وحشت بشر کا اک خیالِ خام ہے
اصل فطرت میں فقط آرام ہی آرام ہے

اس شعر کے متعلق ایک طویل بحث ہوئی ہے۔ کبھی سنیئے گا۔[۱]

غم میں بھی قانونِ فطرت سے میں کچھ بدظن نہیں
یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

خیر، یہ سب مضمون آرائیاں ہیں، اللہ اپنا فضل کرے۔

ایسا خیال ہے کہ اگست یا جولائی میں عشرت سلمہ کے لڑکے کا مکتب ہوگا۔ پرتاب گڑھ میں، غالباً خواجہ صاحب بھی تشریف لائیں، بشرطِ زندگی میں بھی ہوں گا۔ کیا اچھا ہو کہ آپ بھی ہوں، آپ کی معیت تو مستقل طور پر چاہتا ہوں، اگر میسر آئے۔

معارف کی پالیسی میں جولائی سے کیا تبدیلی ہونے والی ہے؟

دعاگو
اکبر

(۱۱۵)

الہ آباد ۲۲ — ۱۹

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالےٰ

مدت سے آپ سے مراسلت نہیں ہوئی۔ دعوتِ احباب[۲] میں اپنی عدم شرکت کا افسوس ہوا، اب تو دنیا ہی سے کچھ علیحدگی سی ہے، البتہ آپ ایسوں سے دل کو نہیں روک سکتا کیوں روکوں،

---

[۱] افسوس ہے کہ اس کی نوبت نہ آئی۔ ۱۲

[۲] مکتوب الیہ نے ایک دعوت کی تھی جس میں متعدد حضرات اہل علم و اہل قلم جمع ہوئے تھے، ہمدم میں اس کا ذکر چھپا تھا۔ ۱۲

آپ کے باطن کو اس کی راہ سے اپنے قیاس میں الگ نہیں پاتا، یوں تو ابھی آپ کو دنیا کا کورس پورا کرنا ہے ؎

نفس سے بچنے کی کوئی چارہ جوئی کیا کرے / فطرتی رہبر یہی ہو اس کو کوئی کیا کرے

خواجہ صاحب ۲۵ر جولائے کو الہ آباد آتے ہیں۔ پرتاب گڈھ جانے والے ہیں، لیکن یہ نہیں معلوم کہ کے دن رہیں گے۔ کیونکہ وہ ریواں جارہے ہیں۔ ہاں واپسی پر شاید زیادہ قیام کرسکیں۔ میری آپ کی اور اُن کی یکجائی امید ہے کہ ہم سب کے لیے دلچسپ ہو۔ مگر کہاں اور کب اُن سے مشورت کے بعد یہ بات طے ہوسکے گی۔ معلوم نہیں عزیز صاحب کا کیا حال ہے۔

میرے خطوں کا جواب نہیں آیا۔ معلوم ہو تو تحریر فرمائیے۔

دعاگو

اکبر

(۱۱۶)

پرتاب گڈھ ۹ر اگست ۱۹ء

بنگلہ سید عشرت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر

میرے محترم و مکرم عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ

میں یکم اگست سے یہاں ہوں، چار پہر اچھا تو بارہ پہر بیمار، اس معذوری نے تباہ کر رکھا ہے قلم اور زبان کو مایوسی ہوتی جاتی ہے۔

ابھی آپ کا خط ملا، طبیعت کو ذرا شگفتگی ہوئی۔ مکتب کی تاریخ ۲۷ر جولائی تھی۔ خواجہ صاحب ۲۰ر کو آئے، اُن کو لیکر میں ۲۵ر کو پرتاب گڈھ آیا۔ آپ نے لکھا تھا، کہ پیشتر سے اطلاع ہو عین وقت پر شاید تیار نہ ہوسکوں۔ اس وجہ سے آپ کو اطلاع نہ دے سکا۔ دل میں حسرت ہی رہی۔ اگر آپ زحمت نہ ہو اور بے تکلف تشریف آوری اور قیام میں عذر نہ ہو تو فی الفور تشریف لائیے، اور میرے دلِ منتظر و مشتاق کو خوش کیجیے۔ عشرت دورہ پر ہیں غالباً پرسوں آئیں کئی دفعہ آپ کا ذکر بہت شوق اور اظہار آرزوئے مصاحبت و مکالمت کے ساتھ کر چکے ہیں

یہاں شہری زینت نہیں ہے۔ کیمپ لائف ہے، لیکن ہوا اچھی، منظر اچھا۔ ضرور تشریف لائیے
۹ بجے چلیے ۱۲ بجے دن کو پہنچ جائیے، پہلے سے اطلاع ہو تو سواری کا بندوبست کر دیا جائے
آپ سے بہت کچھ کہنا سننا اور تسکین دل حاصل کرنا ہے ...... صاحب اگر فکرِ معاش کی مد میں
یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو اصلاح مشکل ہے۔ بہرحال آپ سے گفتگو کروں گا۔ اس کے متعلق بہت
طویل بحث ہے، لیکن آپ کے خیالات سے بیحد خوش ہوا۔ ماشاء اللہ چشم بد دور ہیں اپنے
ایک رفیق سفر سے جو حصّۂ سوم کی ترتیب میں بقدر اپنی بساط کے مدد دے رہے ہیں۔ ایسے ہی
امور کے متعلق اظہارِ خیال کر رہا تھا۔ کہ آپ کا خط پہنچا۔

میں نے یزید نامہ طبع جدید نہیں دیکھا۔ اکبر حسین

رِل سکے تو لیتے آئیے گا۔ میں اپنا وقت ان باتوں میں ضائع نہیں کرتا۔ یکتب برائے نام تھا۔
۵ - ۷ سب اہلکار سرکار آئے تھے۔ خدا مخالف اثروں سے بچائے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ
نہیں، میں تو سخت تشویش میں ہوں۔

(۱۱۷)

پرتاب گڑھ ۱۹

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں کل بہ ضرورت الٰہ آباد جاتا ہوں۔ عشرت تو آپ کے
مشتاق ہیں۔ اور مسرت سے خیر مقدم کہیں گے۔ لیکن میرے نہ ہونے سے شاید آپ کو بے لطفی
ہو۔ یہی کیا معلوم کہ آپ نے تشریف آوری کا فیصلہ کیا۔ اگر آپ چہارشنبہ تک تشریف لاتے تو
ممکن تھا کہ میں ٹھہر رہتا۔ بہرحال اگر آپ تشریف لائیں تو یا تو مجھے فوراً اطلاع ہو۔ الٰہ آباد سے
آؤں، لیکن دوشنبہ کے قبل دقت ہوگی۔ سب سے بہتر یہ ہوتا کہ آپ براہِ راست الٰہ آباد
تشریف لاتے بہ اطمینان و آرام وہاں قیام فرماتے۔ پھر پرتاب گڑھ ہوتے ہوئے اور
عشرت سے ملتے ہوئے لکھنؤ واپس جاتے۔ ۱۰ اتوار کو عشرت میاں بھی الٰہ آباد جائیں گے لیکن چند
گھنٹوں کے لیے۔

خاکسار۔ اکبر

خواجہ صاحب نے کسی کو لکھا ہے کہ وہ ۱۰ ارکو اپنے سالے ابن عربی کو ندوے میں داخل کرنے کو لکھنؤ آئینگے۔ اور دوشنبہ کو چلے جائیں گے۔

(۱۱۸)

عزیزم سلمہٗ۔ آپ کے خط سے اطمینان ہوگیا۔ عین اس وقت پہنچا کہ میں اسٹیشن ریل پر جانے کو تیار بیٹھا ہوں۔ خدا سب باتیں خیر و خوبی سے انجام کو پہنچائے۔ انشاء اللہ الہ آباد تشریف لائیے وہیں سے مراسلت ہوگی۔ بھائی صاحب کی خدمت میں سلام شوق۔ گھر میں تسلیم اور دعا۔

اکبر حسین

(۱۱۹)

الہ آباد ۲۷/۸ ۱۹

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالےٰ

لڑکی کو بہ نسبت لڑکے کے اس زمانہ میں بہتر سمجھتا ہوں[۱]۔ داماد اپنا ہوتا ہے۔ بیٹا غیر کا ہو جاتا ہے۔ اللہ عمر عطا فرمائے۔

میں اس وقت سخت بیمار ہوں۔ دانت کا درد دو دن کے بعد رخصت ہوگیا۔ زکام شروع ہوا۔ تین دن جاری رہا۔ لیکن اُس کے بعد شدید اعضا شکنی بخار کے ساتھ رہی۔ اب تین دن سے نہ بھوک ہے نہ پیاس ہے۔ دورانِ سر اس قدر کہ دو قدم چلنا دشوار ہے۔
ایک خفقان کی سی صورت ہے ناتوانی کی حد نہیں۔ اگر زندگی ہے تو شاید پانچ چار روز میں افاقہ ہو۔ آپ سے ملنے کا بہت آرزومند ہوں۔ لیکن اس وقت کیا لطفِ مکالمت سخت پریشانی میں ہوں، اور یہ دیکھ کر کہ عمر طبعی کو پہنچ چکا ہوں، امیدِ فردا کا کچھ حوصلہ نہیں ہوتا۔ انشاء اللہ جو اس درست ہوں تو جلد آپ کو خط لکھوں گا۔

اکبر حسین

عزیز صاحب سے ملنا ہو تو میری علالت کا حال کہہ دیجیے گا۔ زندگی کا شائق نہیں ہوں لیکن تکلیف

---

[۱] مکتوب الیہ کے ہاں لڑکی کی ولادت ہوئی ہے۔ ۱۲

سے گھبراتا ہوں، دعائے خیر کا طالب ہوں۔ نماز بیٹھکر پڑھتا ہوں۔

(۱۲۰)

الہ آباد ۱۱ ستمبر ۱۹ء

پیارے ماجد۔ اللہ آپ کو جیتا رکھے آپ ایسی محبت میرے ساتھ رکھتے ہیں۔ اگر افاقہ کیا معنی بیچینی میں ذرا سی کمی ہو جاتی اور لطف مکالمت کی امید ہوتی تو میں فوراً آپ کو لکھتا آپ تو میرے لیے روحانی قوت ہیں۔

لیکن ہنوز بہت تکلیف میں ہوں۔ ۲۲ دن ہوئے رغبت سے غذا نہیں ہوئی۔ زبان کا مزا خراب ہے۔ تولوں کا حساب ہے۔ سینے پر ایک التہاب ہے جس سے ہر وقت تکلیف رہتی ہے اور کسی وقت سانس رکنے لگتی ہے۔

میں ایسا ضعیف، یہ عمر، یہ شدید مرض، پھر زندہ۔ خدا کی قدرت ہے۔

حسن نظامی صاحب عید کرنے گھر گئے۔ کہہ گئے کہ بہت جلد پھر آجاؤں گا۔ لیکن وہاں اُنکے بچے بیمار ہو گئے ہیں۔ بہر حال دعا فرمایئے کہ اللہ مجھ کو تکلیف سے نجات دے۔ موت زندگی کی شرط نہیں، اگر زندہ رہا تو اللہ ہی کے لیے۔ انشاء اللہ بہ شرطِ زندگی پھر لکھوں گا۔ خبر لیتے رہیے گھر میں دعا۔ بچے کو دعا۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔ اپنی والدہ صاحبہ کے حضور میں سلام عرض کر دیجیے، اور التماسِ دعا۔ یہ ان صاحب کی چھٹی اظہارِ شوقِ ملاقات میں آئی ہے۔ میرا حال یہ ہے۔

اکبر حسین

(۱۲۱)

الہ آباد ۲۵ ستمبر ۱۹ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں ہنوز معذور اور قریباً صاحبِ فراش ہوں۔ ۲۶ دن سے معمولی غذا ترک ہے۔ ساگو۔ حریرہ وغیرہ بے رغبتی سے پی لیتا ہوں۔ کسی خلطِ فاسد کا ہیجان ہے اور ضعف کے سبب سے تنقیۂ کامل نہیں ہو سکتا۔ شدید دورانِ سر کی تکلیف میں مبتلا رہتا

عشرت سلمہ سنیچر، اتوار کو آتے رہتے ہیں، اگرچہ آپ کو زحمت ہوگی، لیکن دل چاہتا ہے کہ آپ سے ملوں اور کچھ باتیں کروں۔ یہ مقصود بھی ہے کہ عشرت سے آپ سے زیادہ تعارف ہو جائے۔ وہ بھی آپ کے مشتاق ہیں۔ اگرچہ غالباً عشرت آپ سے بڑے ہیں لیکن میری خواہش ہے کہ آپ اُن کے معین و مشیر ہوں، اور کبھی کبھی ملاقات و مراسلت ہوا کرے۔ اگر کوئی امر مانع ہو تو تشریف لائیے۔ پنجشنبہ یا جمعہ کو یہاں پہنچ جائیے۔ سنیچر کو عشرت آجائینگے اور دوشنبہ کو دس بجے دن کو واپس جائینگے۔ سنیچر کو بھی صبح یا دوپہر کو آپ تشریف لا سکتے ہیں۔ لیکن ایک دن پیشتر آجائیے تو بہتر ہے۔

اکبر حسین

(۱۲۲)

19 14/9

عزیزی حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی معذرت بجا ہے[1]۔ سید سلیمان صاحب کا تو میں بھی بحد مشتاق ہوں۔ حضرات معنی ہیں۔ لیکن میں جس حالت میں ہوں وہ کیونکر اپنا وقت دلچسپی کے ساتھ صرف کر سکتے ہیں۔ میرا بہت بہت سلام کہدیجیے۔

کہدیجیے کہ امید زیست نہ تھی، اب معلوم ہوا ہے کہ شاید کچھ دنوں اور زندہ رہوں، یہ خط لکھ رہا ہوں، لیکن بمشکل۔

حواس بالکل بجا نہیں ہیں۔

میں آپ کو ۲۰ر کو لکھوں گا کہ ۲۷ر کو خواجہ صاحب ہونگے یا نہیں۔ عشرت غالباً ہوں گے میری خواہش ہے کہ وہ آپ سے ملیں، آپ کے مشتاق بھی ہیں، ممکن ہو کہ پرتاب گڈھ میں ٹھہر جائیے پھر مجھ سے ملیے۔ بہرحال بشرط زندگی ۲۰ر کو لکھونگا۔

اکبر

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ اس وقت مولوی سلیمان صاحب وغیرہ متعدد احباب یہاں ہیں، حاضری سے معذور ہوں۔ ۱۲

(۱۲۳)

الہ آباد ۱۴ راکتوبر ۱۹ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ایسا سخت ہیجان خلط فاسد کا ہوا تھا کہ اس وقت تک مُنھ کا مزا بھی خراب ہے۔ اور مقدار غذا بھی معمول پر نہیں پہنچی۔ اور روٹی نہیں کھا سکتا۔ دوران سر کی وجہ سے اکثر دو چار قدم بھی چلنا دشوار ہوتا ہے۔

میں حسن نظامی صاحب سے یہ سُنکر خوش ہوا تھا کہ سید سلیمان صاحب بھی آپ کے ساتھ یہاں آنے پر آمادہ تھے۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ اگر دو ایک روز ایسے احباب کی یکجائی ہوتی کچھ کام کی باتیں بھی ہوتیں۔ معلوم نہیں آپ اُس بڑے جلسے میں شریک ہوئے تھے یا نہیں دہلی خلافت ٹرکی۔ عشرت سلمہ انتظام محرم میں مصروف ہیں۔ لکھا ہے کہ اس کے بعد آنے کی تاریخ معین کر کے اطلاع دونگا۔ ماجد صاحب کو بھی اطلاع دیجیے گا

واضح رہے کہ آپ کے خلافِ مزاج میں آپ کو تکلیف نہیں دیا چاہتا۔ نہ آپ کا حرج کیا چاہتا آپ کی مانگ اور آپ کی دلچسپی وہیں کیا کم ہے۔ جالب صاحب نے میرے خطوں کا جواب نہ لکھا۔ معلوم ہوتا ہے، خدمتِ نامہ نگاری میں قصور پا کر خفا ہیں۔ لیکن میں واجب الرحم ہوں، اگر آپ ملتے ہوں تو میرا اسلام کہدیجیے گا، مع شکایت۔ میرے حقیقی بھانجے سید زاہد حسین (خان صاحب خطاب) اسسٹنٹ سرجن ہو کر لکھنؤ گئے ہیں۔ بلرام پور اسپتال اکبر

(۱۲۴)

الہ آباد ۶/۷ ۱۹

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا کارڈ ابھی ملا۔ میں نے کل یا پرسوں آپ کو ایک خط لکھا ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ اُس کا جواب ہے یا ہنوز وہ خط آپ کو نہیں ملا۔ ظاہرا زندگی خطرے میں تھی۔ وہ خطرہ جاتا رہا، لوگوں نے کہا کہ اچھے ہو گئے۔ میں کسی قدر مطمئن ہو جاتا، اگر آرام ملتا اور دل و دماغ پر کچھ قابو پا لیتا۔ بہر حال زندہ ہوں۔ کسی وقت ذرا طبیعت بحال ہوئی تو اِس قسم

کی امید فرداسے کہ اِدھر جاؤنگا، اُدھر جاؤنگا، یہ مضمون لکھوں گا، یہ بحث پیش کروں گا۔ دل کو کچھ سہارا مل جاتا ہے۔ دوسرے وقت پھر یہ حالت جاتی رہتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر ممکن ہو فوراً تشریف لائیے۔ بے تکلفانہ دو چار روز رہیے۔ یا جب تک دل چاہے۔ عشرت میاں آتے رہیں گے۔ میں بالکل بے سامان ہوں، مہمانوں کو کسی تکلّف سے راحت نہیں پہنچا سکتا لیکن آپ اِس مد میں نہیں ہیں۔ جب ابرادہ ہو ایک دن پیشتر لکھ بھیجیے گا۔ اگر وقت ملے، ورنہ خیر حسن نظامی صاحب کی تصنیف سے مجھکو کچھ تعلق نہیں۔ میں ان مباحث کو اپنے دماغ سے فروتر پاتا ہوں، اُن کی کوئی مصلحت ہوگی۔ ملیے گا تو باتیں ہونگی۔ کہیے گا تو پھر اُن کو بلاؤں گا۔ اس وقت تو وہ پشاور میں ہونگے۔

اکبر

(۱۲۵)

الہ آباد ۸ر اکتوبر سنہ ۱۹ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے کارڈ نے مایوس کیا۔ خدا کرے آپ پورے طور پر توانا اور تندرست ہو جائیں۔ مجھے تو اب یہ امید ہی فضول ہے۔ آپ کی اتنی توجہ بھی میری جانب میری عزت افزائی ہے۔ انشاء اللہ بہ شرطِ زندگی اگر لکھنؤ آنا ہوا تو خود آپ سے ملکر مسرت حاصل کروں گا۔

خاکسار ۔ اکبر حسین

الٰہ آباد ۱۰ ۱۹

عزیزمن - میں نے آپ کو لکھا کہ عزت افزائی کے لیے آپ کی توجہ کافی ہے - یہ لکھنا رہ گیا کہ مسرت اور انبساط دل کے لیے ملاقات ہی کی ضرورت ہے ہم لوگ آپس میں نہ ملے اور تبادلۂ خیالات نہ ہوا تو کچھ نہ ہوا -

البتہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ میں مجھکو بھی محسوب ہونے کا حق ہے یا نہیں - بہرحال صحت مقدم ہے، آپ کی صحت ہمیشہ نازک سا رہی ہے -

ناتندرستی زندگی تلخ کر دیتی ہے - میں تو اس کی نذر ہو گیا ہوں ؎

خلق مجھ سے طالبِ پابندیٔ اخلاق ہے
میری یہ حالت کہ مجھ پر چھینک لو بھی شاق ہے

اکبر

(۱۲۷)

الٰہ آباد ۱۳ ۱۹ سنہ ء

دیکھیے ہاتھ کانپ گیا - ہندسہ کی شکل بگڑ گئی، لیکن دماغ میں بھی غلط قیاس پیدا ہوتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقی حالت طبعی حالت سے ملی ہوئی ہے - لیکن بہت دور جا کر اس کا انکشاف ہوتا ہے - میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ میری نسبت ہمدردی قائم رکھیے -

صبح کو غالباً آپ کو خط لکھا ہے - یہ نہیں پوچھا کہ آپ کا قصدِ تشریف آوری ہے یا نہیں، میں آپ کے ایک کارڈ سے سمجھا کہ آپ نے ارادہ فسخ کیا - بلا شبہ صحت مقدم ہے - اللہ آپ کو تندرست رکھے - لیکن ممکن ہے کہ اس کا صرف یہ مطلب ہو کہ ایک ہفتہ کے بعد آؤنگا - آپ کی صحت بھی اچھی نہیں - میں تو اس عمر میں ایسی تکلیفیں اٹھا رہا ہوں کہ تعجب ہوتا ہے کہ پھر حواس واپس آ جاتے ہیں - اپنی خیریت جلد لکھیے - اپنا مشتاق

سمجھیے یہ شتاقی بے معنی نہیں ہے۔

اکبر

(۱۲۸)

الہ آباد ۱۳/۱۰/ ۱۹

عزیز مکرم۔ آپ نے شکایتِ نادرستیِ مزاج لکھی تھی۔ اس کے بعد آپ کا کوئی خط نہیں آیا، میں نے دو خط لکھے، طبیعت کو تعلق ہے، خدا کرے آپ اچھے ہوں۔
۲۲ اکتوبر تک تو میں الہ آباد میں ہوں۔ اس کے بعد اگر قوت سفر ہوئی تو عزم سفر ہوگا۔
دردِ سر، تبخیر سوداوی اور ضعفِ مثانہ، شدتِ اوہام سے بہت تکلیف اٹھا رہا ہوں اگرچہ بہ نسبت پہلے کے اب غذا کچھ ہونے لگی ہے۔ آپ سے مراسلت باعثِ انبساطِ خاطر ہے، معاف فرمائیے گا کہ باعثِ زحمتِ تحریر ہوتا ہوں۔

اکبر حسین

(۱۲۹)

الہ آباد ۱۵ اکتوبر ۱۹ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ مجھکو آپ کی اس قدر نادرستیِ مزاج کا خیال نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت و قوت عطا فرمائے۔ آپ نے نوٹ واپس کرنے کا فیصلہ کیوں کیا۔ اس میں شک نہیں کہ جب آپ کے علم و رسانت پر نظر کرتا ہوں تو اپنا آنر سمجھتا ہوں کہ آپ اس محبت سے پیش آتے ہیں اور ایسا دلی تعلق رکھتے ہیں لیکن میں اس بات پر رضامند نہیں ہوں کہ آپ کے والد صاحب مرحوم کی نیازمندی کی وجہ سے جو بزرگانہ درجہ مجھکو حاصل ہے اس میں خلل پڑے، میں جب وہاں ہوتا ہوں تو آپ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں کہ گھر میں اپنے گھر میں ہوں۔
آپ کی خالص اور ارادتمندانہ محبت کا دل پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ جو عزت افزائی آپ فرماتے

ہیں وہ بھی دل کو بہت خوش کرتی ہے۔

آپ اس ناچیز توٹ کو جہاں بھارہنے دیجیے۔ جو چاہے کیجیے۔ مطلب ملنے سے تھا۔ ملنا ہو ہی جائیگا۔ اگر زندگی ہے یہیں تشریف آوری کی کچھ قید نہیں ہے۔ بیماری اور زندگی سے بے تعلق ہو جانے نے بہت ہی دل شکستہ کر دیا۔ حلاوت حیات اور امید فردا کے فقدان نے زیست کو بار کر رکھا ہے۔ آپ ہی ایسے خیالات کے احباب سے دل کو کچھ تقویت پہنچتی ہے۔ اس سبب سے یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ اور ایک اور مقصود خاص بھی تھا۔ بہر حال یہ مطلب نہ تھا کہ آپ اس قم کے ذمہ دار اور امانت دار رہیں۔ آپ کی صحت کے لیے بقدر اپنی بساط کے ایسی بہت رقمیں نثار کرنے کو موجود ہوں۔

آپ پر شاید بار ہو، لیکن واپسی مجھ پر شدید بار ہے اور نہایت بدنما اور مکروہ بات معلوم ہوتی ہے۔

اگر قابل سفر ہوا تو خود حاضر ہو کر آپ سے ملنے کی مسرت حاصل کرونگا۔ میری یہ عزت کیا کم ہے کہ آپ میری قدر کرتے ہیں۔

خدا آپ کو صراط مستقیم پر رکھے   اکبر حسین

یہی بڑی خوشی ہے۔

ینگ ورلڈ سے مجھکو گرمجوشی کی خواہش دیوانگی معلوم ہوتی ہے۔ آپ کے ذمے ابھی بہت فرائض ہیں، بہت امور کو ملحوظ رکھنا ہے، میرا یہ حال ہے

زندہ ہوں تو مجھ پہ ہنسنے والے ہیں بہت
مر جاؤں تو کوئی رونے والا نہ رہا

گھر میں آداب اور دعا۔ بچے کو پیار۔ بھائی صاحب کو تسلیم۔ خواجہ صاحب کو تار دیا تھا اب بھی کسی وقت دورہ ہو جاتا ہے، مقدمہ ترجمہ مکالمات برکلے آپ ہی کا لکھا ہے نا جس میں آپ نے ایک اعلیٰ ہستی کا خیال دلایا ہے۔ آپ سے بعض ضروری باتیں کرنا

ہیں یعنی میں ان کو ضروری سمجھتا ہوں انشاء اللہ بروقت ہوگی۔

(۱۳۰)

دہلی ۱۶؍ نومبر ۱۹۱۸ء، درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ، ڈاکخانہ عرب سرائے۔

ماجد صاحب کیوں نہیں آئے میری خیریت کیوں نہ پوچھی؟ میرے لکھنؤ نہ آنے پر نظر کیوں نہ کی، شاید میرے مشتاق نہیں ہیں، آپ کے مختصر اور بلیغ الطاف نامے نے سب خدشے رفع کر دیے۔ میں دہلی آ رہا تھا، جلد جواب نہ لکھ سکا۔ شکایتِ امراض بدستور ہے، ہنگامۂ تعلقات سے اُکتا کر ویرانۂ دہلی میں دہلی سے ۳ میل پر پناہ لی ہے۔ خواجہ صاحب کے رین بسیرے میں مقیم ہوں۔ زندہ رہا تو کبھی آپ سے ملاقات ہوگی۔

نیاز مند

اکبر حسین

(۱۳۱)

دہلی، درگاہ سلطان المشائخؒ ۲۵/۱۱ ۱۹ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کی علالت سے بہت حرج ہے۔ آپ کو خدا جلد صحت دے داد کا شکر گزار ہوں۔[۱] Continuity of Soul کا مضمون آپ نے خوب سمجھا۔[۲] میں تو جانتا ہوں، چند دہریوں کے سوا سب اس پر متفق ہیں کہ روح معدوم نہیں ہوتی۔ ہاں مسلّم

---

[۱] بقائے روح ۔ ۱۲

[۲] اکبر کے ان اشعار کی ؎

فلسفی تجربہ کرتا تھا ہوا میں رخصت	مجھ سے وہ کہنے لگا آپ کدھر جاتے ہیں؟
کہہ دیا میں نے ہوا تجربہ مجھ کو تو	تجربہ ہو نہیں سکتا ہے کہ مرجاتے ہیں

مکتوب الیہ نے داد دی تھی۔ اور یہ لکھا تھا کہ ان اشعار سے ایک پہلو روح کی بقا و تسلسل کا بھی پیدا ہوتا ہے یعنی روح کے تجربے اس عالم ناسوت میں پورے نہیں ہو سکتے، اس کی ترقی و تکمیل کا سلسلہ بعد کو بھی قائم رہتا ہے ۔ ۱۲

کہتے ہیں کہ برزخ میں رہیگی۔

ہندو تناسخ کے قائل ہیں مگر ڈاکٹر اقبال صاحب، مرزا سلطان احمد صاحب وغیرہ نے لکھا ہے کہ ملنے کو آئینگے۔ خدا جانے کب تک رہ سکوں گا۔ پرسوں حاجی اسمعیل خاں آگرے سے آرہے ہیں۔ اہلِ دہلی بہت آتے ہیں، مجھکو تو صرف درگاہ پر نماز و قرآن میں لطف آتا ہے۔

اپنی خیریت لکھیے۔

خواجہ صاحب سلام کہتے ہیں

اکبر حسین

---

(۱۳۲)

دہلی، درگاہ حضرت سلطان المشائخ ۲/۱۲ ۱۹

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خدا کرے اب آپ کی طبیعت اچھی ہو۔ ایک روپیہ کا زردہ تمباکوئے خوردنی خشکی دانہ دار سولہ روپئے سیر والا پوسٹ پارسل کے ذریعہ سے مجھکو بھجوا دیجیے امین آباد پارک میں دوکان ہے، خود دُکاندار بھیج دیگا۔ میرا ایڈریس اور آرڈر رائس کو بھیج دیجیے، ویلیو پے ایبل کردے، یا بہتر تو یہ ہوگا، ایک روپیہ اس کو حوالہ کیجیے، میں لفافے میں ایک نوٹ بھیجدونگا اس وقت تو کارڈ اُٹھا لیا ہے۔ اگرچہ میں معذرت کرتا ہوں کہ یہ زحمت آپ کو دی۔ لیکن امید ہے کہ آپ تحکّم یا بے تکلفی سے خوش ہونگے

میں نے کھانے پینے کے متعلق دہلی کے بازار پر لکھنؤ کو ترجیح دی۔

[signature]

---

(۱۳۳)

دہلی، ۱۷ دسمبر ۱۹ء

عزیزی سلمہٗ۔ ایک لڑکے نے جو خواجہ صاحب کی خدمت میں ہے، ناک میں دم کر رکھا ہے، خواجہ صاحب سے یہ سُنکر کہ ان کی ہر بات قابلِ تحریر ہے اُس نے بے اعتیادی سے خرافات

اور بے معنی لکھنا شروع کیا ہے، میں نے کچھ اجزا اسکو نقل کو دیے ہیں، مشبہ ہے کہ بلا اطلا
نقل لکھکر خود بھی لیلے، اور خرافات ریویو لکھکر اخباروں میں بھیجے۔ اب اُس سے واپس لیلوں
خطیب کے مضمون کی مجھکو خبر نہیں ہے، خواجہ صاحب میرٹھ گئے ہیں، واپس آئیں تو کہوں
کہ اس لڑکے کو قطعی ممانعت کر دیجیے۔ میں ویرانۂ دہلی اور قمریوں کی آواز کو زیادہ باعث تفریح
پاتا ہوں، کیا عجب ہے کہ جلد واپس آؤں، اور لکھنؤ میں کچھ دن رہوں۔ اب جینا ہی کے دن
ہے، یہاں تماشا بنا ہوا ہوں۔ پنجاب سے کچھ لوگ آنے والے ہیں۔ لیکن بوئے وطن کہاں
ہمکو آپ سے زیادہ مناسبت ہے۔ ہوا ہی چاہیے۔ بھائی عزیز[51] نے سچ کہا کہ لکھنؤ پر دہلی کو کیوں
ترجیح دی، خدا کرے عزیز اچھے ہوں، میرا سلام فرما دیجیے۔ وہ آپ کے بھی بڑے قدر دان ہیں
تمبا کو پہنچے گا، پیشگی تھینکس۔

دعا گو

اکبر

(۱۳۴)

آپ لوگوں[52] نے کیونکر سمجھ لیا کہ ملفوظات خطیب میں میرے الفاظ ہیں اور میرا مدعا ظاہر
کیا گیا ہے، وہ بالکل غلط اور ناقص تحریر ہے۔ مجھکو اُس کا علم بھی نہیں ہوا۔ خواجہ صاحب کے ایک
نیک لیکن بے امتیاز ملازم طالب علم نے اپنی بساط کے موافق اپنے الفاظ میں لکھا۔ یا میں مجبور
ہوں، خواجہ صاحب خدمتِ خلق میں مصروف ہیں، زبان کا مزا ہے، عمیق خیالات کا بوجھ نہیں
اٹھاتے، باتیں درویشانہ معاشرت شاہانہ ہے۔ ایک صاحب نے پنجاب میں انتخاب چھاپا
ہے، ایسے رکیک اشعار جو میرے نہیں ہیں، نہ جنکا علم مجھکو ہے، اُس میں داخل کر دیے ہیں۔
طوفانِ بے تمیزی ہے۔ میں معاودت کی فکر میں ہوں۔ دل نہیں لگتا۔ اکبر

۱۸/۱۲ ۱۹ء

(۱۳۵)

پرتاب گڈھ ۲۶ر دسمبر ۱۹ء۔ عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ سردی روز افزوں ہے۔

---

[51] مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی ۱۲۔

[52] یعنی مکتوب الیہ اور حضرت عزیز لکھنوی ۱۲۔

امراضِ لاحقہ سے اندیشہ ہلاک ہو کر براہ راست ۱۲ر دسمبر کو الہ آباد پہنچا، ارادہ تھا کہ لکھنؤ ہوتا ہوا آؤں، لیکن ایک درجہ رزرو ٹو بہ صرف کثیر لینا پڑا، رات کا وقت تھا، ایک دن کے لیے پرتاب گڈھ آیا تھا۔ آج واپس جاتا ہوں۔ آپ سے ملنے کا بہت آرزومند ہوں۔ خدا جلد ملائے شکایت مثانہ نے نہایت معذور کر دیا ہے۔ زندہ رہا تو بعد جنوری کے شاید سفر کر سکوں۔ آپ کیسے ہیں۔ اپنی خیریت لکھیے، خواجہ صاحب کو مرے چلے آنے کا سخت افسوس ہے، بلکہ کل اہلِ دہلی کو۔ مگر کیا کرتا، طبیعت اب دنیا سے اُکتا گئی۔ بھائی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

اکبر حسین

(۱۳۶)

الہ آباد ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۰ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے خط سے بہت خوشی ہوئی جب میں نے یہ کہا تھا کہ آپ اس کے مصداق ہیں ؎

من پاکباز عشقم ذوقِ فنا چشیدہ   آہوئے دشتِ ہوئم از ما سوا رمیدہ

اس وقت میں نے دیکھ لیا تھا کہ آپ کی ایک اور ایک دو، طبیعت آپ کو کدھر لے جائیگی۔ آپ ہنوز راہ میں ہیں لیکن سیدھی راہ ہے۔ ابھی آپ نہیں جانتے کیا نعمتیں آپ کو ملنے والی ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک شعر قابلِ یاد ہے ؎

دو سہ گام اگر پئے دل بہ ہش دویدہ باشی
ز جہاں گذشتہ باشی بجہاں رسیدہ باشی،

آپ نے آنے کا ارادہ ظاہر کیا اس سے بھی کمال مسرت ہوئی۔ بہ شرطیکہ محض ایک بار اُٹھانے کا خیال نہ ہو۔ ورنہ میں ہرگز آپ کی تکلیف گوارا نہیں کرتا۔ امید ہے کہ آپ خود اپنے ایک مشتاق معذور کے مشتاق ہیں خطیب والے صاحب ملفوظات میاں ...... دہلی سے میرے ساتھ ہو لیے ہیں عجیب شخص ہیں۔ وہ بے انتہا خوش ہوئے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ میں چاہونگا

کہ وہ آپ کے ملفوظات پر متوجہ ہو جائیں۔ وقتِ تشریف آوری لکھیے گا۔

اکبر

(۱۳۷)

الہ آباد ۲۰ ۱۴

عزیزمن سلمہ اللہ تعالیٰ۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ہرگز حسد نہ بردم بر منصبے و مالے — الّا بر آں کہ دارد با دلبرے وصالے

مجھکو کسی کے جاہ و دولت پر حسد نہیں ہوتا، لیکن محبوب دلستاں سے جس کو وصل ہوتا ہے اُ
ضرور رشک و حسد ہوتا ہے۔

علی برادر کا معاملہ تو عزیز کرشمہ ہے لیکن حضرت سلیمان ندوی سے آپ کے ملنے پر رشک آتا
میں اس صحبت سے محروم رہتا ہوں، یہ رشک اس تصور سے کچھ کم ہو جاتا ہے کہ زیادہ تر اذ
و تاجرانہ پہلو ہوتا ہوگا۔ یہ بحث نہ ہوئی ہوگی ہم کیا۔ خدا کیا مقصودِ زندگانی کیا۔ بہترین عمل
کاش سلیمان صاحب بھی آپ کے ساتھ آتے لیکن یہ سچ ہے کہ ابھی اُن کے کام کرنے کے
دن ہیں۔ طولِ امل اور امید فردا ضروری ہے۔ ہر حال سلام شوق فرما دیجیے گا۔ میرا
یہ حال ہے ؎

عمر و آلام نے کیا پامال — کوئی رگ دل میں اب جہندہ نہیں
سانس لینا ہی زندگی ہے اگر — تو میں زندہ ہوں ورنہ زندہ نہیں

نہ حدوں کا یاں ہو نشاں کہیں نہ محل حرف و بیاں کہیں
مرا عشق ہے ترا حسن ہے مری آنکھ ہو تری شان ہو

مجھکو اپنا ایک اور شعر یاد آیا، جو وحدتِ زندگانی کے متعلق ہے ؎

میرے اس مصرعہ پر سب کی واہ ہے — ہوش میں ہوں زندگی اللہ ہے

یہ شعر بھی وہی پہلو لیے ہوئے ہے:۔ ؎

یہ جتنے ذرّے جہانِ فانی کے اتنی شکلوں میں جلوہ گر ہیں
خدا کی ہستی کے سب ہیں شاہد اور اپنی ہستی سے بے خبر ہیں

علی برادر کی رہائی پر خوشی کا ایک پہلو تو یہ بھی ہے کہ انگریز اپنی فتح پر مطمئن ہو گئے اور انکی ضرورت نہ رہی، کہ اپنے نامہربانوں کو محبوس رکھیں۔

لیکن میں تو صرف اس امید سے خوش ہو سکتا ہوں کہ برادرانِ ممدوح مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی ترقی میں بدل توجہ فرمائیں گے۔

معلوم نہیں اس زمانہ میں کچھ فکرِ شعر کی بھی فرصت ملی یا نہیں۔

اکبر

(۱۳۸)

$\frac{۱۲}{۱}$ ۲۰

عزیز من آپ کے خیال نے اور میرے شعر کو سند میں لانے کی خبر نے مجھکو بے حد مسرت بخشی۔[۵۱] اللہ روز افزوں نصرت و ترقی باطنی عطا فرمائے۔ اس وقت زیادہ نہ لکھ سکا۔

اکبر

(۱۳۹)

الہ آباد $\frac{۲۳}{۱}$ ۲۰

عزیزمن سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ماشاء اللہ چشمِ بد دور۔ میں ہرگز گمان نہ کر سکتا تھا کہ آپ اس بلندی پر پہنچ گئے ہیں[۵۲]۔ آیۂ عُلُوّاً فِی الْاَرْض مدت سے میرے پیشِ نظر ہے۔ خاموشی کے ساتھ باطنی

---

[۵۱] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ اپنی کتاب فلسفۂ جذبات کی طبع جدید میں ایک موقع پر آپکا یہ شعر بھی سنداً لایا گیا ہے ؎
اک صوتِ سرمدی ہے جسکا اتنا جوش ہے — ورنہ ہر ذرہ ازل سے تا ابد خاموش ہے

[۵۲] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ سیاسی ہنگاموں کا بیشتر حصہ دنیا پرستی و مادیت پر مبنی ہے، خلوص و حقانیت گنتی کے چند لوگوں میں ہے حالانکہ اسلام نے اجر اُخروی کا حقدار صرف انہی کو قرار دیا ہے، جو دنیا طلبی و جاہ پسندی سے الگ ہیں، تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔ ۱۲

ترقی میں مصروف رہیے لقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقنٰکم اول مرۃ یاد رکھیے۔
کاش آپ سے جلد ملاقات ہو۔ آئیے ہم لوگ اللہ کے واسطے حق کے واسطے، روحانیت کے واسطے، عقل سلیم کے واسطے، متانت و وقار کے واسطے صبر کے واسطے ایک جماعت ہوں، ایسے لوگ کم ہیں۔

میں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ ابتدا ہی میں اُس نے آپ کی نسبت مجھکو اس مصرعہ کو متعلق کرنیکا الہام فرمایا۔ ع آہوئے وحشت ہویم از ما سوا رسیدہ۔ آپ بوڑھے نہیں۔ مفسر نہیں، آیۃ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ پر نظر پہنچ جانا حیرت انگیز ہے۔

اکبر

(۱۰۴)

الہ آباد ۱۱ر فروری سنہ ۱۹۲۰ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا ۲۲ر جنوری کا کارڈ اب تک پیش نظر ہے، آسمان حقائق و معانی پر آپ کو چمکا رہا ہے۔ ہنوز سردی کم نہیں ہوئی۔ الہ آباد آنے کی زحمت میں آپ کو نہیں دیا چاہتا۔ لیکن آخر فروری میں پرتاب گڈھ آئیے۔ عشرت کو فرصت نہیں، اور وہ آپ کے مشتاق ہیں، اور میری مصلحت ہے کہ آپ اُن سے ملتے رہیں، اگر اس سے پہلے میں لکھنؤ آسکا تو دو چار دن کو میں اور آپ پرتاب گڈھ آسکیں گے۔ حصۂ سوم مجھ پر بار ہے۔ پبلک کا تقاضا ہے۔ شوق تو رہا نہیں، انقلاب اور فنا اس قدر پیش نظر ہے کہ لذت زندگی اور طول امل کی قریباً مفقود ہے۔

حواس کا پاس اور سوسائٹی کی خاطر ہے، چاہتا ہوں کہ لکھنؤ میں چھپواؤں۔ عزیز صاحب سے اس بات میں تحریر ہوئی ہے۔ اپنی خیریت سے اطلاع دیجیے۔ بھائی صاحب کی خدمت میں سلام۔

اکبر حسین

(۱۴۱)

الہ آباد ۲۳ ر فروری ۱۹۲۰ء

عزیز اکبر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے کارڈ کا جواب اس وقت لکھ رہا ہوں۔ ہوائے سرد نے اعضا کو بہت مضمحل کر دیا تھا، احساسِ فنا اور یہ نوبتِ عمر، اس خیال سے عملی زندگی میں بہت حرج ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کس وقت شمعِ حیات گل ہو جائے۔

جب کبھی تبخیر کم ہوتی ہے تو البتہ پھر حواس دنیا سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ آپ کے آبزرویشن[۵۱] اس طوفانِ بے تمیزی کے متعلق جو اس وقت برپا ہے نہایت صحیح ہیں۔ علم و حکمت آپ کو دعا دیتے ہونگے کہ آپ ان کا حق ادا کرتے ہیں۔

میں شاید مارچ میں قصدِ لکھنؤ کر سکوں۔ اگر پرتاب گڑھ گیا اور موقع ہوا تو ایک دن کے لیے ضرور زحمت گوارا کیجیے گا۔ عشرت سلمہ ابھی غالباً دورے پر ہیں۔

اکبر

(۱۴۲)

الہ آباد ۱۹/۳

عزیز اکبر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے خط سے دل خوش ہو گیا۔ عبد الباری صاحب[۵۲] کا لکچر دیکھا، اُن کی وقعت نظر میں بہت زیادہ ہو گئی۔ الحمد للہ کہ وہ آپ کے دوست ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ وہ، آپ، اور میں یکجا ہوں، میں غالباً ۲۲ کے بعد پرتاب گڑھ جاؤں، وہاں سے لکھنؤ کا ارادہ ہے، زندگی و توانائی شرط ہے، ناتندرستی و ناتوانی نے معذور کر دیا ہے۔ دل و دماغ میں انتشار رہا کرتا ہے۔ یارانِ موافق میسر نہیں آتے۔ خدا آپ سے جلد ملائے۔ اشعار پیش کرونگا کاش آپ سُنکے انتخاب کرتے، ڈاکٹر اقبال ملنے آئے تھے۔ تین دن رہکر گئے

[۵۱] خیالات۔ مکتوب الیہ معارف کے شذرات میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا تھا۔ ۱۲

[۵۲] مولوی عبد الباری ندوی اس لکچر کا عنوان "مذہب و عقلیات" تھا۔ ۱۲

کہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ رہتا تو ایک مجموعہ مرتب کرتا خط لکھتے رہیے ۔ خدا نخواستہ
نہ آسکا تو آپ کو یہاں یا پرتاب گڈھ آنا ہوگا ۔ اگرچہ ابھی تو آپ بہت کچھ لٹریری ہیں ۔
انشاء اللہ بہت کچھ روحانی ہو جائیے گا ۔ بڑے اثر اور ناموری کے ساتھ ۔

اکبر

(۱۴۳)

پرتاب گڈھ ۲۵/۳

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ اس عمر اور ان امراض و آلام کے ساتھ انتشار طبع پر
تعجب کروں ، اگر سفر کرتا ہے ، تو ایسی حالت بیماری میں سارے خطرات اُٹھا کر سفر کرو
دنیا اپنے ضروری کاموں میں مصروف ہے کس کو کس کو بُلاؤں ۔ ہاں آپ ایسے مستثنیٰ ؛
یعنی آپ سے درخواست تشریف آوری کرسکتا ہوں ۔
پرسوں میں یہاں پہنچا ۔ دو ہی گھنٹہ کا سفر تھا لیکن بار ہوا ۔ عشرت کہتے تھے کہ آپ کو بُلاؤں
میں نے چاہا ہے ۔ ممکن ہو تو خود آؤں ۔ اِس وقت ، مولوی عبدالباری صاحب کا بھی خط آ
ہے کہ ۲۶ کو ماجد میاں صاحب کا مہمان ہونگا ۔ میں کوشش کرونگا ۔ اگر نہ آسکا تو آپ صاحب
سے درخواست تشریف آوری کرونگا ۔ بہت جگہیں ہیں جہاں لوگ امید کرتے ہیں کہ میں ٹھہرو
لیکن غالباً سید زاہد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن تیا گاؤں کے یہاں اوّلاً جانا ہو ۔ میری حقیقی
بھانجی گھر میں ہیں ، ان کو شکوہ ہوگا ۔

اکبر حسین

(۱۴۴)

پرتاب گڈھ بنگلہ سید عشرت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر

۲۶ مارچ سنہ ۲۰ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ آج میں نے ارادۂ سفر کیا تھا لیکن ابر و باد اور ضعف و خستہ

اشتدادِ علالت سے رُک گیا۔ آپ سے ملنے کا شوق بہت ہے۔ عشرت میاں بھی آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ دو دن کے لیے خود ہی زحمت گوارا کیجیے۔ احباب لکھنؤ کو بہت مایوسی ہوگی، لیکن کیا کروں، زندگی ہی غنیمت سمجھیں۔ یہ ممکن ہے کہ آپ کے ساتھ لکھنؤ پہنچ سکوں، مولوی عبدالباری صاحب کو بھی ساتھ لیجیے۔ میں خوش ہوا کہ انہوں نے تو الٰہ آباد ہی آنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اطلاع مل جائے تو اسٹیشن پر سواری موجود رہے۔ ۹ بجے وہاں سے چلیے تو یہاں قریب ایک بجے دن کو پہنچیے، اچھا وقت ہے، اگر تار دیجیے تو تاریخ معلوم ہو جائے۔

اکبر حسین

(۱۴۵)

عزیزمن سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اپنی خیریت لکھیے۔ عزیزی صبغۃ اللہ صاحب[۱] آپ کی مدح کرتے تھے۔

الحمدللہ کہ آپ روحانی ترقی میں سرگرم ہیں۔ رعیت میں آپ نے مضمون کی تمہید خوب لکھی تھی۔

افسوس ہے کہ اب خواجہ صاحب کے ساتھ پورے طور پر نہیں چل سکتا۔ تفصیل آپ کی بروقت ملاقات سنیے گا۔

اکبر ۲۰ ۲۷/۵

زندہ رہا تو رمضان بعد پھر قصد لکھنؤ کرونگا۔ اچھا ہے وہیں مروں، آپ کے ہاتھ سے مٹی پاؤں۔ رعیت میں بجز ایک شعر "اللہ کے ہوتے ہوئے" باقی اشعار بے جوڑ اور نامناسب چھپے۔ خدا جانے

---

[۱] مولوی صبغۃ اللہ صاحب شہید فرنگی محلی۔ ۱۲

خواجہ صاحب کو کہاں سے ملے۔ اُن کا محل نہ تھا۔ نہ میرے دیوان میں ہیں۔

(۱۴۶)

پرتاب گڈھ ۳۰؍ مارچ سنہ ۲۰ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپکا انتظار ہے۔ سواری اسٹیشن پہ جائیگی۔ عشرت نے سب انتظام کردیا ہے۔

مولوی عبدالباری صاحب کا ہونا باعث لطفِ مزید ہوتا لیکن آپکا آنا اُن کی معیت مشروط نہیں آپ چلے آئیے۔ وہ یہاں براہ راست تشریف لاسکتے ہیں۔ میں کل بہت علیل ہوگیا تھا۔ ڈرتا تھا کہ آپ سے بات نہ کرسکوں گا لیکن آج پھر بحال ہوگیا ہوں۔

دعاگوئے شما

اکبر حسین

(۱۴۷)

پرتاب گڈھ ۲/۴

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آج آپ کی تشریف آوری کا عشرت سلمہٗ آپ کی فرودگاہ کی درستی میں خوشی سے مصروف رہے۔ اگرچہ اپنے کام میں بھی مشغول تھے۔ چپراسی سواری لیکر بارہ بجے سے اسٹیشن پہ حاضر تھا۔ گاڑی لیٹ تھی پونے چار بجے چپراسی واپس آیا کہ آپ تشریف نہیں لائے۔ سب کو مایوسی ہوئی۔ دعا ہے کہ آپ خیریت سے ہوں۔ آج ڈاک اوّل وقت نہیں آئی۔ شاید اس وقت آپ کا کوئی خط ملے، امید ہے کہ کل آپ تشریف لائیں۔ عبدالباری صاحب نے روک لیا ہوگا کہ میں بھی چلوں گا۔

اکبر حسین

(۱۴۸)

الٰہ آباد ۲۰ ر ۹/۵ ۔ حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ حاذق الملک صاحب نے

شعر کو بہت پسند کیا۔ لیکن آپ صاحبوں کو مشاغل حرا کا بھی کچھ خیال چاہیے
یسا ہے بمئی، جون، جولائی کی گرمی نے اگر جان چھوڑی تو انشاء اللہ ملاقات
AH.

(۱۴۹)

دعزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ واپسی تمدن کا نکتہ خوب ہے۔ جزاک اللہ۔ کی نسبت
بش کر ۔ ں گا۔ طبیعت کو انتشار ہے تبخیر بہت شدت سے ہوتی ہے۔
دو چار دن کیلئے یہاں آئیے قلم کہاں تک کام دے سکتا ہے۔
ماحب کی خدمت میں تسلیم۔ اکبر حسین ۱۵/۵ ۲۰

(۱۵۰)

ن ۲۱ء

وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ جو مضمون آپ لکھا چاہتے ہیں، قریباً اسی خیال سے
یہ شعر موزوں ہوا تھا ؎

حسنِ بت دیر پر کھنچے لیے جاتا ہے ہمیں
کیا نتیجہ ہے برہمن سے کھنچے رہنے کا

، ورنہ اصرار کرتا کہ دو چار دن کو آئیے۔ کچھ کام کی باتیں ہوتیں۔ میں تو گھر سے نکلا نہیں

پرتاب گڑھ میں اپنا یہ شعر مکتوب الیہ کو سنایا تھا جس کی اس نے بیحد داد دی تھی ۔
رفتار اور سمت میں موج ہوا کی ہو   اے قصہ گوشہ پد ضرورت ہرا کی ہو
ے سلسلہ میں واپسی خطابات وغیرہ کی تحریک ہوئی تھی، مکتوب الیہ نے معارف کے شذرات میں لکھا تھا کہ
بہ خود مغربی تمدن کے "عطیہ" کو واپس کر دیا جائے اسی کی جانب اشارہ ہے ۔۱۲
ا خیال ظاہر کیا ہے کہ انگریزی قوم سے قطع تعلق کرنے کا کیا نتیجہ ہے، جب انگریزیت ہمکو اپنے تمدن و
رمیں محبوب و مرغوب ہے ۔۱۲

سیلن بہت بزرگوار ہیں تو تشریف لائے۔ اگرچہ رفتار زمانہ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ معلوم نہیں کیا تبدیلی ہے۔ لیکن بظاہر بہت باتیں بیفائدہ بلکہ مُضر نظر آتی ہیں۔

سالو نیکا والا شعر کئی برس کا کہا ہوا، لغو اور صرف ملے ایامان ورڈ ہے، خدا جانے رعیت نے کہاں سے نقل کر دیا، میں نے ان کو شکایت لکھی ہے، مدت ہوئی ترک وہاں سے بے دخل کر دیئے گئے۔

صبغۃ اللہ صاحب بیچارے نہیں جانتے کدھر کے ہو رہیں۔ آپ کو تو اب وہ بڑے واصلانِ حق میں داخل کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہی ہوگا۔ انشاء اللہ کسی وقت اور کچھ اشعار لکھونگا۔ یادداشت میں بہت کچھ ہے۔ گرمی زیادہ ہے لکھا بار ہے۔

اکبرحسین

(۱۵)

الہ آباد ۲۱ جون ۱۹۲۰ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ معلوم نہیں آپ کیا کر رہے ہیں، یہاں تو گرمی ایسی شدید ہے کہ حواس درست نہیں۔ سلیمان صاحب کا خط آپ کے نام سرسری نظر سے دیکھا تھا[لہ]

دعائیں کر رہے ہیں ہم یہاں مسجد کی دریوں پر
مُبارک ہو سلیمانی نظر پیرس کی پریوں پر

کچھ خبر ہے کہ یہ حضرات کب تک واپس آئینگے؟

اپنی خیریت لکھیے۔ ہمدم صاحب کو میرا سلام فرما دیجیے گا۔ زندہ رہا تو شاید جولائی میں ملنا ہو۔

اکبرحسین

(۵۲)

الہ آباد ۱۲ اگست ۱۹۲۰ء۔ عزیز مکرم۔ اللہ آپ کو خوش اور تندرست رکھے۔

[لہ] یہ خطوط ہمدم میں شائع ہوئے تھے۔ ۱۲

میں نے کئی خط آپ کی واپسی کے متعلق اطلاع حاصل کرنے کو لکھنؤ بھیجے ہیں قطع نظر
اس سے کہ آپ سے محبت ہے اور ملنے کو دل چاہتا ہے، آپ سے کام بھی ہے۔ حصۂ سوم
کا انتخاب اور اس کی اشاعت آپ ہی کے ذریعہ سے ہو تو بہتر ہے۔
عشرت سلمہ سے طے کروں گا، کہ اگر مالی نفع ہو تو اس میں آپ کی توجہ اور صرف وقت کے
عوض میں آپ شریک ہوں۔ بہرحال ضروری کام ہے۔ اور آپ کے مذاق کے موافق
ہے۔ بیسیوں خط اہلِ پنجاب کے آتے ہیں لیکن میں کسی کو اس کام کا اہل نہیں سمجھتا۔
خدا کرے آپ بہت جلد صحیح و توانا ہو کر لکھنؤ واپس آسکیں۔ میں منتظر ہوں، بہ شرطِ زندگی
و توانائی آپ کی واپسی پر لکھنؤ پہنچونگا۔ انشاءاللہ۔
خواب مبارک[1] ہو۔ جب ملیے گا تو اُس کے متعلق آپ سے کچھ کہوں گا۔ کرشن صاحب بڑے
شخص گزرے ہیں۔
انتخابِ اشعار مجھ پر بار ہے اس موسم میں دوران سر کی شکایت بہت زیادہ ہوگئی ہے
انشاءاللہ کل کوشش کرونگا کہ آپ کے معارف کے لیے کچھ اشعار انتخاب کروں۔
مسلمانوں پر جو باخبر اور صاحبدل ہیں، اس وقت بڑی مصیبت ہے۔ اُن کو عظیم
خطرات کا سامنا ہے۔ پولیٹکل پہلو پر تو بہت شور و شغب ہے۔ لیکن اخلاقی و روحانی پہلوؤں
کی طرف کم خیال ہے۔
آپ سے زبانی گفتگو ہوگی۔ عجب نہیں کہ حسن نظامی صاحب بھی آپ کی واپسی کے
زمانہ تک تشریف لائیں۔

اپنی خیریت برابر لکھتے رہیے۔

اکبر حسین

میری نسبت جو کچھ آپ نے خیال ظاہر فرمایا ہے اللہ آپ کو اُس حُسن عقیدت

---

[1] مکتوب الیہ کو سری کرشن جی مع حضور سرورِ کائنات صلعم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے۔ ۱۲

بہرہ مند کرے۔

(۱۵۳)

الٰہ آباد ۲۸ اگست ۱۹۲۰ء

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ الحمد للہ کہ آپ خیر و عافیت سے لکھنؤ پہنچ گئے۔
سال کا یہ موسم میرے لیے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔
انشاء اللہ دو ہفتے بعد قصدِ سفر کرسکوں گا۔ آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ آپکی طبیعت صحیح نہیں۔ ورنہ کہتا کہ یہاں یا پرتاب گڈھ تشریف لائیے۔ کیا کچھ اشعار بھیجدوں۔

اکبر حسین

(۱۵۴)

۳/۹ معارف صفحہ ۸۳۔ لندن میں ایشنلسٹ ایسوسی ایشن
اس پرچیں نے ریمارک لکھا ہے خوب لکھا ہے۔[1]
پارسال اسی موسم میں میں شدت سے بیمار ہوگیا تھا۔ اس وقت بھی تکلیف ہے۔ خدا کرے آپ سے جلد ملنا ہو۔ آپ کا مشتاق

اکبر حسین

(۱۵۵)

پرتاب گڈھ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ طبیعت کو بیحد تعلق ہے۔ اپنی خیریت سے مطلع فرمائیے۔
افسوس ہے کہ ضعف نے اجازت نہ دی ورنہ آپ کی عیادت کرتا۔ زندگی باقی ہے تو آخر ستمبر یا شروع اکتوبر میں قصد کروں گا۔
ہر روز درد سر کا دورہ ہوتا ہے۔ گھنٹوں رہتا ہے۔ تبدیلِ موسم سے کچھ اصلاح کی امید ہے۔

---

[1] مکتوب الیہ کی تحریر تھی۔ ۱۲

کاش ایسی صورت نکلتی کہ میرا مستقل قیام لکھنؤ میں ہو سکتا۔ اپنے بھائی صاحب کی خدمت میں سلام فرما دیجیے۔

آپ کے گھر میں دعا۔ خواجہ صاحب بمبئی و حیدرآباد گئے ہوئے ہیں۔ پرتاب گڑھ میں بھی کچھ شورش کا خدشہ تھا اور ہے۔ عشرت بہت مشغول و مصروف ہیں۔

اکبر

(۱۵۶)

پرتاب گڈھ بنگلہ سید عشرت حسین ڈپٹی کلکٹر ۲۱ ستمبر ۱۹۲۰ء

حبیبی و عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے دو خط بدریافت خیریت مزاج آپ کو لکھے ہیں۔ جواب نہیں ملا۔ بعید تعلق خاطر ہے۔ آپ نے صرف آپریشن کی خبر دی تھی۔

امید ہے کہ اب آپ بالکل اچھے ہوں۔ براہ مہربانی بواپسی ڈاک خیریت سے مطلع فرمائیے۔ حالات موجودہ نے آپ کے ساتھ دلی تعلق کو اور بھی زیادہ کر دیا ہے۔

آپ نے اشعار مانگے تھے۔ یاد نہیں کہ آپ کو بھیجے یا نہیں۔ کاش آپ خود منتخب کرتے۔ ہمت سفر باندھ رہا ہوں، ضعف اور افسردگی غالب ہے۔

اکبر حسین

(۱۵۷)

پرتاب گڈھ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۰ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خدا کرے آپ جلد توانا ہو جائیں۔ میں خود آپ سے ملنے کا بہت مشتاق ہوں۔ لیکن بوجہ عوارض لاحقہ خاص انتظام قیام ضروری ہے۔ جو ہنوز نہیں ہوا۔ اور شاید ایک دفعہ مجھکو الہ آباد بھی جانا ہے۔ ۴،۵ اکتوبر تک غالباً مقصد نہ کر سکوں۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ حصۂ سوم جلد طبع ہو جائے تو بہتر ہے۔ کیا آپ دو ایک دن کو تشریف نہیں لا سکتے آپ کو سمجھا دوں، سپرد کر دوں۔

زیز صاحب بھی معین ہونگے۔ عشرت میاں بھی آپ کے مشتاق ہیں۔ بے تکلفانہ یہ خواہش
ہر کی۔ معلوم ہے کہ آپ کی صحت اچھی نہیں۔ خیر اگر نہ آسکیے تو جلد وہاں پہنچنے کی کوشش
روں گا۔ ممکن ہے کہ عزیز صاحب کو یہاں آنے کی تکلیف دوں۔ لیکن اُن کو خانہ داری کے
لقات سے بمشکل فرصت ہوگی۔ جواب جلد دیجیے۔ اشعار جلد بھیجدونگا۔ انتخاب دشوار ہے۔

اکبر حسین

(۱۵۸)

آباد ۹ر اکتوبر ۲۰ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ نے معارف میں خوب مضمون لکھا ہے[1]، جس میں
ری نظم بھی درج فرمائی ہے۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے۔ مدارج عالی پر پہنچائے۔ صفائے
ن صحت خیال، بلند نظری آپ کے حصہ میں ہے۔ کیا کہوں اب تک جرأت سفر نہ کرسکا۔
پ سے ملنے پر ہمارے بہت سے کام منحصر ہیں۔ پرتاب گڈھ میں راجہ صاحب سے
ان ہونے کا وعدہ کرلیا ہے۔ مگر اسی نا درستیِ مزاج کا خیال کرکے تامل کر رہا ہوں۔
حال بہ شرطِ زندگی اسی اکتوبر میں آنے کا قصد ہے۔ سید سلیمان سے میرا بہت بہت سلام
دیجیے گا

دعائیں مانگتے تھے ہم یہاں مسجد کی دریوں پر　　مبارک ہو سلیمانی نظر پیرس کی پریوں پر

ب علی صاحب پروفیسر بڑودہ کالج کا یہ مطلع مجھکو پسند آیا تھا، اُسی پر مصرعے لگا دیے
، معارف میں طبع کر دیجیے

نواب اور علی سے ترکیب نام کی ہے　　مقبولِ طبع خوبی اُنکے کلام کی ہے
کیا لاجواب مطلع کل آپ نے سُنایا　　سالک نے راہ پائی عارف کو وجد آیا
اُترے ہیں جو زمیں پر روشن دماغ لیکر　　وہ ڈھونڈتے ہیں تجھکو دل کا چراغ لیکر

اکبر

[1] معارف کے وہ شذرات جن میں تحریک ترک موالات کے اخلاقی و روحانی پہلوؤں پر توجہ دلائی گئی تھی۔ ۱۲

(۱۵۹)

الہ آباد ۵ ۔۔۔ ۶

۶ ا ہو الحمد اللہ تعالیٰ۔ خدا کرے اب آپ بالکل اچھے ہوں۔ میں غالباً
۲۲ راسوبر چد سر و اُٹھوں۔ بشرطِ زندگی و توانائی حصۂ سوم کی بڑی فکر ہے۔
آپ سے شوکت علی صاحب سے ملاقات ہو تو میرا اسلام شوق پہنچائیے۔ ملنا ہوتا تو
بعض ضروری باتیں گوش گزار کرتا۔
حصۂ چہارم میں اپنی ایک نظم دیکھی ؎

جس بات کو مفید سمجھتے ہو خود کرو	اوروں پہ اس کا بار نہ اصرار سے دھرو
کافی ہے بس یہ وعظ کہ غیرت ضروری	تقویٰ بہت ضرور ہے اللہ سے ڈرو
حالات مختلف ہیں زراسوچ لو یہ بات	دشمن تو چاہتے ہیں کہ آپس میں لڑمرو

بہت نظمیں ہیں۔ خدا جلد وہ موقع لائے کہ آپ دیکھیں اور منتخب کریں۔ اپنی خیریت سے
مطلع فرمائیے۔

اکبر حسین

(۱۶۰)

پیارے ماجد صاحب! اللہ سلامت رکھے۔
معلوم نہیں آپ کیسے ہیں۔ کیا کر رہے ہیں۔ یہ فرمائیے کہ شوکت علی صاحب اور
محمد علی صاحب سے آپ سے ملاقات ہوئی، اور باتیں ہوئیں یا نہیں، سید سلیمان صاحب
کہاں ہیں۔ معارف کا چارج لیں گے، یا سوا راجی میں کام کرینگے؟
میں ارادہ لکھنؤ کا کر رہا ہوں۔ ضعف اور انتشار طبع اور بیماری نے ہنوز اجازت نہیں دی
بہت حرج ہو رہا ہے۔ زندگی کا اعتبار نہیں۔ خدا کرے جلد فارغ ہو کر بہ اطمینان منتظرِ اجل
ہو جاؤں۔ بلکہ مشتاقِ اجل۔ جواب جلد لکھیے۔

پرتاب گڈھ میں دم لیکر لکھنؤ آؤں یا براہ راست - ہنوز نہیں کہہ سکتا۔
ظفر الملک صاحب کے مصائب کا افسوس[1] ہے۔ عزیزی صبغۃ اللہ صاحب ملیں تو میری دعا
کہدیجیے گا۔

(۱۶۱)

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ - ایسے شدید اور غیر معمولی ترددات پیش آ گئے ہیں کہ اب تک
آ سکا - دنیا عجب جگہ ہے، ہم اُس کو چھوڑتے ہیں تو وہ ہم کو نہیں چھوڑتی - حصۂ سوم کا مسودہ
ا رہے - اگر کہیے تو آپ کو یا عزیز صاحب کو بھیجدوں - چھپنا شروع ہو جائے - دیر ہو رہی ہے
لک کا تقاضا ہے - آپ نے خوب لکھا تھا کہ روحانیات کی مدد ہو تو میں بھی اُن کا شریک
جاؤں - بالفعل تو مطلع تاریک ہے - خدا روشن کرے -
اپنی خیریت لکھیے - مجھکو ان آفات سے نجات ملے تو بشرط زندگی حاضر ہوں - نقصان
ہوا ہے اور ایک مطالبہ ناواجب درپیش ہے - سلیمان صاحب کہاں ہیں ؟

الہ آباد ۲۰ ۱۱/۱۱ اکبر حسین

(۱۶۲)

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - روح خوش ہوگئی کہ آپ نے مجھ سے اس خیال میں اتفاق
- ع عدو کی قسمت بگڑ بھی جائے تو اپنی قسمت یہی رہیگی - افسوس ہے کہ ایسے محب
مانی سے جُدا ہوں - خدا جلد ترددات سے نجات دے - تعلقات سے بیزار ہوں - لیکن جو
سے پڑ چکے ہیں، اور جن کی اخلاقی ذمہ داری قطعاً مجھ پر نہیں ہے، اُن کے قانونی اثر
جان چھڑانے کی کوشش کر رہا ہوں، گو کتنا ہی نقصان ہو۔

اکبر حسین

اس وقت یہ خط پرسوں کا لکھا ہوا نظر آیا - یاد نہیں کہ آپ کو دوسرا خط لکھا - یا یہی

[1] وی ظفر الملک ایڈیٹر الناظر کو بجرم حب الوطنی میں دو سال قید کی سزا ہوئی ہے ۱۲۰

لکھا تھا پڑا رہ گیا۔

(۱۶۳)

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ایک یوروپین مدعی فلسفہ کا مضمون میں آپ کو بھیجتا ہوں ۔
بہت دن ہوئے میں نے ایک مطلع کہا تھا۔ حصۂ سوم میں درج ہوگا ؎

حیرت میں ختم ہوگئی انشائے زندگی حل ہو سکا نہ ہم سے معمائے زندگی

لیکن اس مصنف یا مضمون نگار کا خیال صریحاً غلط ہے۔
امید ہے کہ آپ خود اس کی غلطی کو سمجھ لیں گے۔ افسوس ہے کہ بعض بد دیانت حریصوں کی بدنیتی نے مجھکو شدید تردداتمیں مبتلا کر دیا ہے۔ خدا جلد نجات دے۔ اسی سبب سے مینوز نہیں آسکا لیکن ارادہ ہے کہ ترددات کے رفع ہونے کا انتظار نہ کروں۔ اور اسی پر عمل کر سکوں ؎

شکوہ ن دل سے خدا خدا کر جو ہو رہا ہے وہ ہو چکیگا

اپنی خیریت لکھیے۔ اکبر حسین

(۱۶۴)

عزیزی ماجد میاں اللہ آپ کو خوش رکھے اور مدارج عالی پر پہنچائے۔ آپ نے میرا شعر خوب یاد رکھا۔ جزاک اللہ۔ بہ امید ثواب اثرِ غم قبول کرتا ہوں۔ آپ کے صفائے باطنی اور انداز روحانیت کو اللہ قائم رکھے۔ شمس تبریز صاحب[1] نے تو مشاہدات ایمانی میں قدم رکھا تھا لیکن قیاس بھی اس مغربی مضمون نگار کی تائید کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ فلاسفروں میں مصنف نے اس کو شمار کیا۔

شمع کا وجود شعلہ پر مقدم ہونا مسلّم ہے۔ جسم کا وجود روح پر مقدم ہونا مسلّم نہیں ہے شعلہ وجود شمع کو گھٹاتا جاتا ہے۔ روح جسم کو بڑھاتی جاتی ہے۔ دل میں آیا تھا کہ ایک مدلل آرٹیکل لکھوں۔ لیکن غیر ضروری سمجھا۔ آپ سے رپورٹ کر دینا کافی تھا۔ ایسے مجرموں کے لیے

[1] مکتوب الیہ نے مولانائے روم رح کا ایک شعر جو شمس تبریز رح کے نام سے مشہور ہے، حضرت اکبر کو لکھکر بھیجا تھا۔ ۱۲

آپ بہت ہیں۔ لکھنؤ آنا چاہتا ہوں۔ لیکن ان روزوں ضعف مثانہ کی یہ شدت ہے کہ شب و روز میں شاید ۲۰ تا ۲۵ مرتبہ چوکی پر جانا ہوتا ہے۔

سردی بھی زیادہ ہو گئی۔ بہرکیف آنا ضروری بھی ہے اور آپ سے ملنے کا آرزو مند بھی ہوں اللہ مدد کرے۔ ہنوز پرتاب گڈھ بھی نہیں جا سکا۔ کاش آپ مسودات دیکھکر کچھ اور اشعار منتخب کر لیتے، اور حسب موقع اخبارات کو بھیجا کرتے۔ میں نہ آسکوں تو کیوں نہ پرتاب گڈھ آئیے۔ کل غالباً خواجہ صاحب الٰہ آباد تشریف لائیں۔

اکبر حسین

(۱۶۵)

عزیز من، اگرچہ میں آپ کو خط نہیں لکھ سکا۔ کیونکہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ لیکن دل ہر وقت آپ کے ساتھ ہے، آپ کا مشتاق ہے۔ اس سال ضعفِ مثانہ و ضعفِ قوتِ ماسکہ کی شکایت اس قدر زیادہ ہے کہ بیچین اور مغموم رہتا ہوں۔ نہیں سمجھتا کہ اس حالت کے ساتھ زندگی زیادہ دنوں تک چل سکے گی۔

خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ ماجد صاحب نے راجہ صاحب کو خوب پیش کش کیا[5]۔ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ خواجہ صاحب الٰہ آباد آنے والے ہیں۔ پھر پرتاب گڈھ جائینگے۔ آپ چاہیں تو آپ بھی تشریف لائیں۔ یہاں یا پرتاب گڈھ۔ تعین تاریخ ہو جائیگا۔

قصد تو میں کر رہا ہوں کہ لکھنؤ آؤں۔ تا تندرستی اور شرائط انتظام قیام سے رُکتا ہوں۔

اکبر حسین۔ الٰہ آباد۔ ۱۴ر جنوری سنہ ۲۱ء

(۱۶۶)

الٰہ آباد ۱۸ر جنوری سنہ ۲۱ء

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ سردی زیادہ ہے۔ نہ آپ کو بلانے کی جرأت ہوئی۔ نہ خود

---

۵ راجہ صاحب محمود آباد صوبہ متحدہ کے ہوم ممبر مقرر ہوئے تھے، مکتوب الیہ نے ایک پیشکش "تحفہ" گزرانا ہے جو تمام آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی و اقوال الائمہ، اخلاق پر مشتمل تھا

حاضر ہو سکا۔ دو مہینے سے شکایتیں بہت زیادہ ہیں۔ رات مشکل سے کٹتی ہے۔ ضعفِ مثانہ سے بار بار طہارت کی ضرورت، پوس ماگھ کو پچھلی راتوں کو میرے لیے بہت سخت ہے۔ ایک انبار اشعار کا موجود ہے۔ آپ سنیں اور انتخاب فرمائیں۔

میرا دل نہیں چاہتا کہ خود کہیں بھیجوں، اگرچہ لوگ بااصرار خواستگار ہیں۔ آپ کے ساتھ میری محبت ہمیشہ سے ہے۔ آپ کی تحریریں اور بھی شیفتہ کر لیا کرتی ہیں۔ کئی دن ہوئے سید سلیمان صاحب ملنے آئے تھے۔ دو چار شعر لکھ لے گئے۔ آپ کا ذکر خیر بھی رہا۔ میں نے انکو ناتوان پایا۔ علیل ہیں۔ افسوس ہے کہ وقت کم تھا۔ آپ سے ملنے کو بہت جی چاہتا ہے۔ بلکہ ملنا ضروری ہے۔ معلوم نہیں آپ کی صحت کا کیا حال ہے۔ فوراً جواب مرحمت ہو۔

عشرت کا دورہ مارچ تک رہیگا۔

اکبر حسین

(۱۶۷)

الٰہ آباد

۲۲/۲ ۲۱ پیارے ماجد صاحب اللہ آپ کو خوش رکھے کہ آپ نے مجھکو یاد کیا۔ کچھ معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں، اگرچہ بہت علیل ہوں، ایسا کہ حواس کو اِکھٹا[۱] نہیں کر سکتا۔

میں اس وقت زیادہ نہ لکھ سکا۔ امروز فردا میں پھر لکھوں گا۔ آپ کے لکھنؤ میں نہ ہونے نے میری نظر میں لکھنؤ کو بے لطف کر دیا[۲]۔ کیا آپ مجھ سے ملنے کو اور دس پانچ دن قیام کرنے کو یہاں یا پرتاب گڈھ آ سکیں گے؟ A.H.

[۱] لطف اُٹھانا۔ ۱۲

[۲] ہنگامۂ تعلقات سے گھبرا کر مکتوب الیہ نے لکھنؤ کا قیام ترک کر کے اپنے وطنِ آبائی دریاباد (ضلع بارہ بنکی) میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ ۱۲

الٰہ آباد ۱/۳ ۲۱

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالےٰ

اگرچہ لکھنؤ مستحق تھا کہ آپ کا وہاں قیام رہتا۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کی تکمیل کے لیے خواہ مخواہ ایسے اسباب مہیا ہوئے کہ آپ وہاں کے ہنگاموں سے علیحدہ ہو جانے پر مجبور ہوں۔ بہرحال آپ جہاں ہوں، میرے دل میں اور آنکھوں میں آپ کی جگہ ہے۔ معارف میں تصوف پر آپ کی تحریر دیکھکر روح تازہ ہوگئی[1]۔ کاش میں، آپ، یکجا ہوتے۔ میں علیل ہوں آج پھر تلیّن ہے۔ اگر زندگی ہے تو شاید کچھ روزوں حواس میں رہ سکوں۔ شکایاتِ لاحقہ نے بیحواس کر دیا ہے۔ آپ نے میرے خط کا جواب نہ دیا۔ میں تنہائی اور بیکسی کی حالت میں ہوں۔ معلوم نہیں آپ کے گھر میں کہاں ہیں۔ اُن کو دعا۔

دعا گو

اکبر

(۱۶۹)

الٰہ آباد

۲/۳ ۲۱ عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ کچھ خبر نہیں کہ آپ کہاں ہیں۔ دو خط بھیجے جواب نہ آیا۔ اپنا حال کیا کہوں۔ عوارضِ لاحقہ نے معذور کر رکھا ہے۔ اپنی خیریت لکھیے۔ اگر آپ تک پہنچ سکتا تو ضرور آتا۔ یہ شرطیہ آپ کی راحت میں کچھ اضافہ ہو سکتا۔

اکبر حسین

(۱۷۰)

الٰہ آباد ۱/۴ ۲۱

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بہت انتظار کے بعد خط ملا۔ امراض و آلام اور حوادث نے

---

[1] اس کا عنوان "حکمائے مغرب اور فلسفۂ تصوف" تھا۔ ۱۲

اتنا پریشان کیا ہے کہ فیصلہ نہیں کر سکتا، کل کیا کروں گا، کہاں رہوں گا۔ رہوں گا بھی یا نہیں
اور حواس میں رہوں گا یا نہیں۔

آپ میرے لیے نعمت ہیں۔ امید ہے کہ آپ کو مجھ سے ذاتی محبت ہے۔ اور آپ
ہمدردی کو موجود ہیں۔ یہ نہ بھی ہو تو آپ کا مذاق اور طرزِ خیال مجھ سے اس قدر موافق ہے
کہ مجھکو راحت محسوس ہوتی ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ آپ طریقت سے بے خبر نہیں ہیں
انشاء اللہ جلد یہاں یا پرتاب گڑھ میں تشریف آوری کی درخواست کرونگا۔

خواجہ صاحب کی صاحبزادی بہت بیمار ہیں۔ وہ دہلی آ گئے۔ آپ کی فرمایش پر میں
بھی صاد کرتا ہوں[1]۔ اُن کو لکھدیا ہے۔ خدا کرے ایسا موقع ہو کہ میں، آپ، وہ یکجا ہوں۔ امید
ہے کہ ایسا ہو۔

آپ سے بہت باتیں کرنا ہیں۔ بہت اشعار جمع ہو گئے ہیں۔ دیکھیے اور انتخاب
کیجیے۔

دعا گوئے شما

اکبر حسین

(۱۷۱)

عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں بیمار ہوں، بہت تکلیف ہے، ہر دوسرے تیسرے
یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ نزع قریب ہے۔ پھر ذرا افاقہ ہو جاتا ہے۔ عشرت بلا رہے ہیں ہنوز
نہیں جا سکا۔ اسی انتظار میں آپ کو خط نہیں لکھا۔ زندہ رہا تو اتوار کو پرتاب گڈھ کا قصد
ہے۔ دیکھیے کیا حالت پیش آتی ہے۔

میرے دل کو آپ کے تصوّر سے تسکین ہوتی ہے۔ اپنی خیریت لکھیے۔

اکبر

۱۲ / اپریل ۱۶ء

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کو بھی طلب فرمائیے۔ ۱۲

الہ آباد ۱۱ مئی سنہ ۲۱ء

عزیزی وحبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ - بہت علیل ہوں ہیجانِ مِرّۂ سوداوی نے دماغ کو پریشان کر رکھا ہے کبھی معلوم ہوتا ہے کہ حالت نزاع قریب ہے، کبھی پھر امید زیست بندھ جاتی ہے اُدھر اقارب کا لعقارب کے معاملات پیش رہتے ہیں - پرتاب گڈھ کا ارادہ کر رہا ہوں، زندگی اور توانائی اور حواس نے اجازت دی اور پہنچا۔ آپ کو فوراً اطلاع دونگا - میرے پاس جو سعید ملازم تھا وہ چلا گیا ہے ۔ بہت دقت ہے - خواجہ صاحب کی آمد کی امید نہیں ہے۔ موسم بھی بہت سخت ہے۔

مولوی محمد کریم صاحب نے مجھکو خط لکھا تھا کہ ماجد میاں کو تصوف اور عبادت الٰہی کا شوق ہوگیا ہے میری روح کو بالیدگی ہوئی۔

میں نے کہدیا کہ اُن سے زیادہ کوئی میرے دل سے قریب نہیں ہے - اللہ آپ کو خوش رکھے - میری موجودہ دنیاوی پریشانیاں رفع کرنے کے لیے ہمت با دعا کیجیے -

آپ کا دعاگو

اکبر

تیسرا حصہ بدایوں میں چھپ رہا ہے -

شاید جون میں تیار ہو جائے - آپ سے مجھکو ملنے کی سخت ضرورت ہے -

(۱۷۳)

پرتاب گڈھ

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ کے خط نے دل کو نہایت لذّت بخشی - اس وقت میں ایسی حالت میں ہوں کہ آپ سے زیادہ کسی کو اپنے دل سے قریب نہیں پاتا -

مُبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس زمانہ میں اپنے قرب کیلیے منتخب کیا - امید ہے کہ مجھکو آپ سے بہت مدد ملے - کیونکہ شدید مصائب اور ترددات میں مبتلا ہوں - خانہ ویرانی ، بے سامانی

بیکسی الاقارب کا تعقارب، اس پر امراض لاحقہ ایسے کہ قریباً حالت نزع میں ہوں۔ ضعف کی حد نہیں۔ عمر اتنی ہو چکی کہ ہر نفس کو نفس آخر سمجھتا ہوں۔ حوادث نے اس حلقہ میں رہنے پر مجبور کیا ہے جس کو ہم سے مذاق وخیال میں تباین کُلّی ہے۔

واقعی اس وقت شدید گرمی ہے۔ انشاء اللہ بعد چند در خواست تشریف آوری کرونگا غالباً آپ بھی خوش ہونگے۔ اگر مجھکو کچھ مدد دے سکیں بقیہ زندگی کو جہاں تک ممکن ہو سکون کے ساتھ بسر کرنے میں۔ عشرت سلمہ آپ کے میلانِ طبع اور ترقی روحانی پر عش عش کرتے ہیں۔ علم کا یہی اثر ہونا چاہیے

اکبر حسین

اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت میں میرا سلام فرما دیجیے۔ اُنہی کی برکت ہے کہ آپ کو یہ روحانی ترقیاں ہیں اور شہرت ہے۔

(۱۶۴)

پرتاب گڈھ ۱۰ رجون ۲۱ء

نبی وحیبی سلمہ اللہ تعالی۔ آپ نے میری غزلوں کا خوب انتخاب کیا۔ اگرچہ مجھپر اب زندگی بار ہے، کیونکہ لذّت زندگی اور ذوق فردا سے مایوس ہوتا جاتا ہوں۔ لیکن آپکی روحانی ترقی سے ایسی موانست ہو گئی ہے کہ آپ کے خیال سے انبساط ہوتا ہے اور اس امید میں کہ آپ سے ملنا ہوگا مزا آتا ہے۔ خدا نے اپنے لیے آپ کے مذاق کو منتخب کیا ہے۔ بلا دلیل اُسکے ہو رہیے۔ اس زمانہ میں تو بالخصوص بڑی نعمت ہے۔

اکبر حسین

امراض لاحقہ سے سارا جسم ضعیف ہے۔ گرمی سے شدید تکلیف ہے۔

(۱۶۵)

الہ آباد ۲۴ رجون ۲۱ء

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ کل میں الہ آباد واپس آگیا۔ یہ فرض کر کے کہ آپ ہمارے ہمدرد خیر طلب اور معین ہیں، اور عشرت میاں سے محبت برادرانہ رکھتے ہیں۔ چند باتوں میں آپ سے

مشورت اور ہوسکے تو شرکت و اعانت مطلوب ہے۔

ازانجملہ حصۂ اوّل و دوم کا پھر چھپوانا جس کی مانگ ہے۔ اور اب کوئی کاپی باقی نہیں ہے۔ اگر حرج نہ ہو تو الہ آباد تشریف لائیے۔ عشرت میاں کہتے تھے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ تاب گڈھ ہوتے ہوئے ایک دن اُن کے پاس قیام کرکے یہاں آئیے۔ وہ موقع کہ الہ آباد تشریف لائیے۔ عشرت بھی شریک ہوں۔ آخری جولائی میں انشاء اللہ ہوگا۔

آپ پھر بھی تشریف لاسکتے ہیں۔ میں تو اپنی حالت دیکھکر زندگی کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ طول امل اور امید فردا بہت کم ہے۔ اکبر حسین

——(۱۷۶)——

الہ آباد ۱۱ر جولائی ۱۹۲۱ء

سلمہ اللہ تعالیٰ۔ راجا میاں رات لکھنؤ گئے۔ ۲۴ر کو آپ کا منتظر رہوںگا اگر زندہ رہا۔ آپکی محبت و ہمدردی سے دلکو قوت پہنچی ہے۔ خدا قائم رکھے۔ امید ہے کہ ایسی مشکلات کے حل میں آپ سے بہت کچھ مدد ملے۔ چونکہ عشرت میاں کے دل میں آپ پر بہت اعتقاد اور آپکی محبت پاتا ہوں۔ اس سبب سے یہ امید ہے۔ اپنا حال کیا لکھوں ؎

خیالِ مرگ نے اس عمر میں اُمل کیا اُس کو حلاوت زندگی کی تھی فقط امید فردا سے

والیی منی آرڈر سلف ریکٹ کی مد میں ہوئی ہوگی۔ [illegible]

——(۱۷۷)——

عزیز من سلمہ اللہ تعالیٰ۔ تفسیر مواہب الرحمٰن۔ مولانا امیر علی مرحوم سابق پرنسپل ندوۃ العلماء لکھنؤ قیمت ۵ علاوہ محصول ڈاک۔ اِس کا اشتہار "دین و دنیا" میں دیا گیا ہے کیا آپ اس کتاب سے واقف ہیں یا واقف ہوسکتے ہیں۔ کیسی کتاب ہے؟ کیا میں منگالوں؟

اکبر حسین

(۱۷۸)

الٰہ آباد ۱۲ جولائی سنہ ۲۱ء

میرے پیارے ماجد صاحب ۔ راجا میاں نے آپ کے واجد علیشاہی ٹھاٹھ اور مصارف اور انجمن آرائی اور تکلفات کی تصویر کھینچی[۱] کہ اگرچہ بہت مسرت ہوئی لیکن ابھی سمجھا کہ آپکو دماغ اور فرصت کہاں کہ میری طرف صرف توجہ کیجیے۔ واجد علیشاہی سے خدانخواستہ عیاشی مراد نہیں۔

آپ کی سعادتمندی اور خوش اخلاقی کا شکر گزار ہوں کہ ۲۴ کو وعدۂ تشریف آوری ہے۔

عبدالباری صاحب سے ملنے کا بہت مشتاق ہوں لیکن اپنا یہ قطعہ یاد آتا ہے ؎

لکھا تھا کہ مشتاق ملاقات بہت ہوں | پاؤں جو اجازت تو دم چند کو آؤں
آیا یہ جواب آئیے جب چاہیے لیکن | افسوس کہ میں آپ کا مشتاق نہیں ہوں

خیر زندگی باقی ہے تو ملنا ہو ہی جائیگا عشرت سلمہٗ یکم اگست سے ۱۰ دن کی رخصت لینے والے ہیں انشاء اللہ یہاں بھی آئیں گے۔ آپ اگر زیادہ قیام نہ کرسکیں تو پرتاب گڈھ ان سے ملتے ہوئے واپس جائیے گا۔ کیونکہ وہ آپکے مشتاق و معتقد ہیں۔

میں بشرط زندگی وسط اگست میں لکھنؤ کا قصد رکھتا ہوں اور وہیں قیام کا قصد ہے یہاں بالکل سناٹا ہے۔

اکبر حسین

(۱۷۹)

۲۲/۷

عزیزمن سلمہٗ مجھسے واجد علیشاہی کے لفظ میں شدید غلطی ہوئی صرف بلحاظ مصارف و تکلف کے لکھدیا تھا راجا میاں نے کہا کہ ماجد میاں نے خوب روپیہ قوالوں کو دیا اور مہمانوں کو پرتکلف دعوت دی۔ اسی پر میں نے لکھا کہ آپکو توجہ ادھر کم ہوگی۔ اسکی تصریح کردونگا۔ بہرکیف مطمئن رہیے۔

مگر میں عصبیت مواطن ہوتا تو میں مشتاق و طالب کیوں ہوتا۔

اکبر حسین

---

[۱] مکتوب الیہ کے ہاں لکھنؤ میں محفل سماع منعقد ہوئی تھی، متعدد علماء و مشایخ شریک تھے۔ قوالوں کی آمدنی کا ذکر حضرت اکبر سے سنا کے ایک عزیز نے مبالغہ کے ساتھ کیا۔ اسپر یہ پرلطف عتاب نامہ صادر ہوا۔ ۱۲

اُس پیکرِ خاکی کے نام

جو اِن مکاتیب کے کاتب کو اُسی قدر عزیز تھا

جتنا ان کے مکتوب الیہ کو ہے، اور جس کو دنیا

خواجہ حسن نظامی کے نام سے

پکارتی ہے اس مجموعۂ اوراق کا

انتساب کیا جاتا

ہے

عبدالماجد

دریاباد ضلع بارہ بنکی

محرم سنہ ۱۳۴۲ھ

خطوطِ حضرت اکبر الہ آبادی

حصّۂ اوّل

بنام حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی عرصہ سے
تیّار ہیں اور فروخت ہو رہے ہیں۔ ان خطوط کے
اندر بھی عجیب انداز ہے جس کو خطوط نویسی
سیکھنی ہو یہ خطوط پڑھے۔

قیمت ۸/

ملنے کا پتہ

حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی